آنحضرت صلعم کے فرامین، معاہدات، مکاتیب
اور خلفائے راشدین کے احکام

سیاسی وثیقہ جات

مرتّب: ڈاکٹر حمید اللہ حیدر آبادی

مترجم: مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی

مجلسِ ترقیِ ادب کلب روڈ۔ لاہور

سیاسی وثیقہ جات

از عہدِ نبوی تا بہ خلافت راشدہ

آنحضرت صلعم کے فرامین و معاہدات

اور خلفائے راشدین کے احکام

سیاسی وثیقہ جات

از عہدِ نبوی تا بہ خلافت راشدہ

مرتب: ڈاکٹر حمید اللہ حیدر آبادی

مترجم: مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی

مجلس ترقی ادب کلب روڈ، لاہور

طبع دوم : جون ۲۰۰۵ء

تعداد : ۱۱۰۰

ناشر : احمد ندیم قاسمی
ناظمِ مجلسِ ترقی ادب لاہور

مطبع : سعادت آرٹ پریس، ۱۹-اے ایبٹ روڈ، لاہور

طابع : توفیق الرحمٰن

قیمت : 200 روپے

یہ کتاب حکومت پنجاب کے محکمۂ اطلاعات کے تعاون سے شائع ہوئی۔

فہرست

بہ قبائلِ عرب

قسم دوم: بہ زمانہ ہائے خلافتِ راشدہ

مراسلاتِ سپہ سالارانِ خلفائے راشدین

بہ رؤسائے افغانستان

ضمیمہ:

محرّرینِ وثائق، گواہانِ وثائق و دیگر کوائف

۱۔ محرّرینِ وثائقِ نبوی

۱۔ حضرت ابی بن کعب — نمبر ۶۳، ۶۴، ۷۶، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۴، ۱۶۳، ۱۷۳، ۲۰۶، ۲۴۴۔

۲۔ حضرت ارقم ابن ارقم مخزومی — نمبر ۸۴، ۸۸، ۱۷۶، ۲۱۲۔

۳۔ حضرت ثابت ابن شماس[1] — نمبر ۷۸، ۱۶۸، ۱۹۲۔

۴۔ حضرت جریر بن عبداللہ — نمبر ۱۸۶۔

۵۔ حضرت جُہیم ابن الصلت — نمبر ۸۲، ۸۶۔

۶۔ حضرت خالد بن سعید بن العاص — نمبر ۱۹، ۲۰، ۱۱۶، ۲۰۲، ۲۱۴، ۲۲۳، ۲۳۱۔

۷۔ حضرت زبیر بن العوام — نمبر ۱۹۳۔

۸۔ حضرت سعد بن عبادہ — نمبر ۷۸۔

۹۔ حضرت شرجیل ابن حسنہ — نمبر ۴۳۔

۱۰۔ حضرت عبداللہ ابن ابوبکر — نمبر ۹۴۔

۱۱۔ حضرت عبداللہ ابن زید — نمبر ۴۱۔

۱۲۔ حضرت عثمان بن عفان — نمبر ۱۸، ۱۸۹۔

۱۳۔ حضرت علاء ابن حضرمی — نمبر ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۹۶۔

۱۴۔ حضرت علاء ابن عقبہ — نمبر ۱۵۴، ۱۵۵، ۲۱۱۔

۱۵۔ حضرت علی ابن ابی طالب — نمبر ۵، ۱۱، ۳۳، ۳۴، ۴۴، ۴۵، ۸۵، ۱۱۱، ۱۲۱، ۱۶۴، ۱۶۷، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۶۔

۱۔ بعض اوقات باپ کا نام حذف ہو جاتا ہے۔ یہ ثابت بن قیس بن شماس ہیں۔ (مترجم)

۱۶۔ حضرت قیس بن شماس — نمبر ۱۵۷۔

۱۷۔ حضرت محمد بن مسلمہ — نمبر ۱۳۷۔

۱۸۔ حضرت معاویہ ابن ابی سفیان — نمبر ۸۹، ۹۶، ۹۷، ۱۶۴، ۱۸۵، ۲۱۵، ۲۲۲۔

۱۹۔ حضرت معیقیب — نمبر ۱۰۰۔

۲۰۔ حضرت مغیرہ ابن شعبہ — نمبر ۸۱، ۸۳، ۸۶، ۹۵، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۹۵۔

۲۔ گواہانِ وثائقِ نبوی

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — نمبر ۵۷-۹۷۔

۲۔ ابوبکر صدیق — نمبر ۱۱، ۴۵، ۹۷، ۲۲۲۔

۳۔ ابوحذیفہ — نمبر ۹۶-۹۷۔

۴۔ ابوالدرداء — نمبر ۹۶-۹۷۔

۵۔ ابوذر غفاری — نمبر ۳۴، ۹۶-۹۷۔

۶۔ ابوسفیان بن حرب — نمبر ۴۸، ۹۴۔

۷۔ ابوعُبیدہ بن الجراح — نمبر ۱۲۴، ۱۶۸۔

۸۔ ابوالغالیہ — نمبر ۹۶-۹۷۔

۹۔ ابوہریرہ — نمبر ۹۶-۹۷۔

۱۰۔ اُسامہ ابن زید — نمبر ۹۶-۹۷۔

۱۱۔ اقرع ابن حابس — نمبر ۹۴۔

۱۲۔ ثمامہ ابن قیس — نمبر ۹۶-۹۷۔

۱۳۔ جریر بن عبداللہ — نمبر ۱۸۶۔

۱۴۔ جعفر بن ابی طالب — نمبر ۹۶-۹۷۔

۱۵- حاطب بن بلتعہ — نمبر ۲۰۷-
۱۶- حذیفہ بن الیمان — نمبر ۱۴۳-
۱۷- حرقوص بن زُہیر — نمبر ۹۶-۹۷-
۱۸- حسان بن ثابت — نمبر ۹۶-۹۷-
۱۹- خزیمہ ابن ثابت — نمبر ۴۳-
۲۰- خوات بن جبیر — نمبر ۹۶-۹۷-
۲۱- دحیہ ابن خلیفہ کلبی — نمبر ۱۹۲-
۲۲- زبیر بن العوام — نمبر ۹۶-۹۷-
۲۳- زید ابن ارقم — نمبر ۹۶-۹۷-
۲۴- زین بن ثابت — نمبر ۹۶-۹۷-
۲۵- سعد بن ابی وقاص — نمبر ۱۱-
۲۶- سعد بن عبادہ — نمبر ۷۸، ۹۶-۹۷، ۱۹۴-
۲۷- سعد بن معاذ — نمبر ۹۶-۹۷-
۲۸- سلمان فارسی — نمبر ۳۴-
۲۹- شرجیل بن حسنہ — نمبر ۴۳-
۳۰- طلحہ ابن عُبید اللہ — نمبر ۹۶-۹۷-
۳۱- عباس بن عبدالمطلب — نمبر ۱۹، ۴۳، ۴۸، ۹۶-۹۷-
۳۲- عبداللہ بن ابی رافع — نمبر ۱۰۵-
۳۳- عبداللہ بن انیس — نمبر ۱۹۲-
۳۴- عبداللہ بن خناف — نمبر ۹۶-۹۷-
۳۵- عبداللہ بن زید — نمبر ۹۶-۹۷-
۳۶- عبداللہ بن سہیل — نمبر ۱۱-

۳۷- عبداللہ بن عمرو بن العاص — نمبر ۹۶-۹۷-
۳۸- عبداللہ بن مسعود — نمبر ۹۶-۹۷-
۳۹- عبدالرحمٰن بن عوف — نمبر ۱۱-
۴۰- عثمان بن عفان — نمبر ۴۵، ۴۸، ۹۶-۹۷، ۱۰۰، ۱۰۲، ۲۲۲-
۴۱- علاء بن حضرمی — نمبر ۱۹۶-
۴۲- علا بن عقبہ — نمبر ۲۱۰-
۴۳- علی بن ابی طالب — نمبر ۴۸، ۹۶-۹۷، ۱۷۹، ۲۰۷، ۲۲۲-
۴۴- عمار یاسر — نمبر ۳۴-
۴۵- عمر بن الخطاب — نمبر ۱۱، ۴۵، ۹۶-۹۷، ۱۶۸-
۴۶- غیلان بن عمرو — نمبر ۹۴-
۴۷- فضل بن عباس — نمبر ۹۶-۹۷-
۴۸- کعب بن مالک — نمبر ۹۶-۹۷-
۴۹- مالک بن عوف — نمبر ۹۴-
۵۰- محمد بن مسلمہ — نمبر ۷۸، ۱۷۹-
۵۱- محمود بن مسلمہ — نمبر ۱۱-
۵۲- مصعب بن جبیر — نمبر ۹۶-۹۷-
۵۳- معیقیب — نمبر ۱۰۰-
۵۴- مغیرہ بن شعبہ — نمبر ۹۴، ۱۰۲-
۵۵- ہاشم بن عقبہ — نمبر ۹۶-۹۷-

۳- گواہانِ قراردادِ معاہدۂ صفّین (در نمبر ۳۷۲)

از طرف دارانِ علی:

۱- ابو بشر بن عمر بن انصاری — ۲- ابو سعید بن ربیعہ انصاری

۳- اشتر بن حارث   ۴- اشعث بن قیس کندی

۵- حارث بن مالک   ۶- حجر بن کندی

۷- حجر بن یزید   ۸- حسن ابن علی

۹- حسین بن علی   ۱۰- حصین بن حارث ابن عبدالمطلب

۱۱- رافع بن خدیج انصاری   ۱۲- ربیعہ بن شرجیل

۱۳- سعید بن قیس   ۱۴- سہل بن حنیف

۱۵- عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب   ۱۶- عبداللہ بن خباب بن ارت

۱۷- عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب   ۱۸- عوف بن حارث بن عبدالمطلب

۱۹- عقبہ بن عامر الجہنی   ۲۰- عمرو بن الحمق الخزاعی

۲۱- عُلَیہ بن حجیہ   ۲۲- طفیل بن حارث بن عبدالمطلب

۲۳- نعمان بن عجلان انصاری   ۲۴- مالک بن عوف ابن کعب ہمدانی

۲۵- یزید بن عبداللہ اسلمی   ۲۶- یزید بن حجیہ نکری

وازطرف دارانِ معاویہ (ایضاً درنمبر ۲۷۲)

۱- ابوالاعور اسلمی   ۲- بسر بن یزید الحمیری

۳- بشر بن ارطاۃ قرشی   ۴- ثمامہ بن حوشب

۵- حبیب بن مسلمہ فہری   ۶- حمزہ بن مالک

۷- سبیع بن یزید الحضرمی   ۸- صباح بن جلہمہ حمیری

۹- عبداللہ بن خالد بن ولید   ۱۰- عبداللہ بن عمرو بن العاص

۱۱- عبداللہ بن عمرو القرشی   ۱۲- عبدالرحمٰن بن ذوالکلاع

۱- مترجم: وما یعلم جنود ربک الا ھو (اپنے لشکروں کی تعداد تمہارے رب کو معلوم ہے' اور کسی کو نہیں)۔

۱۳- عتبہ بن ابوسفیان   ۱۴- علقمہ بن حکم

۱۵- علقمہ بن یزید الحضرمی   ۱۶- عمار بن احوص الکلبی

۱۷- محمد بن ابوسفیان   ۱۸- محمد ابن عمرو بن العاص

۱۹- مخارق بن الحارث (الزبیدی)   ۲۰- مسروق بن جبلہ العکی

۲۱- مسعدہ بن عمرو العتقی   ۲۲- مسلم بن عمرو السکسکی

۲۳- معاویہ ابن خدیج کندی   ۲۴- یزید ابن ابجر عبسی

۴- از خالد بن ولید

فرامین:

بنام مجاعہ ابن مرارہ   نمبر ۷۱

بنام ہرمز ایران   نمبر ۲۸۹

بنام باشندگانِ حیرہ   نمبر ۲۹۰، ۲۹۱

بنام باشندگانِ بانقیا و بار وسماء والیس   نمبر ۲۹۲

بنام اہلِ بانقیا وبسما   نمبر ۲۹۳

بنام رؤسائے فارس وشہریارِ مدائن   نمبر ۲۹۴

بنام رستم ومہران وسپہ سالارانِ فارس   نمبر ۲۹۵

بنام باشندگانِ عین التمر   نمبر ۲۹۶

بنام اہلِ اُلیس   نمبر ۲۹۷

بنام بلادِ عانات   نمبر ۲۹۸

بنام اہلِ نقیب وکوائل   نمبر ۲۹۹

۵- معاہدات

بہ اہلِ قرقیسا   نمبر ۳۰۰

۶- اعطائے جاگیر از رسول اللہؐ

مقدمہ

از مترجم

جدید طریقِ تالیف وتصنیف نے تحقیق کی نئی نئی راہیں کھول دیں جن میں ایک صنفِ مقالہ نگاری ہے جو تعلیم کی آخری حد ہے۔ اور اس کے سوا علمی مجالس میں بھی یہ طرز عام ہے اور دونوں صورتوں میں مقبول ومحمود۔

رہبرانِ دین وملّت کے سوانح اور سیرت مختلف انداز سے قلم بند ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں جو برتری نبی آخرالزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے اس میں کوئی آپ کا حریف نہ نکلا۔ تاریخی ہیرو کا مَولد و مَسکن' سنہ ولادت اور مشہور وغیر مشہور ہر قسم کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے لیکن جو انداز رسولِ مقبول صلعم کی سیرت وسوانح کے لیے وجود میں آیا اس کے عنوانوں میں قسم قسم کی رنگینیاں ہیں۔

سیرت میں سب سے پہلی کتاب موسیٰ بن عقبہ اسدی (م ۱۴۱ھ) نے لکھی (مگر اس کا وجود نہ رہا)۔ دوسری تالیف محمد بن اسحاق (م ۱۵۰ھ) نے تالیف کی جسے عبدالملک ابن ہشام (م ۲۱۳ھ) نے ملخص کر کے لکھا۔ یہ آج ہمارے ہاتھ میں ہے اور تب سے لے کر آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

مستقل سوانح وسیرتِ رسول صلعم کے سوا احادیث کے مجموعے میں ہر ایک کتاب آنحضرت صلعم ہی کے کردار کا مرقع ہے۔ عبادات و معاملات' عقائد وغزوات اور محامد وفضائل، کون سا باب اور فصل آپ کے تذکرے سے مزیّن نہیں۔

حدیث ہی کے سلاسل کا ایک حلقہ آنحضرت صلوات اللہ علیہ کے فرامین ہیں۔ کچھ تبلیغی، کچھ تادیبی، بعض میں غیر مسلم حلیفوں کے ساتھ معاہدے، بعض میں ان کے

لیے عطایا اور ایک حصہ اُن فرامین کا ہے جن میں اعطائے جاگیر کا تذکرہ ملتا ہے۔ بعض میں ان جاگیرداروں کے لیے شرائطِ آبادکاری بھی ہیں اور ایک حصہ اُن فرامین کا ہے جن میں مطیع و وفادار گروہوں کی پہلی جائیداد بھی بحال رہنے دی اور ان کے پہلے مناصب میں بھی تصرف نہ فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد (نبوّت کے سوا) ریاست کے جملہ انتظامی امور کی عنان جب حضرت ابوبکر کو تفویض ہوئی تو آپ نے بھی متعلقہ حوادث پر اطراف و جوانب اور ماتحت عُمال و سپہ سالاران کی طرف سرکاری فرامین بھیجے۔ نئے وثیقے بھی لکھے اور رسول اللہ صلعم کے جو وثائق آپ کے سامنے پیش ہوئے ان کی توثیق بھی فرمائی۔

اسی طرح خلیفۂ دوم اور اسی طرح خلیفۂ سوم اور خلیفۂ چہارم کے عہد میں بھی اس قسم کے فرامین اور وثیقے اور عطایائے جاگیرات کا سلسلہ جاری رہا لیکن جمعِ اقوال و افعال کے معاملے میں جس التزام کے ساتھ رسول اللہ کے حالات و سوانح حاصل کیے گئے ان کے مقابلے میں خلفائے اربعہ میں سے کوئی ایک یا سب مل کے بھی آنحضرت صلعم کے ہم پلّہ نہ ہو سکے۔ کیسے ہو سکتے تھے؟ رسول اللہ کے لیے ''رفعنا لک ذکرک'' فرمایا گیا اور ان ہر چہار حضرات کے لیے اسی درجے کی شہرت کی طرف اشارہ ہے جس شہرت کے وہ مستحق تھے۔ بایں ہمہ حضرت محمد صلعم کی اُمت میں جو منزلت خلفائے اربعہ کو نصیب ہوئی، بعد والوں نے اس کا شمّہ بھی نہ پایا۔ نئے اندازِ تالیف وتصنیف کے مطابق ڈاکٹر حمیداللہ صاحب نے رسول خدا اور خلفائے اربعہ کی سیرت کا صرف وہ باب مجلّاً کیا ہے جس میں آنحضرت صلعم اور آپ کے چاروں جانشینوں کے سرکاری فرامین ہیں۔

ان احکام و فرامین میں سے بعض تو حدیث میں ہیں اور اکثر کتبِ سِیَر میں ملتے ہیں۔ ڈاکٹر حمیداللہ سے پہلے بعض اور اہلِ نظر نے بھی تلاش کر کے ایسے مجموعے شائع کیے اور وہ مجموعے مقبول بھی ہوئے۔

بظاہر ڈاکٹر حمیداللہ نے ان مجامیع میں اضافہ کیا ہے چنانچہ ممدوح کے اضافات نے اس صنف کو جامعیت کا درجہ بخشا اور یہ کتاب دنیا میں پھیل گئی۔ اس کا ترجمہ کئی زبانوں میں ہوا۔ ان میں مسلمانوں کی مشہور زبان اردو بھی ہے۔

ممدوح نے اس تلاش میں انقرہ تک سفر کیا۔ وادی المقدس طویٰ (طورسینا) پہنچے۔ پیرس میں تو آپ کا قیام ہی تھا۔ انگلینڈ و فرانس میں زیادہ فاصلہ نہ سہی مگر اسفارِ کتب میں جستجو کوہ کندن سے کم نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے غیر معمولی مشقت برداشت کی اور ان کی اسی مشقت کے صلے میں دنیا کو وہ گوہرِ نایاب ملا جس کے لیے ہم اور آپ سب چشم براہ تھے۔

ابو یحییٰ امام خان نوشہروی

مترجم الوثائق السیاسیہ

۱۲- اپریل ۱۹۶۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقدّمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی نَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍا الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ ذَوِی الْمَجْدِ وَالْعُلٰی

بلاشبہ دنیا کی تاریخ میں عہدِ نبوی (صلوات اللہ علیہ) سیاسی، دینی اور اقتصادی اعتبار سے ممتاز ہے، لیکن اس عہد کی تاریخ قلمبند کرنے کے لیے رسول اللہؐ کے فرامین کے بغیر چارہ نہیں۔ اس بارے میں اہم ترین مآخذ وہی ہیں۔ ہم نے اسی ضرورت کے لیے عہدِ نبوی کے فرامین و معاہدات اور وثیقہ جات جمع کرنا ضروری سمجھا۔

قریش میں قبل از اسلام سیاستِ مدن کا تجربہ وسیع نہ تھا۔ انھیں کبھی کسی حکومت سے منسلک ہونے کا موقع ہی نہ مل سکا جس کی وجہ سے وہ اپنے سیاسی نظم و نسق پر تحریری یادداشتیں لکھ سکتے، سوائے اُن چند تحریری معاہدوں کے جو انھوں نے باہم ایک دوسرے سے اور زائرینِ کعبہ کے ساتھ کیے۔

ظہورِ اسلام

ظہورِ اسلام کے ساتھ جزیرۃ العرب کی بکھری ہوئی قوت ایک مرکز پر جمع ہوگئی۔ قومی نظام، ریاست کی شکل میں مربوط ہوا، نواحی ملکوں سے سیاسی مراسم قائم کیے گئے، جن میں فارس، بزنطیہ اور ان دونوں ملکوں کی نوآبادیات بھی شامل تھیں۔ ابتدائی دس برسوں تک یہی حالت رہی۔ دوسری دہائی شروع ہونے کے ساتھ عراق عجم و عرب، شام، فلسطین اور مصر وغیرہ پر بھی مسلمان قابض ہوگئے۔ ان حالات کی وجہ سے مرکز اور ممالکِ محروسہ کے سربراہوں میں خط و کتابت کی ضرورت پیش آنا ہی تھی۔ ان تحریری

احکام و مراسلات سے ہم ان ملکوں کی سیاسی حالت کا اندازہ بھی کر سکتے ہیں جس حالت کا ایک رخ ہمارے پیش کردہ "الوثائق السیاسیہ" سے واضح ہے۔

اس بارے میں وہی روایات کافی نہیں جن پر اوائلِ اسلام میں اعتماد کیا گیا اور جن میں مسلمانوں کو مکلف گردانا گیا ہے بلکہ وہ ایسی تمام روایات تحریر کرتے گئے جن میں حقوق العباد کی ترغیب اور ان روایات پر شہادت نظرانداز نہ ہونے دی۔

یہ طریق مصداق تھا آیت ذیل کا:

ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا

(۲:۲۸۲)۔

اللہ کے نزدیک اس میں تمھارے لیے انصاف کی زیادہ مضبوطی ہے۔ شہادت کو اچھی طرح قائم رکھنا ہے اور اس بات کا اچھی طرح بندوبست کرنا کہ (آئندہ) شک و شبہ میں نہ پڑے رہو۔ (ابوالکلام)

قسمِ اول: معاہداتِ نبوی

اس اسلوبِ شہادت کے مطابق رسول اللہؐ نے معاہدے اور وثیقے تحریر کرا کے قبائل اور نواحی بادشاہوں کی طرف بھجوائے' ماسوائے ان مکاتیب کے جو مشار الیہم کی طرف ارسال فرمائے اس قسم کی تحریری معاہدوں کا حضرت عمر کے پاس بھرا ہوا صندوق تھا جو یوم الجماجم ۸۲ھ میں (رجسٹر وظائف کے ساتھ) نذرِ آتش ہوگیا۔ اس قسم کے تحریری معاہدوں میں اگر کچھ بچا تو مرورِ زمانہ اور فتنۂ تاتار کی بھینٹ چڑھ گیا۔

رسول اللہؐ کے تحریری وثیقہ جات میں سے دو یا تین عدد ہی بلفظہٖ ہم تک پہنچ پائے ہیں۔

۱۔ رسول اللہ کا خط (نمبر ۴۹) بنام مقوقس جو مسیحی فرانسیسی مستشرق بارتیلمی کو مصر میں اخمیم کے کنیسہ کے قریب ایک مقام سے دستیاب ہوا۔

۲۔ رسول اللہ کا خط (نمبر ۵۷) بنام منذر بن ساوی جس کا فوٹو جرمن مستشرق فلایشر

نے شائع کیا۔

۳۔ رسول اللہ کا خط (نمبر ۲۱) بنام نجاشی جسے پروفیسر ڈنلوپ (انگریز) نے شائع کیا۔

ان تین فرامین میں سے نمبر ۱ و نمبر ۲ کی تاریخی حیثیت پر اُردو مجلّہ عثمانیہ حیدرآباد دکن، بابت ۴ جولائی ۱۹۳۶ء اور انگریزی رسالہ "اسلامک کلچر" حیدرآباد دکن بابت اکتوبر ۱۹۳۹ء میں ہم مفصل بحث کر چکے ہیں۔ اس کتاب میں ان خطوط کے فوٹو بھی ہیں۔

کہنا یہ ہے کہ جب اصلی وثیقہ جات گم ہوگئے تب ہم نے راویانِ حدیث اور مورخین کے مرتبہ قابلِ اعتماد مآخذ کی طرف رجوع کیا جیسا کہ ان مصادر کی تفصیل ہماری اس کتاب کے ضمیمہ "تذکرۃ المصادر" میں ہے۔[1]

ان معاہدات کی طرف اہلِ علم کی توجہ قدیم سے ہے۔ ناقلین نے اکثر یہ تذکرہ کیا ہے کہ "ہم نے فلاں وثیقہ کی نقل ایسی اصل محفوظ سے کی ہے جو فلاں صاحب کی تحویل میں ہے، جنھوں نے مجھے اس کا تحریری اجازہ دیا۔"

ہمارا خیال ہے کہ ان معاہدات کے متعلق سب سے پہلا مجموعہ عمرو بن حزمؓ کا ہے جسے ابوجعفر الدیبلی ہندوستانی مہاجر نے تیسری صدی ہجری میں مدوّن کیا۔[2]

مکاتیبِ نبوی کے متعلق امام زہریؒ (م ۱۲۴ھ) کی زندگی میں بھی ایک کتاب مدوّن ہوئی جو یزید بن حبیب مصری نے اپنے شہر کے ایک ثقہ آدمی کے ہاتھوں امام ممدوح کی خدمت میں بھیجی اور زہریؒ نے اُسے ناپسند نہیں کیا۔ افسوس ہے کہ نہ صرف یہ بلکہ ہیثم بن عدی اور مدائنی کی ایسی مدوّنات (در مکاتیبِ نبوی) بھی دنیا سے ناپید ہوگئیں۔

طبقاتِ ابن سعد شائع ہونے سے قبل مستشرقین اور علمائے مشرق نے ان

۱۔ اسے اُردو ترجمے میں قلم انداز کر دیا ہے۔

۲۔ حضرت عمروؓ بن حزم کا یہ رسالہ کتاب "اعلام السائلین عن کتب سید المرسلین"، شمس الدین محمد بن علی بن طولون کے ساتھ منضم ہے۔ یہ مصنف دسویں صدی ہجری کا ہے۔ (مؤلف)

وثیقہ جات کی تلاش کی۔ ویلہا وزن (مستشرق) نے ان مکاتیب کے دو باب ایک کتابچے میں بشمول "تذکرہ وفود" جرمن ترجمہ کے ساتھ کر دیے اور اُن پر حواشی لکھے۔ اس مصنف نے اپنے مضمون کے لیے وہ زمانہ محدود کر لیا جس میں رسولؐ اللہ نے مہاجرین اور انصار کے لیے فرامین و وثیقہ جات لکھے اور یہودِ مدینہ سے معاہدے فرمائے۔

تاریخ اسلام پر مغرب کی دوسری زبانوں میں جو کتابیں لکھی گئیں اُن کتابوں میں بھی اُن وثیقوں کا ترجمہ یا تذکرہ ملتا ہے۔ اسپرنگر (جرمن) نے "سیرت نبویہ" پر اور کائتانی نے اطالین زبان[1] میں حولیات اسلام میں[2] رسولؐ اللہ کے اُن فرامین پر بحث کی ہے جو بادشاہوں کی طرف تھے۔ اس قسم کے مکاتیب کا ذکر مغرب کی دوسری زبانوں میں بھی ہے جیسا کہ کتاب کے ضمیمہ "تذکرۃ المصادر" سے معلوم ہوگا۔

مکاتیبِ نبوی پر اُردو میں دو کتابیں

اُردو زبان میں اس فن پر دو کتابیں شائع ہوئی ہیں جن کے مؤلفین نے معاہداتِ نبوی کو ترتیب ابجد یا تاریخ کے مطابق جمع کرنے کی کوشش فرمائی۔ اگرچہ ہر دو اصحاب[3] کی دسترس ضروری فرامین تک نہ ہو سکی تاہم ان کا تقدم قابلِ تعریف ہے۔

راقم مؤلف نے فرامینِ نبوی اور زمانہ ہائے خلفائے راشدین کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں شائع کیا جس کے ساتھ ان فرامین کی تاریخی حیثیت پر سیر حاصل بحث کی۔ ناممکن ہے کہ اس بحث کے مطالعے کے بعد آپ اس دور کی سیاسی حیثیت کا اندازہ نہ لگا

1. Annalidel Islam.
2. Muhammad Hamidullah, Documents Sur La diplomatic Musulm ane a L' epoque du prophet des Khalijes orthodoxes, Paris, G.P. Maisonneuve, 1935.

۳۔ عبدالمنعم کی کتاب کا نام "رسالاتِ نبویہ" اور مولانا شبلی کی تالیف کا نام "سیرت النبیؐ" ہے۔ (مؤلف)

سکیں۔ اسی عنوان پر راقم نے ۱۹۵۳ء میں پیرس سے پی ایچ۔ ڈی کی سند حاصل کی۔ بعد میں جو اصلی وثائق دستیاب ہوئے انھیں بطور تکملے کے پیش کردہ مقالے میں شامل کر دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ پیش کردہ مقالہ برائے سند اور بعد میں مرتبہ تکملہ کے درمیان عدم مطابقت کا شبہ نہیں رہتا۔

طریقِ تدوین

ہم نے اس مجموعے کو دو حصوں میں منقسم کر دیا ہے:

(الف) عہدِ نبوی کے معاہدات۔

(ب) زمانہ ہائے خلفائے راشدین کے معاہدے۔

اور دونوں کے متعلق متعدد سیاسی اور جغرافیائی حیثیت کے ضمیمے اور نقشے منضم کر دیے گئے ہیں[1]۔

عہدِ نبوی کے سیاسی اثرات

نبی صلعم کا زمانہ قبلِ ہجرت تمہید و تجربہ کا عہد تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مکّہ میں جمع شدہ مسلمانوں کی حیثیت کسی قسم کی حکومت کی نہ تھی اور نہ کوئی سیاسی نظام تھا حتیٰ کہ اس پر سیاستِ خارجہ کا مطلق اطلاق نہیں ہو سکتا' سوائے عقبہ (مقام) کی ان دو بیعتوں کے جو فی المعنی آنے والی حکومتِ اسلامیہ کی بنیاد تھیں جن کا ثمرہ نہایت مفید ثابت ہوا۔

باوجودیکہ ان بیعتوں کا معاہدہ تحریر میں لایا گیا نہ یہ رابطہ بیعت علانیہ قائم کیا گیا' لیکن یہ دونوں بیعتیں مکہ اور مدینہ ہر دو مقام کے مسلمانوں کے درمیان سیاسی رابطہ تھا اور ان ہر دو بیعت کا منتہی ہجرت تھا جس کے ساتھ اس دستور (تحریری) کا تعلق تھا جس کا تذکرہ خط نمبر ۱ میں ہے۔

۱۔ اس ترجمے سے علیحدہ کرا دیے گئے ہیں۔

ہجرت کے بعد

جب ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' نے مدینہ میں ہجرت فرمائی تو وہاں کے یہود قبائل کی شراکت سے وفاقی حکومت کی بنیاد رکھی جس کے صدرِ اعلیٰ ''محمد صلعم'' تھے۔ ہم نے بھی مدینہ و خیبر و تیماء وغیر کے جملہ یہود کا تذکرہ ان سب سے باہمی روابط کی بناء پر ایک جا کر دیا ہے۔ (از خط نمبر ۱۵ تا نمبر ۲۰)

قریشِ مکہ پر ہجرت کا اثر

قریش اور مسلمانوں کے درمیان جنگوں کا سلسلہ قائم ہوگیا۔ از غزوۂ بدر و اُحد وحنین و حدیبیہ تا بہ فتحِ مکہ، ان جنگوں کے متعلق فریقین کے مکاتیب ہم نے ایک مقام میں دیے ہیں۔ (از خط نمبر ۳ تا نمبر ۱۴)

عجمی ملکوں سے مکاتبت

جو ممالک روم فارس اور ان دونوں کے باجگزار تھے اور یہ غسان، اہل بحرین و عمان، یمن و نجران و حضرموت و مہرہ وغیرہ ممالک ہیں، رسولؐ اللہ نے ان کے ساتھ تحریری بات چیت کے لیے حدیبیہ کے بعد رابطہ قائم فرمایا، اُن ممالک کے سربراہوں کی طرف مکاتیب اور اُن کے جوابات کا سلسلہ جا ملے گا۔ (از خط نمبر ۲۱ تا نمبر ۱۵۰)۔

شاہانِ فارس اور روم کا رویہ

شاہِ فارس اور روم نے رسولؐ اللہ کے دعوتی خطوط کے جوابات میں جب نامناسب رویہ اختیار کیا تو آنحضرتؐ نے ہر دو سلطنتوں کے باجگزاروں کو مخاطب فرمایا۔ اُن میں سے بعض نے دعوت قبول کر کے اپنے لیے فلاح کا راستہ تلاش کرلیا اور دوسروں نے مخالفت سے اپنے لیے کانٹے بو دیے۔

قبائل کا معاملہ

ایک فصل میں اُن قبائل کے متعلق معاہدات آپ کے ملاحظے سے گزریں گے، آنحضرتؐ کو جنھیں قریشِ مکہ کے ساتھ اختلاط سے دور رکھنا مقصود تھا۔ رسولؐ اللہ نے اُن قبیلوں سے رابطہ قائم کیا۔ یہ قبائل اسلام اور مسلمانوں کے معاون بھی تھے۔ ضرورت کے تحت رسولؐ اللہ نے اُن قبائل سے بھی معاہدہ کیا جو مدینہ اور بحیرۂ قلزم کے کنارے پر آباد تھے کیونکہ قریشِ مکہ کے گرمائی قافلے جو شام اور مصر جاتے وہ ان قافلوں کی راہ میں آباد تھے یعنی قبیلہ جہینہ وضمرہ اور غفار سے، جن کے حلیف قبائل بھی ان معاہدوں میں شامل ہوگئے حتیٰ کہ سوداگرانِ قریش کے لیے گرمائی راستے بند ہوگئے۔

ان کے بعد رسول اللہ نے اُن قبائل کے ساتھ معاہدہ کیا جن کا بسیرا مکہ کے گرد و نواح میں تھا، مثلاً قبیلہ خزاعہ و اسلم وغیرہ سے۔ قریش ان معاہدوں سے تلملا اُٹھے اور مسلمانوں کے خلاف جنگیں شروع کر دیں جن میں اُنھیں نیچا دیکھنا پڑا۔ اس سلسلے کے معاہدات ہم نے یک جا کر دیے ہیں (از خط نمبر ۱۵۱ تا ۲۴۶)۔

اور ایک حصہ اُن مکاتیب کا ہے جو رسولؐ اللہ نے اپنے مقرر کردہ عمالِ یمن و یمامہ کی طرف اُس وقت بھیجے جب وہاں ارتداد شروع ہوگیا[1] (از خط نمبر ۲۴۷ تا ۲۸۷)۔ ان مکاتیب کے بعد عہدِ ابوبکرؓ میں ایسے معاہدات کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔

تکملۂ وثائقِ نبویہ

وہ مشہور خطبۂ حجۃ الوداع ہے جو رسولؐ اللہ نے دسویں ہجری کے آخری مہینہ میں مقام عرفہ پر ارشاد فرمایا۔ اس خطبے میں مسلمانوں کے جملہ حقوق اور بنیادی مسائل اس تفصیل سے ہیں کہ آنحضرتؐ نے کوئی اہم مسئلہ نظرانداز نہ ہونے دیا۔ اس خطبے کے بعد

۱۔ اس ارتداد کی بنیاد مدعیٔ نبوت اسود عنسی نے رکھی اور اس کے بعد حجاز و یمن میں چاروں طرف یہ فتنہ برپا ہوگیا۔ (مترجم)

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان لفظوں میں تکمیلِ اسلام کی تہنیت فرمائی:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً (۵ : ۵)۔

(آج کے دن میں نے تمھارے لیے دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمھارے لیے پسند کر لیا کہ دین الاسلام کو)[۱]۔

ہم نے یہ خطبہ اسی اہمیت کی بنا پر عہدِ نبوی کے وثائق کے آخر میں منضم کر دیا ہے۔

قسم دوم: خلفائے راشدین کے معاہدات

خلفائے راشدین کے زمانے کے وثیقے ہم نے دو فصلوں میں منقسم کر دیے ہیں:

(الف) فصل متعلقہ روم۔

(ب) فصل متعلقہ ''فارس و ایران''۔

ان معاہدات میں وہ بے شمار وثیقے قارئین کی نظر سے نہ گزریں گے جن کا تذکرہ واقدی اور ازدی نے فتوحات (روم و ایران) کے ضمن میں کیا ہے، اس لیے کہ ان معاہدات سے ہمارے موضوع کو تعلق نہیں۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ خلفائے راشدین کے معاہدات فی المعنی تکملۂ بیان و مقصد کی غرض سے ملحق کیے گئے ہیں۔ اسی طرح ہم نے وہ معاہدات قلم انداز کر دیے ہیں جو معتبر مآخذ سے نہیں ملے۔ ان سے اُس صاحبِ قلم کو امداد حاصل ہو سکتی ہے جو ہمارے بعد اس موضوع پر قلم اُٹھائے۔

اقسامِ مندرجات

۱- معاہداتِ جدید یا ماسبق کی تجدید۔

۲- مکاتیب مشتمل بہ دعوتِ اسلام۔

۱- مولانا ابوالکلامؒ۔

۳- احکام سرکاری و عمال کے فرائض اور طریق کار۔

۴- وثیقہ جات عطائے اراضی و اجناس وغیرہ۔

۵- امان نامے اور وصایا۔

۶- متعیّن کردہ افراد کے لیے ہدایات۔

۷- مکاتیب نبوی کے جواب میں آمدہ مراسلے۔

ایک قسم اُن فرامین و معاہدات کی بھی ہے جو نصاریٰ اور مجوس (و یہود) کے لیے ہیں (بر صفحہ متن ۲۸۷)۔ اس قسم کی تحریریں کثرت سے پائی جاتی ہیں، لیکن حدِ صحت تک نہیں پہنچ سکتیں۔ یہ حصہ گویا نمونہ ہے اس بارے میں موضوعات و مختلقات کا!

تنبیہ

ہمارا مقصد ان معاہدات پر تنقید اور ان کی تاریخی اہمیت پر سیر حاصل بحث نہیں۔ صرف چند نکتے بیان کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ اب قارئین پر موقوف ہے کہ اس مجموعے کی منزلت اس کی حیثیت کے مطابق فرمائیں۔

معاہدات کی روایتیں

وثائق نبوی کے مآخذ

۱- طبقات ابن سعد کے جامع کتاب نے جمع روایات میں بے حد کوشش فرمائی، لیکن روایتوں کی تنقیح کی طرف متوجہ نہ ہو سکے۔

معاہداتِ خلفائے راشدین کے مآخذ

۲- تاریخ طبری۔

۳- فتوح البلدان۔ اولذکر کتاب میں اس کے جامع جامعیت اور تکثیرِ روایات کے باوجود تنقید و تصحیح پر التفات نہ فرما سکے۔ یہ امر مکتوب نمبر ۲۱ اور ۹۱ سے ثابت ہے۔

۴- کتاب الاموال مؤلفہ ابوعبید قاسم بن سلام۔ یہ بہترین مآخذ ہے ماسوائے اس

کے کہ مؤلف سے کسی روایت میں ایک یا دو جملے نظر انداز ہو جاتے ہیں۔

۵- کتاب الخراج قاضی ابو یوسف۔

۶- سیرۃ ابن ہشام۔ یہ دونوں مآخذ قابلِ اعتماد ہیں۔ ہم نے جابجا اشارہ کیا ہے کہ ان معاہدات کے مآخذ میں ہر ایک کتاب کو تقدمِ زمانی حاصل نہیں، اور ہم نے بھی اختلافِ مصادر بیان کرنے میں تساہل نہیں کیا، اگرچہ یہ اختلاف لفظی یا جملوں کی ترتیب ہی میں سہی۔ لفظی اختلاف میں عموماً حروفِ ربط (ف۔و، وغیرہ) میں اختلاف ملے گا جس سے نتیجے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اسی طرح بعض وثیقہ جات میں جملوں کا تقدم و تاخر ہے مگر اس سے نتیجہ متاثر نہیں ہوتا۔

اکثر معاہدات ایسے بھی ہیں جن کا من وعن تذکرہ ضروری نہ تھا تاہم ان میں سے بھی بعض وثیقہ جات بعینہ نقل کر دیے گئے ہیں اور بعض مصادر کے اشارات سے اس قسم کے وثائق کی وضاحت میں مدد ملتی ہے۔

ہر وثیقہ سے قبل اس کا مأخذ نقل کر دیا گیا ہے اور ان مصادر کے ساتھ اپنی مقرر کردہ رمز بھی تحریر کر دی ہے۔

معاہدات کی اصل زبان

زندہ زبانوں کو ہر زمانے میں امتیاز حاصل رہا جن میں عربی زبان بھی ہے جس میں یہ معاہدات منقول ہیں۔ اس زبان کی تصدیق کے لیے قرآن مجید کافی ہے جو مرورِ زمانہ کے باوجود ہر قسم کے اختلاف و تحریف سے مبرا ہے حتیٰ کہ رسم الخط میں بھی۔ اگر حدیث میں روایت بالمعنی پر انحصار نہ ہوتا تو ظاہر ہے کہ حدیث بھی ہم تک اسی طرح پہنچتی جس طرح قرآن۔

مسلمان دوسری قوموں کے نزدیک زمانۂ حال و قدیم دونوں میں ناطق

بالضاد[1] ہیں۔ انھوں نے بعض قرآنی الفاظ کا یا تو بدل تجویز کر لیا یا ان کا مفہوم تبدیل کر دیا۔ مثلاً:

۱- لفظ 'حق' ہے جسے زکوٰۃ کے معنوں میں بولا جاتا ہے (خط نمبر ۹۰) ''اِنَّ فِی اَمْوَالِهِمْ حَقًّا لِلْمُسْلِمِيْنَ''۔ یہاں "حقًّا" کی بجائے زکواۃ تھا، مگر روایات بالمعنی نے اس تبدل میں مضائقہ نہیں سمجھا۔ وثیقہ نمبر ۹۰ میں لفظ زکواۃ بدل ہے کلمہ الصحفہ یا ایسے لفظوں کا جن کے معنی انسانی حق کے ہوں۔

۲- مکتوب نمبر ۱ میں لفظ ''کتاب'' جو بمعنی فرض[2] کے تھا، اسے ''تصنیف'' یا ''مکتوب'' کا بدل قرار دیا۔

۳- مکتوب نمبر ۲۹۴ میں لفظ ''غلب''[3] ''غالبیہ'' کے معنوں میں استعمال ہونا شروع ہوا۔

۴- مکتوب نمبر ۳۱۶ میں لفظ ''ذکر'' بمعنی ''الصلواۃ'' اور عام گفتگو کے معنوں میں مستعمل ہوا۔ یہ الفاظ قرآنی تھے جن کا مفہوم و منطوق یوں متبدل ہو گیا۔

یہ لازم ہے کہ کتاب میں درج وہ مکتوب جن میں الفاظ نادرہ استعمال کیے گئے ہوں، قدیم عربی بولی کے اعتبار سے صحیح ہوں جیسا کہ ہم عربی ادب کی اکثر کتابوں میں دیکھتے ہیں کہ بیان کنندہ نے از راہِ فخر لغاتِ نادرہ قلمبند کر دیے۔ اس قسم کی بندش (الفاظ) پر ابن اثیر نے وہ مکتوبات، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہیں، یہ کہہ کر قلم انداز کر دیے:

ترکنا ذکرہ لان رواته نقلوه بالفاظ غريبة و بدلوها و

۱- ناطق بالضاد اصلاً اہل عرب ہیں اور تبعاً وہ مسلمان جو عربی بول چال سے ممارس ہوں۔

۲- ''ہٰذا کتاب'' من محمد النبی (رسول اللہ) متن صفحہ نمبر ۱ سطر ۲۔

۳- وَ اَنْتُمْ کَارِهُوْنَ عَلٰی ''غَلَبَ'' عَلٰی اَيْدِیْ قَوْمٍ يَجُوْنَ الْمَوْتَ. متن صفحہ ۲۴۳۔ مترجم

صحفوها۔

(یہ مکتوب ہم نے اس لیے قلم انداز کر دیا کہ راویوں نے اس کی حکایت الفاظِ نادرہ سے کی جس سے اس کا مفہوم ہی بدل گیا)۔ ہمارے وجدان کے مطابق اُس دور میں عربی زبان کا اسلوب ایسے فصیح و مربوط انداز میں تھا جس میں تکلف کا شائبہ نہ تھا۔ اپنے اسی وجدان کے مطابق جب ایسے مکاتیب پر ہماری نظر پڑتی ہے جو لفظی ہیر پھیر کا مرقع ہوں تو ہمارا یہ شبہ اور زیادہ ہو جاتا ہے، جیسا کہ مقوقس مصر سے خط و کتابت (خط نمبر ۵۱ و ۵۲) میں واضح ہے۔ جسے واقدی نے مستخرج کیا۔ نیز الفاظ نادرہ کی مثال میں خط نمبر ۹۱ ہے۔

بخلاف ان کے

رسول اللہ صلعم کے دو مکتوبات:

(الف) بنام اہلِ ایلہ' خط نمبر ۳۱۔

(ب) بنام اہلِ طائف' خط نمبر ۱۸۱۔

یہ دونوں خط اسلوبِ بیان کے اعتبار سے ایسی زبان میں ہیں جس کی بنا پر ہمیں ان کی صحت کا یقین ہے۔

وضع وصحتِ روایت کا معیار

عام طور پر یہ امر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحریری امان نامے تین صورتوں میں مختلف ہیں:

۱- مسلم قبائل کے لیے۔

۲- غیر مسلم مگر مطیع قبیلوں کے واسطے۔

۳- جن قبائل نے دینی فرائض ادا کرنے کی مخالفت کی۔

ہر سہ اقسام کے لیے وضعِ روایت کی ضرورت نہ تھی اگرچہ ان قسموں میں سے

بعض افراد نے اپنے قبیلہ کے فخر کی غرض سے ایسا اقدام کیا لیکن اس قسم کے فرامین میں روایت طبعاً ترک ہو جاتی ہے اور ہمارے جمع کردہ وثائق تو امان نامے اور فرائضِ دین میں اقامت پر مشتمل ہیں۔ لیکن ایسے فرامین جو واجبات عبادت کی بجائے ریاست کے حقوق پر مشتمل ہوں یا ایسی اشیاء کے متعلق ہوں جن کا وجود عہدِ رسالت میں نہ تھا، ہمارے نزدیک ایسے فرامین موضوع ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نصاریٰ، یہود اور مجوس کے نام منسوب ہیں (جن کا نمونہ آخر کتاب میں از صفحہ ۲۸۷ تا ۲۹۲ ملتا ہے)۔

کم سواد مؤرّخین

اکثر اوقات کم سواد مورخین عجیب بندشوں پر اُتر آتے ہیں۔ مثلاً:

(الف) ام حبیبہ کی تزویج پر نجاشی کی طرف رسولؐ اللہ کا خط لکھنا۔

(ب) نجاشی کا مسلمان مہاجرین کو مدینہ بھجوانے کا انتظام کرنا۔

ان دونوں واقعات کا تذکرہ متاخرین کی کتابوں میں ملتا ہے۔ اسی بنا پر ہمارے وجدان کے مطابق متن کتاب میں دو خط (۲۴ و ۲۵) موضوع ہیں۔

طویل مکاتیب

ان سب سے زیادہ قابلِ غور طویل خطوط ہیں جن کے محرف ہونے کی دلیل محض سماع ہے[1]۔

یہی وجہ ہے کہ طویل تحریروں میں بیشتر اختلاف پایا جاتا ہے[2]۔

۱- عجیب! اس دور میں ضبطِ روایت کا اور کون سا طریقہ تھا جسے سماع پر قربان کر دیا گیا۔ (مترجم)

۲- یہ اعتراض صحیح نہیں کہ طویل مضامین میں قرآن مجید کی بعض آیات اور سورتیں بھی ہیں۔ کیا ان کے مشتبہ ہونے پر بھی غور کیا جائے؟ (مترجم)

اختلافِ قراءت کا سبب

یہ کبھی قاری کے لہجے کی بدولت لفظ کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ مثلاً مکتوب (نمبر ۲۷) کے تمام مآخذ میں اکبر (بن عبدالقیس[۱]) ہے، لیکن رجال و انساب کی کتابوں میں ان "اکبر" کا کہیں تذکرہ نہیں۔ یہ لکیز (بن عبدالقیس) ہیں جو وفد عبدالقیس میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اور یہ بھی

سیاسی فرامین میں بعض جگہ سہوِ کتابت بھی ہے، جس میں رواوی صَرف ونحو کی پابندی کے خلاف کہہ دیتا ہے۔ مثلاً "ابن ابو" جو "ابن ابی" ہے۔ یہ غلطی ان چار مکاتیب میں پائی گی ہے۔ (۲۱، ۲۲، ۳۳، ۸۰)۔

چنانچہ علامہ بلاذری نے "فتوح البلدان" میں نبی صلعم کے وہ شرائط نقل کیے ہیں جو آنحضرت نے اہلِ نجران کی طرف لکھے۔ اس کے متعلق یحیٰ ابن آدم فرماتے ہیں: میں نے نجرانیوں کی تحویل میں ایک وثیقہ دیکھا جس کے نیچے "علی ابن ابو طالب" مرقوم تھا[۲]۔ اور صفدی[۳] لکھتے ہیں: بعض فرامینِ نبویؐ میں بھی "علی بن ابو طالب" رقم ہے مگر صحیح "ابی" ہے۔ پھر کتانی[۴] لکھتے ہیں:

ابنِ سلطان شرح شفاء میں بضمن "فصاحته علیه السلام" فرماتے ہیں:

۱- الروض الانف۔ (مؤلف)

۲- یعنی نحوی طور پر "ابو" کی بجائے "ابی" ہونا چاہیے۔ مترجم

۳- اپنی تالیف الوافی بالوفیات، جلد ۱، صفحہ ۳۹ مطبوعہ استامبول۔

۴- کتانی کی تالیف کا نام ہے "التراتيب الادارية و العمالات والصناعات و المتاجر و الحالة العلمية على عهد تاسيس المدنية الاسلامية فى المدينة المنورة" جلد ۱ صفحہ ۱۰۰ طبع رباط۔ (مؤلف)

ابنِ ابی زید نے اصمعی کے نوادر میں یحیٰ بن عمر کی روایت سے لکھا ہے کہ:

"جب لفظ "اب" کنیت میں آتا تو قریش رفع، نصب و جر ہر سہ حالت میں "ابو" ہی بولتے۔ مثلاً "علی بن ابو طالب"۔ اسی بنا پر بعض قریش "تبت یدا ابی لهب" کو "تبت یدا ابولهب" بولتے۔"

اس کے برخلاف ابوموسیٰ اشعری کے محرر کا واقعہ ہے جس نے حضرت عمرؓ کے نام ایک خط میں "من ابی موسیٰ" کی بجائے "من ابوموسیٰ" لکھ دیا تو حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ کی طرف لکھا:

اذا اتاک کتابی هذا فاضرب کاتبک سوطاً و اعتزله عن عمله۔

(یہ خط پہنچنے کے ساتھ ہی اپنے کاتب کو کوڑے لگا کر معزول کر دیجیے[۱])۔

مؤلفِ کتاب کا آنکھوں دیکھا

۱۳۵۸ھ میں جب میں مدینۂ منورہ میں تھا، جبلِ سلع کے جنوب میں قدیم رسم الخط میں "اتی علی ابن ابوطالب[۲]" کندہ دیکھا۔ یہ خط سیدنا علیؓ کا تھا[۳]۔

اس پہلی صدی ہجری کے دستورِ املا میں مرکب جملے مفرد جملوں کی مانند لکھے جاتے مگر بعد کے آنے والے اسے بھلا بیٹھے کہ "ابو طالب" مرکبِ بنائی نہیں ہے جو اسے "واؤ" سے لکھا جائے اور ناقلین اسے کاتب کا سہو سمجھ کر عواملِ نحوی کی تاثیر کی مانند

۱- الکتانی، جلد ۲، صفحہ ۱۳۵، بہ روایت روضۃ الاعلام ابن الازرق۔

۲- متن عربی "ک" کے ملحقہ صفحہ پر عکس ملاحظہ ہو۔ مگر اردو ترجمے میں یہ عکس نہیں دیا گیا۔ نیز ہمارا مضمون رسالۂ اسلامک کلچر حیدرآباد، اکتوبر ۱۹۳۹ء، مکتوب نمبر ۱۱۸ میں۔

۳- یہ تحریر مؤلفِ علام نے مقام سلع واقع نواح مدینہ منورہ میں پڑھی تھی۔ متن صفحہ ۲۲۸۔

رفع ونصب اور جر ہر سہ حالات کے مطابق گھماتے رہے۔

اسی طرح لفظ "بلحارث" و "بوسعید" اور "بلعنبر" کی اعرابی حالت ایک ہی رہے گی۔ ایسی مثالیں اور بھی ہیں جن میں لوگ ذاتی اغراض اور لالچ کی بنا پر معرب کو مبنی اور مبنی کو معرب میں ڈھال لیتے ہیں۔

خاتمہ: یہ سطور اس مختصر مقدمے میں ارباب مطالعہ کی اطلاع کی غرض سے لکھی گئی ہیں واللہ الہادی الی الصواب والیہ المرجع والمآب

محمد حمید اللہ
عثمانیہ یونیورسٹی
حیدر آباد دکن (ہندوستان)

(مترجم ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی)

۱۴۔ جون ۱۹۵۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱)

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا تحریری معاہدہ

یہ معاہدہ ہجرت کے بعد اہلِ مدینہ سے ہوا جس میں مہاجرین اور انصار کے علاوہ شہر کے تمام یہود و نصاریٰ اور مشرکین بھی شامل تھے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریری معاہدہ ہے مدینہ کے مندرجہ ذیل طبقوں کے درمیان:

(الف) محمد نبی رسولؐ اللہ۔

(ب) مسلمانانِ قریش مکہ ساکنین شہر مدینہ۔

(ج) مدینہ کے مسلمان۔

(د) مدینہ کے یہودی۔

(ہ) مدینہ کے نصرانی۔

(و) مدینہ کے غیر مسلم۔

دفعہ اوّل:

متذکرۃ الصدر ہر شش گروہ سیاسی طور پر ایک جماعت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

دفعہ دوم:

ان میں سے ہر ایک گروہ فرداً فرداً مندرجہ ذیل امور کا ذمہ دار ہے:

قریش اپنے قبائل کی طرف سے قدیمی طے شدہ اور اسلام کی طرف سے

مصدقہ دیت کی ادائیگی میں انصاف وعدل کے ساتھ ذمہ دار ہیں۔

اور اس دفعہ میں مدینہ کے مندرجہ ذیل گروہ بھی شامل ہیں:

۱- بنوعوف

۲- بنوحارث از قبیلۂ خزرج

۳- بنوساعدہ

۴- بنوجشم

۵- بنونجار

۶- بنوعمرو بن عوف

۷- بنونبیت

۸- بنواوس

دفعہ سوم:

۱- کوئی گروہ دیت کی مقررہ حدوں میں تخفیف کی راہ پیدا نہ کرے۔

۲- کوئی مسلمان کسی مسلمان کے مظلوم حلیف[1] کے مقابلے میں اپنے حلیف کی ناحق حمایت نہ کرے۔

۳- جو شخص باہم ادائے دیت میں سفارش کی راہ پیدا کرنے کی سعی کرے، اُس شخص کے خلاف دوسرے مسلمانوں کو ورثائے قتیل کی مناسب طرفداری کرنا ہوگی۔

۴- جو مسلمان خود یا اُس کا بیٹا جماعت میں فساد اور تفرقہ پیدا کرنے میں ساعی ہو، اُس کے خلاف تمام مسلمانوں کو یک جا ہوکر یہ فتنہ فرو کرنا ہوگا۔

۱- 'موالی' کے کئی معنی ہیں۔ یہاں دوست یا حلیف کے مناسب ہیں۔ (متن صفحہ ۳۵۳، سطر ۱۶)۔ (مترجم)

۵- اگر کسی مسلمان کے ہاتھ سے کافر مارا جائے تو دوسرے مسلمان کا کافر کی حمایت میں مسلمان پر جور و تعدی کرنا خلافِ معاہدہ ہوگا۔

۶- اگر کافر مسلمان کے درپے ہو تو کسی مسلمان کو ایسے کافر کی حمایت نہ کرنا ہوگی۔

۷- مسلمانوں کا ہر فرد یکساں طور پر خدا کی پناہ میں ہے اور تمام مسلمان ایک دوسرے کے دوستدار ہیں۔

دفعہ چہارم:

۱- مسلمان کے لیے کسی یہودی کے ایسے معاملے میں مدد کرنے پر کوئی حرج نہیں جس سے وہ یہودی مسلمان کے انصاف پر اطمینان حاصل کر سکے۔

۲- مسلمان کے لڑائی میں شہید ہونے کے بعد ایک دوسرے مسلمان پر اس کی ذمہ داری عائد نہ کی جائے گی۔

۳- تمام مومنین اسلام کے احسن اور اقوم طریق پر ثابت قدم رہیں گے۔

۴- کوئی مسلمان کسی مشرک کو مسلمان کے خلاف پناہ نہ دے گا۔ نہ کسی ایسے مال کا ضامن ہوگا جو مشرک نے ناجائز طور سے مسلمان کے مال سے حاصل کیا ہو اور نہ کوئی مسلمان مشرک کی حمایت میں مسلمان کے درپے ہوگا۔

۵- مومن کے قتلِ ناحق پر اگر ورثائے قتیل رضامندی سے دیت لینے پر مائل نہ ہوں تو قاتل کو جلاد کے حوالے کیا جائے گا۔

۶- جو مسلمان اس معاہدے میں شامل ہے اگر وہ دل سے خدا تعالیٰ اور روزِ محشر پر ایمان لا چکا ہے تو اسے کسی مفسد کی حمایت نہ کرنا ہوگی۔ مفسد کو پناہ دینا بھی اس کی حمایت میں شامل ہے۔ ایسے بے انصاف مسلمان پر دنیا اور آخرت دونوں میں خدا کی لعنت اور عذاب ہے جس کے بدلے میں اس سے کوئی معاوضہ قبول نہ کیا جائے گا۔

(ذیلی دفعہ (نمبر۷) بلا استثنا تمام مسلمانوں پر لاگو ہے)

۷- مسلمان اپنے باہمی تنازعات میں خدا اور محمدؐ کی طرف رجوع کرنے کے پابند ہوں گے۔

دفعہ پنجم:

یہود شرکائے معاہدہ کے لیے

۱- مسلمانوں کی جنگوں میں ان کی مالی اعانت کرنا ہر یہودی پر واجب ہوگا۔

۲- قبیلہ بنوعوف کے تمام یہود کو مسلمانوں کے ساتھ ایک فریق کی حیثیت سے مل کر رہنا ہوگا۔ مسلمان اور یہودی دونوں اپنے اپنے مذہب کے پابند رہیں گے۔

۳- یہ ذمہ داری بنوعوف کے غلاموں پر بھی ان کے آقاؤں کی مانند عائد ہوگی اور عدم پابندی کی صورت میں ان کے آقا ان کی طرف سے جواب دہ ہوں گے۔ سرکشی کی صورت میں نہ صرف بنوعوف کے مرد بلکہ ان کے بال بچوں پر بھی مواخذہ کیا جاسکتا ہے۔

۴- اس دفعہ میں مدینہ کے مندرجہ ذیل یہود بھی شامل ہیں:

(۱) بنونجار

(۲) بنوحارث

(۳) بنوساعدہ

(۴) بنوجشم

(۵) بنوثعلبہ اور ان کے حلیف

(۶) جفنہ جو بنوثعلبہ کی شاخ ہے

(۷) بنوشطیبہ

الغرض یہ دفعہ ہر یہودی قبیلے کے حلیفوں پر لاگو ہے۔

۵- ان میں سے کوئی فرد یا شاخ یا قبیلہ اس دفعہ سے محمدؐ کی اجازت کے بغیر مستثنیٰ قرار

نہیں پا سکتا۔

۶- نہ ان میں سے کوئی فرد یا جماعت کسی کو مجروح کرنے پر مواخذہ سے بری الذمہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

۷- ان میں جو فرد یا جماعت قتل ناحق کا ارتکاب کرے اس کا وبال اس کی ذات[1] اور اہل وعیال سب پر آسکتا ہے۔

۸- ان (یہود) میں سے کسی پر ایسی ناحق تہمت پر اس کا ناصر اور حامی خدا ہے۔

۹- مسلمان اور یہود دونوں اپنے مصارف زندگی کے خود کفیل ہوں گے۔

۱۰- دونوں میں سے جو فرد اس قرارداد سے منحرف ہوگا دوسرا فریق اس باغی پر قابو حاصل کرنے میں پہلے فریق کا معاون ہوگا۔

۱۱- یہود اور مسلمان دونوں ایک دوسرے گروہ اور فرد کے ساتھ صلح اور نصیحت پر عامل رہیں گے اور صلح ونصیحت میں کسی قسم کی رخنہ اندازی درمیان نہ آنے دیں گے۔

۱۲- فریق میں سے کوئی فرد یا جماعت دوسرے فریق کی حق تلفی گوارا نہ کرے گی بلکہ ایک دوسرے گروہ کے مظلوم کی حمایت کرنا اس کا فرض ہوگا۔

۱۳- مسلمان جب تک اپنے دشمنوں سے مصروف پیکار رہیں یہود ان کی مالی اعانت کرتے رہیں گے۔

۱۴- شہر مدینہ میں ایک دوسرے فریق کے ساتھ جنگ کرنا حرام ہے۔

۱۵- ہر فرد اپنے ہمسائے کی طرفداری اپنے نفس کی مانند کرتا رہے گا۔

۱۶- اس معاہدے کے پابند افراد اور گروہ باہمی اختلاف اور تنازعے کا مقدمہ خدا اور اس کے رسول محمدؐ کے سامنے پیش کریں گے۔

۱- ذات بمعنی قصاص۔ اور اہل وعیال پر آنے کے معنوں میں قاتل کی ذات پر قصاص اور دیت کی صورت میں بھی ہر فرد مالی مصیبت سے زیر بار ہوتا ہے۔ (مترجم)

۱۷- شرکائے معاہدہ میں سے کوئی فرد یا جماعت قریشِ مکّہ کو اپنے ہاں پناہ نہ دے گی اور نہ قریشِ مکّہ کے کسی حلیف کی حمایت کرے گی۔

۱۸- مدینہ پر حملہ ہونے کی صورت میں شرکائے معاہدہ میں سے ہر فرد اور جماعت حملہ آور کی مداخلت کے خلاف دوسرے فریق کی حمایتی ہوگی۔

۱۹- شرکائے قرارداد کسی جماعت کی طرف سے دشمن کے ساتھ مصالحت میں دوسرے گروہ میں شریک نہ ہوں گے۔

۲۰- دشمن سے صلح کی صورت میں اگر کسی نوع کی منفعت ہوگی تو مسلمانوں کی مانند دوسرے شرکائے قرارداد بھی اس سے منتفع ہوں گے۔

۲۱- البتہ جو شخص اپنے دین سے منحرف ہو جائے اس کے لیے یہ دروازہ بند رہے گا۔

۲۲- جنگی حالت میں معاہد فریق کے ہر فرد کو مالی اعانت میں اپنا حصّہ ادا کرنا ہوگا۔

۲۳- قبیلۂ اوس کے یہود اور ان (یہود) کے موالی (حلیف) بھی اس قرارداد کے اسی طرح پابند ہیں جس طرح وہ قبائل جن کا نام بنام ذکر اُوپر آ چکا ہے۔

حرفِ آخر:

۱- اس معاہدے کی خلاف ورزی ظالم اور مفسد کے سوا اور کوئی شخص نہیں کر سکتا۔

۲- وہ شخص جو مدینہ میں خلوص اور امن کے ساتھ رہے اور وہ شخص جو مدینہ سے خلوص اور امن کے ساتھ کسی اور جگہ انتقالِ مکانی کرنا چاہے ان دونوں پر کوئی مواخذہ نہیں لیکن فساد اور شرارت کرنے کے لیے قیامِ مدینہ اور یہاں سے ترکِ اقامت دونوں پر گرفت ہے۔

۳- جو شخص دوسروں کے ساتھ بھلائی کا طلب گار ہے خدا تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے خیر اندیش ہیں۔

(۲)

سراقہؓ[1] بن مالک مدلجی کے لیے تحریری امان

یہ واقعہ کامل ابنِ اثیر جلد دوم، صفحہ ۵۶۴ تا ۵۷۰ میں ہے مگر اس کی نقل نہیں ملی:

(۳)

از طرفِ رسولؐ اللہ بنام عبداللہ بن جحش

یہ آٹھ افراد پر مشتمل گشتی دستے کا تذکرہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دستے کے امیر عبداللہ کو مکہ کی طرف نگرانی کے لیے بھجوایا اور ایک خط ان کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا:

دو روز کا سفر طے کرنے کے بعد یہ خط پڑھنا۔ اگر خط کا مضمون پڑھنے اور سننے کے بعد ہمراہیوں میں سے کوئی شخص تمھاری معیت سے انکار کرے تو اس کی خوشی۔

۱- سراقہ نے ہجرت نبوی کے دوران میں قریش کے انعام کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کیا۔ جب قریب پہنچا تو سراقہ کی سواری کا گھوڑا دو مرتبہ رپٹ گیا۔ سراقہ نے بات پالی اور آنے والے وقت کے لیے امان نامے کی درخواست کی۔ رسول اللہ صلعم کے ارشاد سے یہ فرمان عامر بن فہیرہ (رفیقِ سفر) نے چمڑے کے ٹکڑے پر لکھ کر سراقہ کے حوالے کیا۔ سراقہ فتحِ مکہ اور حنین کے بعد جعرانہ کے مقام پر رسولؐ خدا کی خدمت میں باریاب ہوا اور امان نامہ پیش کیا تو آپ نے فرمایا ''آج کا دن امن و سلامتی کا دن ہے''۔ سراقہ یہ سن کر اسلام لے آئے ('بخاری' و 'فتح الباری' در تذکرۂ ہجرت النبی علیہ السلام)۔ (مترجم)

مضمونِ خط:

"یہ خط پڑھنے کے بعد مقام نخلہ پر انتظار کرو جو طائف اور مکہ کے درمیان ہے۔ اگر قریش کا کوئی قافلہ ادھر سے گزرے تو اسے گھیر لو اور ہمیں واقعے سے اطلاع دو۔"

(۴)-(۵)

از طرفِ ابوسفیان بن حرب بخدمتِ رسولؐ اللہ

واضح ہو کہ آپ نے قریش کے دلاوروں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا[1]۔ ہمارے بچوں کو یتیمی کے حوالے کر دیا، ہماری عورتیں آپ کی بدولت بیوگی کی مصیبت میں مبتلا ہو گئیں۔ وقت آ گیا ہے کہ آپ سے ایک ایک ظلم کا بدلہ لیا جائے۔ ملک کے چھوٹے بڑے تمام لوگ سمٹ کر ہمارے ہاں پہنچ گئے ہیں جن کی امداد سے ہم آپ کو قتل کر کے پانی پییں گے۔ آپ کے (مجبر) مدینہ کی وہ تمام یادگاریں زمین سے ملا دی جائیں گی جن پر آپ کو فخر ہے۔ یہ ارادہ ہم اسی صورت میں ملتوی کر سکتے ہیں کہ آپ مدینہ کے خرما میں سے نصف پیداوار بطور خراج سالانہ ادا کرنے کا معاہدہ کریں ورنہ:

تجاوبت القبائل من نزار لنصر اللات فی بیت الحرام
و اقبلت الضراغم من قریش علی خیل مسومة ضرام

(قریش کے خون آشام دلاوروں نے بیت اللہ میں جمع ہو کر قسم کھائی ہے کہ لات کی آبرو بہر قیمت رکھ لی جائے۔ وہ اپنے نشاندار گھوڑوں پر آپ کو ملیا میٹ کرنے کے لیے آ رہے ہیں)۔

مِن جانبِ رسولؐ اللہ بنام ابوسفیان

(یہ خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب سے لکھوایا)

۱- بدر میں۔ (مترجم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشرکینِ اربابِ کفر و شقاوت کے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ تمھاری تحریر کا مفہوم پا لیا۔ تمھاری تواضع کے لیے میرے پاس ایسے تیروں کے پھل اور آب دار تلواریں موجود ہیں جن سے تم جیسے بتوں کے حضور سجدہ کرنے والوں کے سروں کے دو ٹکڑے کر دیے جائیں۔ تمھاری بستیاں ویران ہو کر رہیں گی اور تمھارے سربفلک محل کھنڈر ہو جائیں گے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

الا (بلغ) عنی قریشاً من لسان کالحسام
الا هلموا کے تلاقوا ما لاقیتم من الصمصام فی بدن و هام

(کون ہے جو قریش کو میرا یہ پیغام پہنچا سکے کہ تمھارے لیے میری آبدار تلواریں میان سے باہر نکلی پڑتی ہیں ---- جلدی کرو! تاکہ تمھارے بدن اور کھوپڑیوں کے دو دو ٹکڑے کر دیے جائیں)

(۶)-(۷)

برموقعِ غزوۂ خندق - مِن جانبِ ابوسفیان بن حرب بحضورِ رسولؐ خدا صلعم

قریش مدینہ پر حملے کے لیے دنیا جہان کو سمیٹ رہے تھے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے گرد خندق کھدوانا شروع کر دیا۔ قریش اس خبر پر تلملا اُٹھے اور ان کے سردار ابوسفیان نے ابوسلمہ الخشنی کے ہاتھ رسولؐ اللہ کی طرف یہ خط بھیجا۔ (مؤلف)

باسمک اللّٰھم

اپنے بتوں لات، عزیٰ، منات، نائلہ اور ہبل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے

ہمراہ وہ بے کراں لشکر لے کر آ رہا ہوں جو مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتا ہے۔

میں نے آپ کے حوصلے دیکھ لیے۔ مقابلے کی تاب نہ لا کر شہر کے اردگرد خندق کھدوالی۔ آپ تو یہ طریقہ جانتے نہ تھے۔

اگر اس مرتبہ ہم مدینہ سے ناکام واپس لوٹے تو جس طرح اُحد میں ہم نے آپ کو پامال کیا تھا اور آپ کے لشکریوں کی گرفت سے ہم اپنی عورتوں کو بچا لائے، کسی وقت اُحد کی مانند پھر آپ کو نرغے میں لے کر پیس دیں گے۔

رسول اللہؐ کے پاس یہ خط پہنچا۔ آپ نے اُبی بن کعب کو اپنے خیمے میں لے جا کر ان سے سنا اور مندرجہ ذیل جواب لکھوایا۔ (مؤلف)

من جانب محمدؐ رسول اللہ بنام ابوسفیان بن حرب

واضح ہو! تمھارا خط ملا۔ میں جانتا ہوں کہ تم سدا سے اللہ تعالیٰ کے خلاف غرور میں مبتلا ہو۔

یہ جو تم نے مدینہ پر ایسا حملہ کرنے کا ذکر کیا ہے جس میں تمھارے ہمراہ لشکر جرار ہوگا اور کہتے ہو کہ تمھاری فوج مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گی، تو یہ خدا کی مرضی پر منحصر ہے۔ وہ اگر چاہے تو آپ لوگوں سے لات وعزیٰ کا نام لینے کی طاقت سلب کر سکتا ہے۔

اور یہ جو تم نے لکھا ہے کہ مجھے خندق کھودنے کا طریقہ یاد نہ تھا تو یہ طریقہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اُس وقت القا فرمایا جب تمھارا اور تمھارے ہمراہیوں کا غیض و غضب یہاں تک آ پہنچا کہ تم لوگ مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجانے پر تل گئے۔

سنو! تمھاری خام اُمیدوں کا پورا ہونا تو کجا، وقت آ گیا ہے کہ لات وعزیٰ و منات اور نائلہ ایک ایک کے ٹکڑے کر دیے جائیں۔ اور میں تم سے برملا کہوں کہ:

ع: مل گئی اے دل تجھے کفرانِ نعمت کی سزا

(۸)

غزوۂ خندق کے دوران میں قبیلۂ غطفان سے قریش کے خلاف گفتگو

غزوۂ خندق میں ابوسفیان اہلِ مکہ کے سوا اکثر قبائل کو اکٹھا کر اپنے ہمراہ لے آئے اور مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ خندق میں طرفین گاہ بگاہ ایک دوسرے پر تیر پھینکتے رہے یا دو ایک کشتی ہوئیں۔ مگر نہ تو قریشِ مکہ شہر میں در آئے اور نہ مسلمان خندق سے نکل کر کھلے میدان میں پہنچے۔ یہ کیفیت تقریباً ۲۹ روز تک رہی۔

اسی دوران میں رسول اللہؐ نے حملہ آوروں میں سے قبیلہ غطفان کے سربراہ عینیہ بن حصن اور حارث بن عوف سے اپنے ایک دوست دار کے ذریعے گفتگوئے مصالحت فرمائی، جس میں طے پایا کہ اگر یہ لوگ اپنے قبیلۂ غطفان کو حملہ آوروں سے الگ کر کے واپس لے جائیں تو رسول اللہؐ انھیں مدینہ کی کھجوروں میں سے ایک تہائی سالانہ خراج کے طور پر ادا کر دیا کریں گے۔ یہ مسودہ لکھا گیا اور دستخط کرنے سے پہلے انصارِ مدینہ کے سربراہ سعد بن معاذ کی رضامندی ضروری سمجھی گئی۔ انھیں طلب فرما کر رسول اللہؐ نے یہ تجویز بیان فرمائی تو سعد نے عرض کیا:

قد کنا نحن و ھولاء القوم علی الشرک باللہ و عبادۃ الاوثان وھم لا یطمعون ان یاکلوا منھا ثمرۃً الّا قریٰ اوبیعاً!

جب ہم اور غطفان دونوں فریق خدا کے ساتھ شرک کرتے اور بتوں کے آگے سر رکھتے تب تو ان لوگوں کو ہماری پیداوار سے یہ توقع نہ تھی۔ اگر کبھی وہ ہمارے خرما کھاتے تو مہمان کی حیثیت سے کھاتے یا خرید کر۔

افحین اکرمنا اللہ بالاسلام و اعزنا بک و بہ نعطیھم

امو النا !

لیکن آج جب خدا تعالیٰ نے ہمیں اسلام اور آپ کی ذات میں دو گونہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں، ہم انھیں خراج میں اپنی پیداوار پیش کرتے رہیں۔

واللہ لا نعطیھم الا السیف حتی یحکم اللہ بیننا و بینھم.

یارسول اللہ! بخدا ان لوگوں کے لیے خراج میں ہماری طرف سے تیغ آبدار ہے۔ ہمارے ان کے دو دو ہاتھ ہونے پر خدا جسے کامیاب کرے۔

قال رسول اللہ فانت و ذاک --- فتناول سعد بن معاذ الصحیفۃ فمحا ما فیھا من الکتاب.

رسول اللہؐ نے سعد سے فرمایا "یہ آپ کی ملکیت ہے اور آپ مختار ہیں"، تب سعد نے مسودے سے یہ حروف مٹا دیے۔

مگر اس مسودے کی نقل نہیں مل سکی۔

(۹)-(۱۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گشتی دستہ ثمامہ ابن اثال کو گرفتار کر لایا۔ ثمامہ قبیلہ حنیفہ میں سے تھے اور اسلامی دستے کا کوئی فرد ان کے نام سے واقف نہ تھا۔ رسول اللہ صلعم نے ثمامہ کو شناخت کر کے پہرے میں دے کر ثمامہ سے فرمایا:

اسلم یا ثمامہ۔ ثمامہ تم مسلمان ہو جاؤ۔

ثمامہ کا جواب: اگر آپ مجھے قتل کرا دیں تو میں واقعی مباح الدم ہوں اور اگر خوں بہا لینا چاہیں تو پیش ہو سکتا ہے۔

مسلسل تین روز تک ایک ہی قسم کا سوال اور جواب ہوتا رہا۔ تیسرے روز رسول اللہؐ نے ثمامہ کو رہا کر دیا کہ تم جانو اور تمھارا کام۔

ع: کر چکے ہم تو محبت میں حفاظت تیری

حالانکہ ثمامہ نے رسول اللہؐ کے قتل کرنے کا اعلان کر رکھا تھا۔ آج وہ آنحضرتؐ کی یہ بخشش دیکھ کر خود پر قابو نہ رکھ سکا۔ مدینہ سے باہر آ کر ایک چشمے پر بدن کے کپڑے دھوئے، غسل کیا اور واپس لوٹ کر رسول اللہؐ کی بیعت کی۔

(یہاں سے) وہ اپنے وطن لوٹنے کی بجائے عمرہ کی غرض سے بیت اللہ پہنچا۔ قریش ان کے اطوار دیکھ کر اپنی زبان نہ روک سکے۔ اَصبوت یا ثمامۃ؟ (ثمامہ تم لامذہب تو نہیں ہوگئے؟) ثمامہ نے فرمایا **"لا ولکنی اتبعت خیر الدین محمد۔ واللہ لایصل الیکم حبۃ من الیمامۃ حتی یاذن فیہ رسول اللہ"**۔

میں لامذہب کیوں ہونے لگا۔ میں نے تو بہتر مذہب دین محمدیؐ قبول کر لیا ہے۔

سن لو اے قریش! یہ جو آپ لوگوں کو میرے علاقے یمامہ سے ہر سال گیہوں مل جاتے ہیں اب سے رسول اللہؐ کے حکم کے بغیر ایک دانہ بھی مکہ نہیں آ سکتا۔

ثمامہ واپس اپنے وطن یمامہ تشریف لے آئے اور قریش کے لیے گیہوں کی برآمد بند کر دی[1]۔ قریش کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔

تب انھوں نے رسول اللہؐ کی طرف اس مضمون کا خط لکھا:

من جانبِ قریش بخدمتِ رسول اللہؐ دربارۂ ثمامہ بن اثال

آپ دوسروں کو صلۂ رحمی کی ہدایت فرماتے ہیں اور خود قطع رحمی کا ارتکاب کرتے ہیں۔

رسول اللہؐ نے ثمامہ کی طرف مندرجہ ذیل خط لکھوایا:

قریش کے لیے گیہوں کی برآمد میں مداخلت مت کرو۔

(یہ واقعہ صلح حدیبیہ سے پہلے کا ہے)۔

۱۔ مکہ معظمہ سدا سے "وادِ غیرِ ذی زرع" یعنی ناقابلِ کاشت سرزمین تھا۔ (مترجم)

مگر ان دونوں خطوط کی نقل نہیں ملی۔

اضافہ واستدراک بحسب روایت ابن عبدالبر۔

قریش کے خط کا مضمون یہ ہے:

''جب تک آپ مکہ میں رہے، ہم نے بارہا آپ کی زبان سے سنا کہ صلۂ رحمی ضروری چیز ہے۔ لیکن آپ کے رفقاء میں ثمامہ نے غضب کر دیا۔ اس نے اپنی ذیل سے ہمارے لیے گیہوں کی برآمد روک لی ہے جس سے ہم بے حد تکلیف میں ہیں۔ اگر آپ ثمامہ کو لکھ سکیں کہ یہ پابندی وہ دور کر دے تو آپ کی عنایت ہوگی۔''

رسولؐ اللہ نے حدیبیہ سے قبل ثمامہ کی طرف یہ لکھا:

''میری قوم قریش سے غلہ کی برآمدگی میں پابندی ہٹالو''۔

''اس خط کے الفاظ نہیں ملے۔''

(۱۱)

معاہدۂ حدیبیہ

اس معاہدے میں قریش کے وکیل سہیل بن عمرو تھے۔ اس قرارداد کا عنوان مختلف لفظوں میں ہے:

الف: **هذا ما صالح عليه محمد بن عبدالله و سهيل بن عمرو.**

یہ معاہدہ ہے محمدؐ بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو کا۔

ب: **هذا ما قاضى عليه محمد بن عبدالله اهل مكة.**

یہ معاہدہ ہے محمدؐ بن عبداللہ کا اہلِ مکہ سے۔

باسمک اللہم!

یہ معاہدہ صلح ہے محمدؐ بن عبداللہ کا جو سہیل بن عمرو کے ساتھ ہوا۔ ان شرائط پر:

۱- فریقین میں دس سال کے لیے جنگ کرنا ممنوع ہے۔

۲- ان دس برسوں میں اگر یارانِ محمدؐ مندرجہ ذیل تین اغراض میں سے کسی ایک کے لیے مکۂ میں آئیں تو اہلِ مکۂ پر ان کی جان اور مال کی ذمہ داری ہے:

الف: حج کے لیے۔

ب: عمرہ کے لیے۔

ج: تجارت کے لیے۔

مسلمانوں پر قریش کی ذمہ داری

۳- اگر قریش تجارت کے لیے مدینہ کے راہ سے مصر یا شام کی طرف جائیں تو مسلمان ان کی جان اور مال کے ذمہ دار ہوں گے۔

۴- اہلِ مکہ میں سے جو شخص اپنے خاندانی سربراہ کی اجازت کے بغیر مسلمان ہو کر مدینہ چلا آئے تو محمدؐ پر اس کا مکہ لوٹا دینا واجب ہے۔

۵- بخلاف (نمبر ۴) کے اگر کوئی شخص مدینہ میں سے اسلام ترک کر کے مکہ میں پناہ گزیں ہو تو قریش اُسے واپس نہیں کریں گے۔

نواحی قبائل کے لیے:

۶- ان قبائل میں سے جو قبیلہ اہلِ مکہ کے ساتھ معاہد رہنا چاہے وہ مختار ہے۔ اگر کوئی قبیلہ اسی قبیلے کی مانند محمدؐ کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہے تو یہ بھی آزاد ہے۔

(اس موقعے پر بنوخزاعہ نے محمدؐ کے ساتھ معاہدہ کر لیا اور بنو بکر نے قریش کے ساتھ)۔

۷- اس مرتبہ محمدؐ اور آپ کے ہمراہیوں کو عمرہ کیے بغیر واپس لوٹنا ہوگا۔

۸- آئندہ سال وہ مکہ میں عمرہ کے لیے آنے کے مجاز ہیں۔

۹- ان کے داخلے پر قریش اور ان کے ہمسائے شہر خالی کر دیں گے۔

۱۰- مسلمان اپنے ساتھ صرف سواری کے شایاں اسلحہ لا سکتے ہیں مگر تلواریں میان میں

ہوں نہ کہ کسی اور غلاف سے ڈھکی ہوئی۔

۱۱- انھیں مکہ میں تین روز سے زیادہ قیام کی اجازت نہ ہوگی۔

۱۲- مسلمان اس سفر میں عمرہ کے لیے ہدی کے جانور جو اپنے ہمراہ لاتے ہیں وہ منیٰ میں لے جا کر ذبح نہیں کیے جا سکتے۔ یہ مسلمان جائیں اور ان کی ہدی اور اس کا مذبح! فقط۔

فریقین میں سے اس معاہدے پر مندرجہ ذیل افراد کے دستخط ہوئے:

مسلمانوں میں سے:

۱- ابوبکر صدیق ۲- عمر بن الخطاب

۳- عبدالرحمٰن بن عوف ۴- عبداللہ بن سہیل بن عمرو

۵- سعد بن ابی وقاص ۶- محمود بن سلمہ

از طرف مشرکین مکہ: ؟

محرر وثیقہ: علی بن ابی طالب

(۱۲)

قریش کا خط بخدمتِ رسولؐ اللہ

حدیبیہ میں فریقین کی قراردادِ مصالحت کے مطابق ہمارے اُن اشخاص کی واپسی کے آپ ذمہ دار ہیں جو مکہ سے فرار ہو کر مدینہ پہنچ گئے ہیں۔ لہٰذا ہمارے اس آدمی کو واپس بھجوا دیجیے۔

یہ خط ابوبصیر صاحبِ عیص کی واپسی کے متعلق ہے جس کے جواب کی نقل نہیں ملی اور نہ اس خط کا مصدر دریافت ہو سکا۔ مؤلف

(۱۳) - (۱۴)

(الف) حدیبیہ کی قرارداد نمبر (۴) کی تنسیخ کے لیے درخواست منجانب قریشِ مکہ

(ب) رسولؐ اللہ کا خط بنامِ ابوبصیر صاحبِ عیص

بدیں مضمون کہ یہ مستقر چھوڑ کر "مدینہ میں بود و باش اختیار کیجیے۔"

اہلِ مکہ نے قراردادِ حدیبیہ سے قبل ابوبصیر کو ان کے مسلمان ہونے کی پاداش میں قید کر رکھا تھا۔ اس قرارداد کے بعد ابوبصیر اُن کے جیل خانے سے بھاگ کر مدینہ چلے آئے اور ان کے پیچھے مندرجہ ذیل اصحاب بھی:

(۱) ازہر بن عبد عوف بن عبدالحرف بن ہرہ

(۲) اخنش بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی

اہلِ مکہ نے اپنے دو سپاہی ابوبصیر کی واپسی کے لیے مدینہ بھیجے۔ ان میں سے ایک غلام تھا اور دوسرا قبیلہ بنی عامر بن لوئی کا فرد تھا۔ رسولؐ اللہ نے ابوبصیر کو بلا کر فرمایا:

"ہمارے اور اہلِ مکہ کے معاہدے کے مطابق آپ ان لوگوں کے ہمراہ مکہ چلے جایئے۔" ابوبصیر بلاتامل دونوں سپاہیوں کے ہمراہ چل دیے۔ مگر جب یہ تینوں مقام ذوالحلیفہ میں ستانے کے لیے رکے تو ابوبصیر نے عامری سے کہا "بھئی ذرا اپنی تلوار دکھانا۔" اس نے میان سے تلوار نکال کر ان کے ہاتھ میں دی۔ ابوبصیر نے تلوار کی تعریف میں دو ایک جملے کہنے کے بعد عامری پر ایسا وار کیا کہ وہ زمین پر لوٹ گیا۔ ابوبصیر تلوار ہاتھ میں لے کر سیدھے مدینہ چلے آئے۔ ان کے بعد

قریش کا غلام بھی بدحواسی کے عالم میں رسولؐ اللہ کے پاس پہنچا۔ اتنے میں ابوبصیر از خود رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ''آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی۔ اگر یہ نہ ہوتا تو اہلِ مکہ مجھے میرے دین پر قائم نہ رہنے دیتے۔'' رسولؐ اللہ نے ابوبصیر سے فرمایا ''تم بڑے لڑاکے ہو۔ دوسروں کے ہمراہ بھی تھوڑے سے آدمی ہوتے تو فریقین میں لڑائی چھڑ جانا مشکل نہ تھی۔''

ابوبصیر نے یہ صورت حال دیکھ کر دبے پاؤں نکلے اور مقام عیص میں جا کر مقیم ہوگئے۔ شدہ شدہ یہ واقعہ تمام ملک میں مشہور ہوگیا۔

اب اہل مکہ میں سے جو صاحب مسلمان ہوتے' مدینہ میں آنے کی بجائے سیدھے عیص کا رخ کرتے۔ اس سے پہلے رسولؐ اللہ کی زبان پر بھی یہ جملہ آچکا تھا:

ویل اُمّہ محش حرب لو کان معه رجال.

ابوبصیر کی ماں کو خدا سمجھے۔ اگر اس کے ساتھ کچھ آدمی اور ہوگئے تو وہ جنگ شروع کردے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جملہ بھی اہلِ مکہ نے سن لیا جو وہاں کے نوواردانِ بساطِ اسلام کے عیص میں آنے کا محرک ہوگیا۔ دیکھتے دیکھتے عیص میں ستر مسلمانوں کا دستہ بن گیا۔

عیص کے قریب ہی شام کی وہ شاہراہ تھی جس پر سے اہلِ مکہ گزرتے۔ ابوبصیر ان کی تاک میں رہتے۔ جونہی ان کا کھوج پاتے حملہ کر کے مال و اسباب چھین لیتے اور جو زد میں آتا اُسے بھی موت کی نیند سلا دیا جاتا۔ قریش ان کے تاختت کی تاب نہ لاسکے[1]۔

۱۔ متن مع اضافہ از مترجم بحوالہ سیرۃ ابن ہشام، صفحہ ۲۵۳،۲۴۲۔

الف: عریضۂ قریش برائے انتقالِ ابوبصیر از مقامِ عیص

''نسأله بار مها الا آواهم فلا حاجة لنا بهم''

اے محمدؐ! ہم آپ سے اپنے اور آپ کے رحم کا واسطہ پیش کر کے عرض گزار ہیں کہ عیص میں مقیم مسلمانوں کی ہمیں ضرورت نہیں۔ آپ انھیں شوق سے مدینہ رہنے کی اجازت دے دیجیے۔ ہم قراردادِ حدیبیہ نمبر (۴) سے درگزر رہے۔

ب: رسولؐ اللہ کا خط بنام ابوبصیر برائے واپسی از عیص

رسول اللہ صلعم نے ابوبصیر کی طرف مدینہ چلے آنے کا خط لکھا۔ مگر اس لمحے ابوبصیر بسترِ مرگ پر کروٹیں لے رہے تھے۔ ان کی رحلت کے بعد ان کے تمام ساتھی مدینہ چلے آئے[1]۔

ان دونوں خطوں کے اصل الفاظ کے مصادر نہیں ملے۔

(۱۵)

دعوتی خط بنامِ یہودِ خیبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من جانب محمدؐ رسول اللہ کہ دوست ہیں موسیٰ کے اور مصدق ہیں ان پر نازل شدہ کتاب (تورات) کے۔ غور سے سنیے گا:

اللہ تعالیٰ نے توراۃ میں یہ امر واضح فرمایا اور ابھی تک تورات میں موجود ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ

۱۔ سیرۃ ابن حشام: صفحہ ۲۵۲، ۲۵۳۔ (مترجم)

فِى التَّوْرٰاةِ ج وَمَثَلُهُمْ فِى الْاِنْجِيْلِ ج كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا (۴۸ : ۲۹)

محمدؐ' اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں کے حق میں ان کی ایذاؤں سے بچنے کے لیے بڑے سخت ہیں (مگر!) آپس میں رحم دل۔ اور مخاطب تو ان کو دیکھ کر کہے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں اور (کبھی) سجدہ کر رہے ہیں اور خدا کے فضل اور خوشنودی کی طلب گاری میں لگے ہیں مگر ان کی شناخت یہ ہے کہ سجدے کا انداز ان کے بشرے سے واضح ہے۔ یہی اوصاف ان کے تورات میں بھی مذکور ہیں اور یہی اوصاف ان کے انجیل میں بھی ہیں (اور وہ روز بروز اس طرح ترقی کرتے جائیں گے) جیسے کھیتی کہ اس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی' پھر اس نے غذائے نباتی کو ہوا اور مٹی سے جذب کر کے اپنی اس سوئی کو قوی کیا چنانچہ وہ رفتہ رفتہ موٹی ہوئی یہاں تک کہ کھیتی اپنے حال پر سیدھی کھڑی ہوگئی اور (اپنی سرسبزی سے) لگی کسان کو خوش کرنے۔ اور خدا نے ان کو روز بروز ترقی اس لیے دی ہے کہ ان کی ترقی سے کافروں کو (بھی) جلائے۔ ان میں سے جو (سچے دل سے) ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے، ان سے خدا نے مغفرت اور اجر کا وعدہ فرمالیا ہے[1] ۔

اور میں قسم دیتا ہوں تمھیں اے یہود! اللہ کی ذات بے ہمتا کی اور قسم دیتا

۱- ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی۔

ہوں تمھیں ان احکام خداوندی کی جو تمھیں وحی الٰہی کے ذریعے حاصل ہوئے اور قسم دیتا ہوں تمھیں اُس خدائے یکتا کی جس نے تمھیں مَن وسلویٰ سے لذت اندوز فرمایا اور قسم دیتا ہوں تمھیں اُس نجات دہندہ کی جس نے تمھارے پہلوں کو فرعون کی گرفت سے بچانے کے لیے سمندر میں سے ان کے لیے راستہ نکال دیا' تم مجھے بتاؤ کہ جو کچھ تمھارے لیے وحی کی صورت میں نازل ہوا اس میں یہ حکم موجود نہیں کہ ''جب محمدؐ کا ظہور ہو اس پر ایمان لانا؟''

اگر تورات میں یہ حکم نہیں تو بے شک تم میرے معاملے میں آزاد ہو! ''قد تبین الرشد من الغی[1]'' مگر تورات میری بشارت سے خاموش نہیں۔ لہٰذا میں تمھیں خدا کے حکم اور اُس کے آخری نبی پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں۔

(۱۶)

بنام یہودِ خیبر برائے مطالبۂ دیت عبداللہ بن سہل انصاری

یہ فتحِ خیبر کے بعد کا واقعہ ہے۔ انصار مدینہ میں سے دو افراد عبداللہ بن سہل اور محیصہ ابن مسعود محنت مزدوری کے لیے خیبر آئے اور دونوں اپنی اپنی روزی تلاش کرنے کے لیے بستی میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگئے۔ اتفاق سے محیصہ نے اپنے ساتھی عبداللہ کی لاش ایک حوضی میں پڑی دیکھی' اور مدینہ آ کر رسولؐ اللہ کے سامنے واقعے کا ذمہ دار خیبر کے یہود کو ٹھہرایا۔ یہود مدینہ میں حاضر ہوئے۔

رسولؐ اللہ نے ان (یہود) سے قسامۃ کے لیے فرمایا تو وہ تیار ہوگئے مگر قتیل کے وارثوں نے عرض کیا ''کفار کی قسم کا اعتبار ہی کیا ہے۔''

آخر رسول اللہؐ نے قضیہ ختم کرنے کے لیے بیت المال سے دیت

۱- ''بلاشبہ ہدایت کی راہ گمراہی سے الگ اور نمایاں ہوگئی ہے۔'' (ابوالکلام)

ادا فرما دی۔[۱]

مؤلف کا رسولؐ اللہ کے اس خط کی طرف اشارہ

رسولؐ اللہ نے انصار کے اس واقعے کے متعلق یہودِ خیبر کی طرف اس مضمون کا خط لکھا:

انه قد قتل بین ابیاتکم فدوه اوائذنوا بحرف من الله.

(تمھاری بستی میں فلاں شخص کی لاش پائی گئی ہے۔ قتیل کی دیت ادا کرو ورنہ تم پر حملہ کیا جائے گا)[۲]۔

فرمانِ رسولؐ کا جواب ازطرف یہودِ خیبر

فکتبوا یحلفون بالله ما قتلوه ولا یعلمون له قاتلا فوداه رسول الله من عنده.

(بخدا! نہ ہم نے نام بُردہ شخص کو قتل کیا اور نہ ہم اس کے قاتل کو جانتے ہیں۔ تب رسولؐ اللہ نے ورثائے قتیل کو بیت المال سے دیت عنایت فرما دی)[۳]۔

۱- بحوالہ سیرۃ ابن ہشام، صفحہ ۳۷۶۔ عبدالمنعم خاں کی کتاب ''رسالاتِ نبویہ'' صفحہ ۱۲۶، کنز العمال جلد ۵، صفحہ ۵۵۱۳-۵۵۱۲۔ (مؤلف)

۲- مؤطائے امام مالک، باب القسامۃ۔ (مترجم)

۳- ایضاً مؤطا و سیرۃِ ابن ہشام صفحہ ۷۷۸ و عبدالمنعم خاں، ص ۱۲۵۔ الطرق الحکمیة ابن القیم، صفحہ ۱۸۸۔ مترجم: لیکن الطرق الحکمیة کا ماخذ خود مؤطا وغیرہ ہے۔ (مؤلف)

(۱۷)

پیداوارِ خیبر میں فاتحین کا حصہ[۱]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(خیبر کی پیداوار میں سے) مندرجہ ذیل افراد کے لیے بطور وثیقہ یہ تحریر لکھی گئی:

۱-	ابوبکر بن ابوقحافہ	۱۰۰ - وسق
۲-	عقیل بن ابوطالب	۱۴۰ - //
۳-	پسرانِ جعفر بن ابوطالب	۵۰ - //
۴-	ربیعہ بن حارث	۱۰۰ - //
۵-	ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب	۱۰۰ - //
۶-	صلت بن مخرمہ	۳۰ - //
۷-	ابونبقہ	۵۰ - //
۸-	رکانہ بن عبد یزید	۵۰ - //
۹-	قاسم بن مخرمہ بن عبدالمطلب	۵۰ - //
۱۰-	مسطح بن اثاثہ بن عباد	۳۰ - //
۱۱-	بشمول ہمشیرہ مسطح یعنی ہند	۳۰ - //
۱۲-	صفیہ بنت عبدالمطلب	۴۰ - //
۱۳-	حسینہ بنت ارث بن مطلب	۳۰ - //

۱- فتحِ خیبر کے ساتھ خیبر کے مفتوحین سے امان اور مزارعت دونوں پر معاملہ ہو گیا۔

الف: امان کے لیے شرط: جب تک مسلمان چاہیں تم یہاں آباد رہ سکتے ہو۔

ب: مزارعت کے لیے شرط: پیداوار میں نصف بٹائی۔

ج: امان اور کاشتکاری کی اجازت کے ساتھ ان پر فی کس ایک دینار جزیہ بھی تھا۔ (مترجم)

۱۴- ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب — ۴۰ - //

۱۵ تا ۱۷- حصین، خدیجہ، ہند،

ابن عبیدہ ابن حارث — ۱۰۰ - //

۱۸- اُمّ حکیم بنت ابوطالب — ۳۰ - //

۱۹- اُمّ ہانی بنت ابوطالب — ۴۰ - //

۲۰- جمانہ بنت ابوطالب — ۳۰ - //

۲۱- ام طالب بنت ابوطالب — ۳۰ - //

۲۲- قیس ابن مخرمہ بن ابوطالب — ۵۰ - //

۲۳،۲۴- ارقم کے دونوں فرزند — ۵۰ - //

۲۵- عبدالرحمٰن بن ابوبکر — ۴۰ - //

۲۶- ابوبصرہ — ۴۰ - //

۲۷- ام بصرہ — ۲۰ - //

۲۸- ابن ابی حبیش — ۳۰ - //

۲۹- عبداللہ بن وھب — ۵۰ - //

۳۰،۳۱- پسران عبداللہ — ۵۰ - //

۳۲- نمیلہ کلبی از قبیلہ بنی لیث — ۵۰ - //

۳۳- ام حبیبہ بنت جحش — ۳۰ - //

۳۴- ملکان بن عبدہ[1] — ۳۰ - //

۱- یہ نام واقدی اور طبری میں ہے مگر؟ ''سماہ ابن ھشام ملکون بن عبدۃ و ذکرہ فیمن اطعمہ النبیؐ من خیبر ثلاثین وسقا'' (اصابہ نمبر ۸۱۹۷) مؤلف انھیں مکوین لکھتے ہیں' بذیل خط نمبر ۱۷۔ (مترجم)

۳۵- محیصہ بن مسعود — ۳۰ - //

باضافہ از مؤلف در تذکرہ مصادر متن صفحہ ۲۱

۳۶- فاطمہ — ۱۰۰ - //

۳۷- علی — ۱۰۰ - //

۳۸- اُسامہ بن زید — ۲۰۰ - // غلہ

۱۰۰ - // کھجور

۳۹- عائشہ — ۲۰۰ - //

۴۰- جملہ حرمِ خویش بشمولِ عائشہ — ۹۱۰ - ۷۰۰ - //

۴۱- عجیز بن یزید — ۳۰ - //

۴۲- مکرز بن عبدہ — ۳۰ - //

۴۳- حمنہ بنت جحش — ۳۰ - //[1]

(۱۸)

خیبر سے آمدہ گندم کے وثیقہ دار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر ہے اُن وثیقہ جات کے بارے میں جو رسولؐ نے اپنے حرم کے لیے تحریر کرائے:

الف: جملہ حرم کے لیے — ۱۸۰ - وسق

ب: فاطمہ بنت رسول اللہ کے لیے — ۸۵ - //

ج: اُسامہ بن زید کے لیے — ۴۰ - //

د: مقداد ابن اسود کے لیے — ۱۵ - //

۱- ان اجناس میں گیہوں، جَو اور کھجوریں وغیرہ کئی چیزیں شامل تھیں۔ (ابن ہشام)۔ از مترجم

٥: ام رمیشہ کے لیے ٥ - وسق

محرر: عثمان بن عفان

گواہان: عباس بن عبدالمطلب

(١٩)

وثیقۂ امان تیماءٔ (مقام) کے یہود بنی عادی کے لیے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ امان ہے بنی عادی کے لیے: مسلمان ان کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں اور وہ ادائے جزیہ کے ذمہ دار۔ ان پر ریاست کی طرف سے اور کوئی بار نہ ڈالا جائے اور نہ انھیں جلا وطن کیا جائے۔ بغاوت اور فرمان برداری دونوں کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

محرر: خالد بن سعد

(٢٠)

یہود بنی عریض کے لیے سالانہ پیداوار کا وثیقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وثیقہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہود بنو عریض کے وظیفے پر ہے:

فصل پر: الف: گندم ١٠ وسق[١]

ب: جو ١٠ وسق

ج: کھجور ٥٠ وسق

اس میں کمی نہ کی جائے گی۔ بقلم: خالد بن سعید

١- یہ موجب انھی کی اراضی کی پیداوار سے ہو سکتا ہے جو مزارعت پر انھیں دی گئی۔ (مترجم)

تبلیغی خطوط نجاشی بادشاہِ حبش کے نام

(نمبر ٢١-٥-٢٢)

(٢١)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از جانب محمد رسول اللہ (صلعم) بنام نجاشی اصحم بادشاہِ حبش

سلامت باشید!

یہ خط اُس خدائے برتر کی حمد وثنا کے ساتھ لکھتا ہوں جو اپنی ذات اور صفات ہر دو میں لاشریک، ہر قسم کی کمی سے مبرا، خود سلامت، امن دہندہ اور بارعب ہے۔

مَیں اقرار کرتا ہوں عیسیٰ ابن مریم کے روح اللہ اور اُس کا کلمہ ہونے کی جو خدا نے کنواری اور پاک دامن مریم میں القا فرمایا جس کلمہ سے وہ اُمیدوار ہوئی اور اُس نے عیسیٰ کو جنا۔ وہ عیسیٰ جسے خدا نے اپنی روح اور نفخہ سے خلق فرمایا اسی طرح کہ جس طرح آدم کو اپنے ہاتھ اور نفخہ سے پیدا کیا۔

اے بادشاہ! میں آپ کو خدائے واحد لاشریک پر ایمان لانے اور اس سے موالات کی دعوت پیش کرتا ہوں اور یہ کہ آپ میری رسالت پر ایمان لائیں جس کے ساتھ اُس کتاب پر بھی ایمان لانا ہوگا جو مجھ پر نازل ہوئی۔ میں خدا کا رسول ہوں۔

واضح ہو کہ میں اپنے عم زاد برادر جعفر کو چند مسلمانوں کے ساتھ آپ کے ملک میں بھجوا رہا ہوں۔ انھیں پناہ دیجیے اور ان کے شایانِ حال سلوک کیجیے' مبادا ان پر سختی کی جائے۔ میں آپ کو آپ کی رعیت سمیت خدا پر ایمان لانے کی دعوت پیش کرتا ہوں۔ گواہ رہیے کہ میں نے آپ کو خدا کا حکم پہنچا دیا اور نصیحت کر دی۔ آپ کو میری نصیحت پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ سلامتی ہو اُس شخص پر جو ہدایت یاب ہے۔

(٥)[1]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من جانب محمد رسول اللہ (صلعم) بنامِ نجاشی سربراہِ حبشہ

سلامتی ہو اُس پر جو ہدایت کا جویا ہے۔

واضح ہو کہ میں آپ کے سامنے خدائے برتر کی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ بادشاہ ہے، ہر قسم کی کمی سے مبرا، خود سلامت، امن دہندہ اور بارعب ہے۔ میں عیسیٰ ابن مریم کے ان اوصاف کا معترف ہوں۔ وہ روح اللہ اور ایسا کلمہ تھے جو خدا نے مریم عذریٰ اور پاک دامن میں القا فرمایا جس کلمہ سے وہ عیسیٰ کی بدولت صاحب اولاد ہوئیں۔ یہ کلمہ اسی قسم کا تھا جو خدا نے آدم کے لیے استعمال فرمایا، جب آدم کو اس نے اپنے ہاتھ سے بنایا۔

میں آپ کو خدائے واحد کی پرستش اور اس کی اطاعت کی دعوت دیتا ہوں جس میں میری اطاعت اور مجھ پر نازل شدہ کتاب پر ایمان لانا شرط ہے اور اس کا رسول تسلیم کرنا لازم۔ میں تمھیں اور تمھاری رعیت ہر ایک کو خدا پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں۔ گواہ رہیے کہ میں نے آپ کو خدا کا حکم پہنچا دیا اور نصیحت کر دی۔ آپ کو میری نصیحت پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ والسلام

سلامتی ہو اُس شخص پر جو ہدایت یاب ہوا۔

(۲۲)

مِن جانب محمدؐ نبی (صلعم) بنام نجاشی اصحم بادشاہِ حبشہ

سلامتی اُس شخص پر ہے جو ہدایت کا طلب گار ہو کر خدا اور اس کے رسولؐ پر ایمان لایا۔

۱- مؤلف نے اس خط پر نمبر نہیں دیا۔ (مترجم)

میں اس امر کی شہادت دیتا ہوں کہ خدائے وحدہ لاشریک کی ذات اور صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

میں اس بات پر شاہد ہوں کہ خدا کی نہ کوئی بیوی ہے نہ کوئی اس کا بیٹا اور میں اس کی شہادت بھی پیش کرتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے۔ میں آپ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت پیش کرتا ہوں اور یہ کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اگر آپ اسلام قبول کر لیں تو آپ سے کوئی تعرض نہ ہوگا جیسا کہ قرآن نے بتایا:

یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا الله و لانشرک به شیاء و لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله فان تولوا فقولوا اشهدوا بانا مسلمون. (۳:۵۷)

"اے اہلِ کتاب! آؤ ہم دونوں ایک اصول پر متفق ہو جائیں کہ ایک خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ گردانیں اور کوئی ہم میں سے انسان کو خدا نہ مانے۔ اے رسول! اگر یہ اصول وہ تسلیم نہ کریں تو ان سے کہہ دو کہ تم جانو اور تمھارا کام مگر گواہ رہنا کہ ہم تو مسلمان ہیں۔"

اے بادشا! اگر آپ اسلام لانے سے منکر رہے تو آپ پر اپنی تمام عیسائی رعیت کا بار بھی ہوگا۔

نجاشی کی طرف سے جواب

(نمبر ۲۳-۲۴-۲۵)

(۲۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت جناب محمدؐ رسول اللہ

من جانب نجاشی اصحم ابن ابجر

اے اللہ کے نبی! میں آپؐ کے حضور سلام اور رحمت و برکت خداوندی کا ہدیہ پیش کرتا ہوں اُس خدا کی طرف سے جو تنہا معبودیت کے لائق ہے اور جس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

اے رسولِ خدا! یہ جو آپؐ نے عیسیٰؑ کی ولادت کے متعلق فرمایا ہے تو خداوند ارض و سما کی قسم! حضرت عیسیٰؑ میں اس سے زیادہ کوئی اور بات نہیں اور آپ پر جو قرآن نازل ہوا ہے تو اس کے من جانب اللہ ہونے پر بھی مجھے یقین ہے۔ آپ کے عمزاد بھائی اور ان کے رفقاء ہمارے ہاں تشریف لے آئے ہیں۔ ہم نے آپ کے بھائی کے ہاتھ پر آپؐ کی بیعت کر لی ہے اور خدائے رب العالمین کی وحدانیت کا اعتراف کرلیا ہے۔

آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے اریحا ابن اصحم بن ابجر کو بھیج رہا ہوں لیکن اپنے نفس کے سوا دوسروں کی ذمہ داری لینے سے قاصر ہوں۔ اگر حکم ہوتو میں خود بھی حاضر ہونے کے لیے آمادہ ہوں۔

یا رسولَ اللہ! جب میں آپ کی رسالت پر ایمان لے آیا تو آپ کے حکم کی تعمیل کیا مشکل ہے۔

والسلام علیک یا رسول اللہ!

(۲۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت جناب محمد نبی (صلعم)

من جانب نجاشی اصحم

السلام علیک یا رسول من اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

بعد ازیں: میں نے آپؐ کے خاندان کی مسلمان بی بی سیدہ اُمِّ حبیبہ بنت ابوسفیان کا آپؐ سے نکاح کر دیا ہے اور آپؐ کے لیے مندرجہ ذیل اشیاء ہدیۃً اریحا

کے ہمراہ بھیج رہا ہوں: ایک قمیض، ایک پاجامہ، ایک رداء اور پتاووں کی ایک جوڑی۔

والسلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

(۲۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بہ جانب محمد (صلعم)

من جانب نجاشی اصحم

سلام علیک یا رسول من اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

اُس خدا کے سوا کوئی معبود نہیں جس نے مجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

بعد ازیں: یا رسول اللہ! آپؐ کے مکی مہاجرین جو میرے ہاں اقامت گزیں تھے انھیں اپنے فرزند اریحا کے ہمراہ واپس بھیج رہا ہوں۔ اریحا کے ساتھ حبشہ کے اور ساٹھ افراد بھی ہیں۔ اگر آپؐ فرمائیں تو میں خود بھی حاضر ہو سکتا ہوں۔ میں آپ کی رسالت پر صدقِ دل سے ایمان لے آیا ہوں۔

والسلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

تبلیغی خط بنام ہرقل بادشاہ روم

(نمبر ۲۶-۲۷)

(۲۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از محمد عبداللہ و رسول خدا (صلعم) بنامِ ہرقل "عظیم روم"

سلامتی ہے متلاشیِ ہدایت کے لیے! بعد ازیں:

میں تمھیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اگر تم اسلام قبول کرلو تو تم سے کوئی

تعرض نہ ہوگا اور عنداللہ بھی دوگونہ اجر ہے۔

انکار کی صورت میں تم پر دوچند بار بھی ہے اپنے اور رعیت کے انکار کا۔

یااھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا للہ و لانشرک بہ شیاء ولا یتخذ بعضنا بعضاً اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون (۳:۵۷)

"اے اہلِ کتاب! ہم ایک اصول پر متفق ہو جائیں کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ گردانیں۔ کوئی ہم میں سے انسان کو خدا نہ مانے۔ اگر وہ یہ اصول تسلیم نہ کریں تو ان سے کہہ دو کہ تم جانو اور تمھارا کام، مگر گواہ رہنا کہ ہم تو مسلمان ہیں۔"

(۲۷)

"از محمد رسول اللہ (صلعم) بنام "صاحب الروم"

میں تمھارے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرتا ہوں۔ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو مسلمانوں کے مفاد اور تکالیف دونوں کے حصہ دار ہوگے اور انکار کی صورت میں جزیہ دینا ہوگا۔ یہ خدا کا حکم ہے۔

قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ما حرم اللہ و رسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن یدوھم صاغرون (۹ : ۲۹)

"اہل کتاب میں سے جن لوگوں کا یہ حال ہے کہ نہ تو خدا پر (سچا) ایمان رکھتے ہیں، نہ آخرت کے دن پر ان کا ایمان ہے، نہ اُن چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جنھیں اللہ اور اس کے رسولؐ نے (ان کی کتاب میں) حرام ٹھہرا دیا ہے اور نہ سچے دین پر عمل پیرا ہیں تو (مسلمانو!) ان سے (بھی) جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اپنی خوشی سے جزیہ دینا قبول کریں

اور حالت ایسی ہو جائے کہ اُن کی سرکشی ٹوٹ جائے۔"

(۲۸)

قیصرِ روم کا جواب

بحضور احمد رسول اللہؐ! جن کے ظہور کی بشارت عیسیٰؑ نے بھی دی۔

من جانب قیصر الروم

جناب کا فرمان آپؐ کے سفیر کے توسّل سے صادر ہوا۔ میں آپ کے رسول ہونے کا اقرار کرتا ہوں۔ آپؐ کے ظہور کی بشارت عیسیٰؑ بن مریم نے بھی انجیل میں دی۔ میں نے تمام اپنی رومی رعیت کو آپ پر ایمان لانے کی دعوت دی لیکن اُنھوں نے انکار کر دیا۔ اگر وہ آپ پر ایمان لے آتے تو ان کے لیے کتنا اچھا ہوتا۔

اے صاحب! کاش میں آپ کی خدمت میں باریاب ہوسکوں اور آپؐ کے قدموں کو دھوؤں۔

(۲۹)

تبلیغی خط اُسقف الروم (روم کے پادری) کی طرف

الی ضغاطر[۱] الاسقف!

سلام اُس شخص پر جو مومن ہے

بعد ازیں:

عیسیٰؑ بن مریم روح اللہ ہیں اور خداوند عالم کا وہ کلمہ ہیں جو خدا نے پاک نفس مریم میں القا فرمایا۔ میں ایمان لایا ہوں اللہ تعالیٰ پر۔

وَمَا اُنْزِلَ اِلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ اِسْمَاعِیْلَ وَ اِسْحَاقَ وَ یَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِیَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی وَ مَا اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ

۱۔ 'ضغاطر' پادری کا نام ہے۔ (مترجم)

رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ (۲:۱۳۶)

''مسلمانو! تم کہو ہمارا طریقہ تو یہ ہے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں، قرآن پر ایمان لائے ہیں جو ہم پر نازل ہوا ہے۔ ان تمام تعلیموں پر ایمان لائے ہیں جو ابراہیمؑ کو، اسماعیلؑ، کو، اسحاقؑ کو، یعقوبؑ کو اور اولادِ یعقوبؑ کو دی گئیں۔

نیز ان کتابوں پر جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دی گئی تھیں۔ اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ان تمام تعلیموں پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو دنیا کے تمام نبیوں کو ان کے پروردگار سے ملی ہیں۔ ہم ان میں سے کسی ایک کو بھی دوسروں سے جدا نہیں کرتے (کہ اُسے نہ مانیں باقی سب کو مانیں یا اُسے مانیں مگر دوسروں سے منکر ہو جائیں۔ خدا کی سچائی کہیں بھی ہو اور کسی پر بھی آئی ہو، ہم خدا کے فرماں بردار ہیں)۔

اور سلامتی کا مستحق وہ شخص ہے جو خدا کی طرف سے دی ہوئی ہدایت کو قبول کرے۔ (ابوالکلام)

(۳۰)

تبلیغی خط اسقف ایلہ اور اس کے ماننے والوں کی طرف

(مریحہ بن روبہ --- اور امرائے ایلہ)

تم سے کوئی تعرض نہیں اگر تم مندرجہ ذیل حقائق پر یقین کرلو۔

۱- میں تمھاری تسکین کے لیے اُس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں۔

۲- اور میں جب تک پہلے سے تمھیں متنبہ نہ کرلوں تم پر حملہ نہ کروں گا۔

آج ہی تمھارے لیے میری طرف سے تنبیہ ہے کہ:

۱- تم اسلام قبول کرلو ---- ورنہ

۲- جزیہ ادا کرو۔

اور (جزیہ) کے ساتھ یہ شرط بھی ہے کہ:

الف: میرے سفیروں کی تعظیم کرو۔

ب: ان کے لیے شریفانہ پوشاک مہیا کرو نہ کہ فوجیوں کی سی وردی ہو۔

ج: ان سفیروں میں زید کے لیے اور بھی پسندیدہ پوشاک مہیا کرو۔ میرے سفیروں کی خوشنودی میری خوشنودی ہے۔

—— جزیہ کے ساتھ اس قسم کا تاوان پہلے ہی سے ملک میں رائج ہے۔

اگر تم اپنے لیے خشکی اور سمندر میں امن و حفاظت کے خواہاں ہو تو خدا اور اس کے رسولؐ کی جزیہ کے بارے میں پوری اطاعت کرو، تب عرب اور عجم تمھارے دونوں قسم کے دشمنوں کے خلاف تمھاری حمایت کی جائے گی۔

اور اگر تم نے میرے سفیروں کو ناکام واپس لوٹا دیا اور انھوں نے میرے سامنے تم پر خفگی کا اظہار کیا، تب میں کسی معاوضے پر تم سے صلح نہ کروں گا اور تم پر حملہ کر کے تمھارے بچوں کو اسیر اور بالغوں کو تہِ تیغ کیا جائے گا۔

سنو!

مَیں خدا کا رسولؐ ہوں۔ اُس کی ذات اور اُس کی نازل کردہ کتابوں اور اُس کے فرستادہ رسولوں ہر ایک کی صداقت پر میرا ایمان ہے۔ اور میرا یہ بھی ایمان ہے کہ مسیح ابنِ مریم اس کا کلمہ ہیں اور میں ان کی رسالت کا مقر ہوں۔

بہتر یہ ہے کہ حملہ ہونے سے پہلے تم مجھ پر ایمان لے آؤ جیسا کہ میں نے تمھارے لیے اپنے سفیروں کو ہدایت کر دی ہے۔

اور دیکھو! حرملہ کو تین وسق جو ہدیۃً پیش کر دو اس لیے کہ حرملہ نے میرے سامنے تمھاری سفارش کی ہے، ورنہ میں تم پر اپنا لشکر بھیجنے کو تھا۔

اگر تم نے میرے سفیروں کی ہدایت پر عمل کیا تو خداوند عالم اور محمدؐ بشمول اپنے یار و انصار سب تمھارے معاون ہوں گے اور میرے بھیجے ہوئے سفیروں کے نام یہ ہیں:

۱- شرجیل

۲- اُبی

۳- حرملہ۔

۴- حریث بن زید الکائی

یہ حضرات تمھارے ساتھ جو شرائط طے کریں میں انھیں تسلیم کرلوں گا۔

اگر آپ ہماری اطاعت کرلیں تو ہمیں آپ سے کوئی تعرض نہ ہوگا۔ اور دیکھو مقام مقناہ کے باشندوں کی ان کے وطن میں جانے کے لیے اعانت کرو۔

(۳۱)

اہلِ ایلہ کے لیے امان نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ امان نامہ ہے اللہ تعالیٰ اور محمدؐ النبی رسول اللہ کی جانب سے یحنہ[۱] بن اُوبہ اور اہلِ ایلہ دونوں کے لیے۔

۱- ان کے لیے تری اور خشکی دونوں قسم کے راستوں کی ذمہ داری خدا اور اس کے رسول محمدؐ پر ہے۔

۲- اس ذمہ داری میں ان کے ساتھ ان کے وہ حلیف بھی شامل ہیں جو شام و یمن اور بحیرۂ قلزم کے ساحل پر آباد ہیں۔

اگر ان معاہدین کی طرف سے وعدہ شکنی ہو تو ان پر حملہ کیا جائے گا، نہ ان کے

۱- مؤلفِ علام نے دونوں نام ضبط کیے۔ مرحنہ خط نمبر ۳۰ اور یحنہ خط نمبر ۳۱ میں ہے۔ (مترجم)

آدمیوں سے تعرض ہوگا۔ البتہ ان کے اموال مباح ہوں گے۔

ان معاہدین کے لیے خشکی اور سمندر کی راہیں جن پر وہ پہلے سے گزرتے ہیں بدستور کھلی رہیں گی۔

رسول اللہؐ نے یہ فرمان جہیم بن صلت اور شرجیل بن حسنہ دونوں کے ہاتھوں ایلہ میں بھیجا۔

(۳۲)

امان نامہ برائے یہود جربا و اُذرح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ امان نامہ ہے محمد نبیؐ کی طرف سے اہل اُذرح کے لیے بہ شرائط ذیل: وہ خدا اور محمدؐ کی پناہ میں ہیں جب تک:

۱- ہر سال ماہ رجب میں ایک سو دینار ادا کریں (ان کی نصیحت اور ان کی طرف سے مسلمانوں پر احسان میں اللہ تعالیٰ کارساز ہے)۔

۲- اگر مسلمانوں میں سے کوئی فرد کسی جرم یا تعزیر کے خوف سے ان کے ہاں آئے تو اسے مسلمانوں کے حوالے کردیں۔

۳- اہل اذرح پر حملہ انھیں پہلے سے متنبہ کرنے کے بغیر نہ کیا جائے۔

(۳۳)

امان اہلِ مقناہ اور بنی جنبہ کے لیے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من جانب محمدؐ رسول اللہ (صلعم)

بنام بنی جنبہ و اہلِ مقناہ (ہر دو)

واضح ہو کہ:

ان دنوں قریوں کے رہنے والوں کی مجھے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ تم اپنے اپنے مواضعات میں لوٹ آئے ہو۔

۱- میرا یہ خط موصول ہونے کے بعد تم دونوں پناہ میں ہو خدا اور رسولؐ کی۔

۲- رسولِؐ خدا نے تمھارے گذشتہ قصور معاف کر دیے ہیں۔ مکرّر یہ کہ اب تم خدا اور اُس کے رسولؐ کی پناہ میں ہو۔ تم پر کوئی قوم ظلم اور زیادتی نہیں کر سکتی۔

۳- رسولؐ اللہ نے تمھارے لیے اجناس، اسلحہ اور غلاموں کی جو حد بندی کر دی ہے، اس کے سوا جملہ اسلحہ جات خدا کے رسولؐ اور ان کے مقرر کردہ محاصل ان کے حوالے کر دو۔ اور مندرجہ ذیل اشیاء میں سے ایک چوتھائی اجناس سالانہ سرکاری خزانے میں جمع کرو:

(الف) کھجوروں کی پیداوار میں سے۔

(ب) شکار کردہ مچھلی میں سے۔

(ج) عورتوں کے ہاتھ کا کتا ہوا سوت۔

ان کے عوض میں یہ مراعات ہوں گی:

(الف) جزیہ کی مطلق معافی۔

(ب) ہر قسم کی سرکاری بیگار سے نجات۔

اگر تم نے اس فرمان کی تعمیل کی تو خدا کے رسولؐ پر تمھارے معززین کی توقیر اور تمھاری معمولی لغزش سے چشم پوشی واجب ہوگی۔

میں مومن اور مسلم دونوں قسم کے دوستوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ:

(الف) تم میں سے جو کوئی اہلِ مقناہ کی طرف سے اطاعت و پابندی دیکھے وہ اس پر صاد کرے۔

(ب) جو کوئی ان کی طرف سے سرکشی اور تمرّد پائے اس کا انسداد کرے۔

اب اہلِ مقناہ پر یا تو خود ان کا اپنا پسندیدہ سردار ہوگا یا خدا کے رسولؐ کا

مقرر کردہ[1]۔

والسلام

محرر: علی ابن ابی طالب

در ۹ ہجری

(۳۴)

یہ امان نامہ اہلِ مقناہ وحنین اور خیبر تینوں کے لیے ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ امان نامہ خدا کے رسول محمدؐ کی طرف سے ہے مندرجہ ذیل طبقات کے لیے:

(الف) اہلِ حنین۔

(ب) اہلِ خیبر۔

(ج) اہلِ مقنا۔

(د) اور ان سب کی ذرّیت کے لیے۔

میعاد امان: تا قیامت (ما دامت السموات والارض)

میں انھیں اس خدائے بے ہمتا کی حمد و ثنا کے ساتھ سلامتی کی بشارت دیتا ہوں جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔

بعد ازیں یہ کہ:

مجھے وحی الٰہی کے ذریعے تینوں طبقات کے اپنے اپنے گھروں میں لوٹنے کی اطلاع ہوئی ہے؛ سو ضرور لوٹ جائیے۔ سب کے لیے خدا اور خدا کے رسولؐ کی طرف سے پناہ ہے۔ نہ صرف تمھاری جانوں کے لیے امان ہے بلکہ:

(الف) تمھارے دین۔

۱- یہ لوگ یہودی تھے۔ خط نمبر ۳۲ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

(ب) تمہارے اموال۔

(ج) تمہارے غلام۔

(د) تمہاری جملہ املاک۔

ان سب میں خدا اور اس کے رسولؐ کا ذمہ ہے۔

ماسوائے مذکورہ بالا رعایتوں کے یہ مراعات بھی دی جاتی ہیں:

۱- جزیہ کی معافی۔

۲- پیشانی کے بال ترشوانا (جو عمل آزاد کردہ غلاموں کے لیے ایک مرتبہ کیا جاتا ہے)۔

۳- اسلامی لشکر تم پر حملہ نہ کرے گا۔

۴- ترکِ بیگار۔

۵- فوجی مہم میں شرکت سے استثنا۔

۶- فوجی ضرورت کے لیے تمہارے گھر خالی کرانے کی معافی۔

۷- لباس اور اس کی رنگت میں ذمیوں کی سی پابندی معاف ہے۔

۸- گھوڑے پر سواری کی اجازت ہے۔

۹- مسلح ہو کر نکلنے کی اجازت ہے۔

۱۰- تم خود پر حملہ آور کے خلاف جنگ کر سکتے ہو۔ ایسی لڑائی میں تمہارے مخالف کے مقتولوں کی دیت یا قصاص تم پر نہ دلوایا جائے گا۔

۱۱- لیکن جب تم میں سے کوئی شخص کسی مسلمان کا ناحق خون کر دے تب جس طرح مسلمان قاتل پر قصاص یا دیت لازم کر دی جاتی ہے تم پر بھی لازم ہے۔

۱۲- تم پر ناحق بے حیائی کا افترا نہ کیا جائے گا۔

۱۳- نہ تمھیں عام ذمیوں کے درجے میں سمجھا جائے گا۔

۱۴- تمہارے درخواست کرنے پر تمہاری مدد کی جائے گی۔

۱۵- تمہارے ورود پر تمہاری مہمانی کی جائے گی۔

اور حقوقِ ریاست میں تم پر سے مندرجہ ذیل اشیاء ساقط ہیں:

۱۶- تم سے سونا، چاندی، گندم، مویشی، زرعین ادا کرنے اور کمر میں پٹکا[1] باندھنے کا مطالبہ نہ کیا جائے گا۔

۱۷- تمہارے لیے تم ہی میں سے سردار مقرر کیا جائے گا یا اہلِ بیتِ رسولؐ خدا میں سے۔

۱۸- تمہارے جنازے لے جانے کی راہ میں رکاوٹ نہ ہوگی۔

تمہاری یہ تعظیم ام المومنین (صفیہ[2] تمہاری عم زاد بہن) کی بدولت ہے۔

۱۹- اہلِ بیتِ رسولؐ اور جملہ مسلمانوں پر تمہارے شرفاء کی تعظیم واجب ہے۔

۲۰- تمہارے معمولی مسامحات معاف کر دیے جائیں گے۔

۲۱- تم میں جو شخص سفر میں ہو وہ خدا اور اس کے رسولؐ کی پناہ میں ہے۔

۲۲- اسلام میں کسی کو اکراہاً مسلمان کرنا روا نہیں (لا اکراها فی الدین[3])۔

۲۳- تم میں سے جو شخص رسولؐ اللہ کے دین میں داخل ہو کر ان کے احکام پر چلے اس کے لیے رسولؐ اللہ کے اہلِ بیت کے موجب میں سے ایک چوتھائی وظیفہ مقرر کیا جاتا ہے جو قریش کے مقرر کردہ موجب کے ساتھ عطا ہوگا۔ یہ رقم پچاس دینار

۱- متن صفحہ ۳۸، سطر ۱۳ میں لفظ ''کشتیز'' ہے۔ الفاروق شبلی، جلدی دوم، صفحہ ۴۳ میں اسے ''کستیج'' لکھا گیا۔ مفہوم پٹکا ہے (زنار نہیں)۔ (مترجم)

۲- اُمّ المومنین صفیہ صاحبزادی ہیں مشہور دشمنِ دین یہود بن نضیر مدینہ کے سردار کی، جس کا نام حی بن اخطب ہے۔ جو کنانہ ابن ابی الحقیق (یہودی) کے خیبر میں قتل ہو جانے سے بیوہ ہو گئیں اور غزوہ (خیبر) میں اسیر ہوئیں۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (صفیہ) سے نکاح کر لیا۔ (اصابہ' کتاب النساء، صفحہ ۶۴۷)۔ (مترجم)

۳- ۲۵۷- ترجمہ: دین کے بارے میں کسی طرح کا جبر نہیں۔ (ابوالکلام)

ہے۔ تمھارے لیے یہ وظیفہ میری طرف سے عنایت ہے۔

۲۴- رسولؐ اللہ کے اہلِ بیت اور تمام مسلمانوں پر اس وثیقہ کی پابندی لازم کی جاتی ہے۔

۲۵- جو شخص اہلِ حنین و خیبر اور مقناء میں رہنے والوں کے ساتھ بھلائی کرے اُسے اُس کے احسان سے بہتر معاوضہ دیا جائے۔

۲۶- اور جو شخص ان (ہرسہ) میں سے کسی کے ساتھ برائی کرے اس سے بدلہ لیا جائے۔

۲۷- جو شخص میرا یہ خط پڑھے یا اسے سنے اور اس میں تغیر یا اس کی مخالفت کرے ایسے شخص پر اللہ اور ملائکہ اور تمام جہان کی طرف سے لعنت ہے۔ ایسا ملعون قیامت کے روز نہ صرف میری شفاعت سے محروم ہوگا بلکہ میں خدا کے سامنے اس کا دشمن ہوں گا اور جس کا میں دشمن ہوں گا خدا بھی اس کا دشمن ہوگا۔ اور جس کا خدا دشمن ہوگا وہ دوزخ کا کندا ہوگا۔ دوزخ بہت تکلیف دہ مقام ہے جس کی شہادت خدائے یکتا، ملائکہ، عرش برداران اور مسلمان دیتے ہیں۔

محرر: علی ابن ابی طالب بقلمہ

رسولؐ اللہ کا فرمودہ حرف حرف علی نے لکھا

گواہان: ۱- عمار بن یاسر

۲- سلمان فارسی مولیٰ رسولؐ اللہ

۳- ابوذر غفاری

(۳۵)

اطاعت نامہ مِن جانب فروہ بن عمرو صوبہ دار معان

بخدمت محمد رسول اللہ صلعم

میں نے صدقِ دل سے اسلام قبول کیا۔

اشھدان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ

بلاشبہ آپ نبی ہیں جن کی بشارت عیسیٰؑ ابنِ مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی۔

(۳۶)

منظوری نامہ از طرف نبی صلعم بنامِ فروہ

از طرف محمد رسولؐ اللہ بنام فروہ بن عمرو

تمھارا قاصد پہنچا جس نے تمھاری طرف سے تحریری اطاعت نامہ کے ساتھ زبانی تمھارے قبول اسلام کی اطلاع بھی پیش کی۔ یہ ہدایت اللہ کی طرف سے ہے۔ اپنی اصلاح کے ساتھ خدا اور رسولؐ کی اطاعت اور نماز و زکوٰۃ پابندی سے ادا کرتے رہو۔

(۳۷)

تبلیغ نامہ بنام حارث بن ابی شمر غسانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف محمدؐ رسول اللہ بنام حارث بن ابی شمر

سلامتی کا مستوجب وہی شخص ہے جو ہدایت کا تابع ہو۔ وہ جو خدائے یکتا پر ایمان لایا اور عمل سے اپنے ایمان کی تصدیق کی۔

میں تمھیں دعوت دیتا ہوں خدائے واحد لاشریک پر ایمان لانے کی۔ تب تم بدستور اپنے ملک پر حکمرانی کر سکتے ہو۔

علامتِ ختم

(۳۸) - (۳۹)

من جانب جبلہ الغسانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبلہ[۱] بن ایہم نواب غسان کی طرف دعوتی خط لکھا۔ جبلہ نے جواباً تحریر میں قبولِ اسلام کا اظہار کیا۔

مگر دونوں خطوط کی نقل نہیں ملی۔

(۴۰)

امان نامہ غسان کے قبیلہ بنی ثعلبہ کے لیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط محمدؐ رسول اللہ کی طرف سے صیفی[۲] ابن عامر سربراہ قبیلہ بنی ثعلبہ بن عامر کے نام ہے۔

ان میں سے جو شخص ایمان قبول کر لینے کے ساتھ نماز اور زکوٰۃ ادا کرے غنیمت میں سے خُمس دے اور رسولؐ اللہ کی خدمت میں (آپ کا) پسندیدہ مال پیش کرنے کی ذمہ داری لے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ کا ذمہ لیا جاتا ہے۔

۱- جبلہ اُس دور کے مشہور نوابین سے تھا۔ مسیحی روم میں اس کی حکومت تھی۔ اس کے انداز سے اسلام کا اظہار ہوا مگر اُسے مکر جانے کی عادت بھی تھی اور وہ مکر گیا۔
حضرت عمرؓ کے دور میں وہ اسلامی فوجوں کے مقابلے پر اُتر آیا۔ دادِ شجاعت دی مگر سرنگوں ہونا پڑا۔ مسلمان ہو کر مدینہ میں مقیم ہو گیا۔ پھر مکر گیا اور اس حالت میں روم کی بجائے قسطنطنیہ میں فروکش ہوا۔ آخر پہلی حالت ہی میں دنیا سے رخصت ہو گیا۔ (مترجم)

۲- صیفی بن عامر اسلام لے آئے اور رسولؐ اللہ نے بدستور انھیں ان کے قبیلے کی سربراہی پر قائم رکھا۔ یہ خط حضرت عمرؓ کے حضور بھی پیش کیا گیا۔ (اصابہ نمبر ۴۱۰۶)۔ (مترجم)

(۴۱)

امان نامہ قبیلۂ لخم کی شاخ حدس کے لیے

من جانب رسول اللہ صلعم

قبیلۂ لخم[۱] کی شاخ حدس میں سے جو شخص مسلمان ہو جانے کے ساتھ قیام نماز اور ادائے زکوٰۃ کے ساتھ رسولؐ کا حصہ ادا کرے اور مشرکین سے بھی تولاً ترک کر دے تب اُس کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کے لیے اللہ اور محمدؐ کی ذمہ داری ہے۔

اور اگر ان میں سے کوئی فرد مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو جائے تو اس کے لیے خدا اور اُس کے رسولؐ کی ذمہ داری نہ رہے گی۔ اور جو شخص اپنے اسلام کی تصدیق اپنے اعمال سے پیش کرے گا ایسے شخص کے لیے محمدؐ کی طرف سے اس کے مسلمان ہونے کی تصدیق ہوگی۔

محرر: عبداللہ بن زید

(۴۲)

---- زیاد بن جهور لخمی کے نام

زیاد بن جہور لخمی سے روایت ہے کہ میرے پاس آنحضرتؐ کا مندرجہ ذیل تحریری فرمان پہنچا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد، میں تمھارے سامنے اُس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں (----؟)

۱- لخم اسم معرفہ ہے جو یمن کے مشہور سردار کی اولاد ہے۔ لخم (مالک) بن عدی بن الحارث بن خرہ بن عدی بن کہلان (یا یزید) بن یشجب بن یعرب بن قحطان ''سمی لخماً لانہ لطم'' وازاں حی اند پادشاہان حمیر'' (منتہی الارب' جلد دوم)۔ (مترجم)

(۴۳)

جاگیر برائے قبیلۂ داری[1] اور ...؟

قبیلہ داری کا وفد رسولؐ اللہ کے حضور دو مرتبہ (قبل از ہجرت و بعد ازیں) حاضر ہوا۔ پہلی مرتبہ انھوں نے رسولؐ اللہ سے جاگیر[2] (اراضی) کے لیے درخواست کی تو رسولؐ اللہ نے ایک چرمی پارچے پر یہ وثیقہ لکھوا کر انھیں عطا فرمایا: (مؤلف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس تحریر میں رسولؐ اللہ کی طرف سے قبیلۂ داری کے لیے عطیۂ جاگیر کا وثیقہ ہے:

یہ کہ جب اللہ تعالیٰ رسولؐ اللہ کو فتوحات سے سرفراز فرمائے گا تب اس قبیلۂ داری کو مندرجہ ذیل دیہات جاگیر میں عطا کیے جائیں گے:

۱- موضع بیت عینون

۲- موضع حبرون

۳- موضع مرطوم

۴- موضع بیت ابراہیم

۱- یہ وفد حضرت نعیم بن اوس داری کی سربراہی میں تھا اور غزوہ تبوک سے واپسی پر گفتگو ہوئی۔ وفد میں یہ ۱۳ حضرات شریک تھے:

(۱) ہانی ابن حبیب (۲) فاکہ بن نعمان (۳) جبیلہ بن مالک (۴) عروہ بن مالک (۵) قیس ابن مالک (۶) مرہ ابن مالک (۷) ابو ہند بن اوس (۸) طیب عبداللہ بن اوس (۹) تمیم بن اوس (۱۰) یزید بن قیس (۱۱) نعیم بن اوس۔ (اصابہ نمبر ۸۷۶۹)۔ (مترجم)

۲- ارضِ شام میں جاگیر کی درخواست تھی۔ (اصابہ در تذکرۂ طیب عبداللہ بن اوس)۔ (مترجم)

اور یہ جاگیر استمراری پٹہ ہوگا۔

اور ان سب مواضع کے باشندوں پر ان کے حقوق زمینداری ہوں گے۔

محرر: شرجیل بن حسنہ

گواہان: ۱-عباس بن عبدالمطلب

۲-خزیمہ بن قیس

۳-شرجیل بن حسنہ

(۴۴)

نمبر ۴۳ کی تجدید

''رسولؐ اللہ کی ہجرت کے بعد یہ وفد مدینہ میں حاضر ہوا اور سابقہ وثیقہ میں تجدید کی درخواست کی۔ تب رسولؐ اللہ نے انھیں مندرجہ ذیل تحریری وثیقہ عنایت فرمایا: (مؤلف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریری وثیقہ محمدؐ رسول اللہ کی طرف سے تمیم بن اوس کے لیے ہے۔ انھیں حبرون اور بیتِ عینون دونوں مواضعات بشمول ان کی اراضی، پہاڑوں، پانی کے نکاس، کھیتوں، چشموں اور وحشی گایوں کے جاگیر میں دیے جاتے ہیں۔ یہ جاگیر ان کی اولاد در اولاد کے لیے منتقل ہوتی رہے۔

ان دونوں موضعوں میں جو شخص مداخلت کا مرتکب ہو وہ ظالم ہے اور خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور تمام بنی آدم کی لعنت کا مورد ہوگا۔

محرر: علیؑ

(۴۵)

وثیقۂ سابق (نمبر۴۴) کی تجدید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمیم داری اور ان کے بھائیوں کے لیے محمدؐ رسول اللہ کی جانب سے ذیل کے مواضع کی جاگیر پر یہ وثیقہ لکھوا دیا گیا:

(الف) موضع حبرون

(ب) موضع مرطوم

(ج) موضع بیت ابراہیم

(د) الف، ب، ج کی جملہ پیداوار کے منبعے اور تمام قابلِ حمل و نقل سامان دائماً ان جاگیرداروں کے لیے ہے۔

میں نے الف، ب، ج اور د معطیٰ علیہم کی سپردگی میں دے دیے ہیں جو نسلاً بعد نسلٍ معطیٰ علیہم کے لیے بطور جاگیر رہیں گے۔ اس بارے میں جو شخص ان کے خلاف ارتکاب کرے وہ خدا کا دشمن ہے اور ایسے شخص پر خدا کی لعنت ہے۔

محرر: علی بن ابو طالب

گواہان: ۱- عتیق[1] ابن ابو قحافہ

۲- عمر بن الخطاب

۳- عثمان بن عفان

۱- ابوبکر الصدیق۔

(۴۶)

تجدید وثیقہ نمبر۴۳، ۴۴، ۴۵ من جانب ابوبکر صدیقؓ

برائے قبیلۂ داری[1]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تجدید وثیقہ امینِ رسولؐ اللہ ابوبکر صدیقؓ کی طرف سے ہے جنھیں رسولؐ خدا کے بعد خلیفہ مقرر کیا گیا۔

ابوبکر نے یہ تحریر قبیلۂ داری کے سپرد کی۔

زنہار کوئی شخص قبیلۂ داری کے مواضع حبرون وعینون کی کسی خشک یا تر چیز میں مداخلت کرے۔

جو شخص اس حکم سے آگاہ ہوا اور وہ خدا کا مطیع بھی ہے وہ ان دونوں دیہات کی کسی شے میں دخل انداز نہ ہو۔

سرکاری شحنہ بھی ان مواضعات پر ہمارے احکام کی سرانجام دہی میں کوشاں رہے اور ان میں دخل اندازی کرنے والوں کی نگرانی کرتا رہے۔

(۴۷)

از طرف ابوبکر بنامِ سپہ سالارِ شام

(متعلق قبیلۂ داری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من جانب ابوبکر بنام ابوعبیدہ بن جراح

۱- خط نمبر ۴۶ و ۴۷ تجدید ہیں حضرت ابوبکرؓ کی طرف سے رسولؐ اللہ کے فرامین نمبر ۴۴ اور ۴۵ کی جن کے بعد پھر فرامینِ نبوی کا اعادہ ہے۔ (مترجم)

سلام علیک! خدائے واحد لاشریک کی حمد کے بعد واضح ہو کہ جو شخص خدا اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے' میں اُسے قبیلۂ داری کے مواضع میں داخل اندازی سے منع کرتا ہوں۔ ان مواضعات کے قدیم باشندے جو از خود وہاں سے جلاوطن ہو گئے ہیں' اگر ان کی متروکہ اراضی پر قبیلۂ داری کاشت کرنا چاہے تو ان کے لیے اجازت ہے[1]۔ اور اگر جلاوطن واپس لوٹ آئیں تو وہ اپنی اراضی میں کاشت کے زیادہ مستحق ہیں۔

والسلام علیک

(۴۸)

قبیلۂ بلی[2] کی شاخ بنو جُعیل کے لیے امان نامہ

مضمون امان:

بنو جعیل شاخ ہیں بنو عبدمناف قریش کی۔ جو مراعات اور ذمہ داری عبدمناف کے لیے ہے وہی بنو جعیل کے لیے ہے۔ یہ کہ:

الف۔ بنو جعیل کو غزوات کے لیے مجبور نہ کیا جائے۔

ب۔ ان کا منقولہ و غیر منقولہ مال ان کی ملکیت ہے۔

ج۔ اور مندرجہ ذیل قبیلوں کے خلاف بنو جعیل کی نصرت لازم ہے:

۱۔قبیلہ نصر

۱۔ مفتوحہ سرزمین کے باشندے اگر اپنی اراضی پر کاشت کرنا چاہیں تو انھیں بٹائی پر بھی رکھا جا سکتا ہے۔ نبیؐ نے یہودِ خیبر کو نصف بٹائی پر وہاں کاشت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ (بخاری' کتاب المغازی، باب معاملۃ النبیؐ اہل خیبر)۔ (مترجم)

۲۔ ''بلی کری قبیلہ ایست از قضاعۃ بہ لوی منسوب ست و قضاعۃ لقب عمر ابن مالک بن حمیر کہ پدر قبیلہ ایست از یمن'' (منتہی الارب)۔ (مترجم)

۲۔قبیلہ سعد بن بکر۔

۳۔قبیلہ ثمالہ۔

۴۔قبیلہ ہذیل۔

بنو جعیل میں سے ان افراد نے رسولؐ اللہ کی بیعت کی ہے:

۱۔ عاصم بن ابوصیفی۔

۲۔عمرو بن ابوصیفی۔

۳۔اعجم بن سفیان۔

۴۔علی بن سعد۔

گواہان: ۱۔عباس بن عبدالمطلب

۲۔علی بن ابی طالب

۳۔عثمان بن عفان

۴۔ابوسفیان بن حرب

(۴۹)

تبلیغی دعوت نامہ بنام مقوقس[1] گورنر مصر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف محمد بن عبداللہ و رسولؐ اللہ' بنام مقوقس عظیم القبط

سلام علیٰ من اتبع الھدیٰ! میں تمھارے سامنے اسلام پیش کرتا ہوں۔ تمھارے مسلمان ہو جانے پر تم سے کوئی تعرض نہ ہوگا اور عنداللہ تمھیں دوگونہ اجر ہوگا۔ مگر درصورت انکار اپنے ساتھ تم پر قبطیوں کے کفر کا بار بھی ہوگا۔

یَا اَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَا نَعْبُدَ

۱۔ مقوقس شاہ روم کی طرف سے مصر میں گورنر جنرل تھا۔ (مترجم)

اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْاءً وَّلَا یَتَّخِذُ بَعْضُنَا بَعْضاً اَرْبَاباً مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوْا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ. (۲:۷۵)

(اے پیغمبر) ان سے کہو کہ اے اہل کتاب آؤ' ایسی بات کی طرف رجوع کرو جو ہمارے اور تمھارے درمیان یکساں مانی جاتی ہے، کہ خدا کے سوال کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ کے سوا ہم میں سے کوئی کسی کو (اپنا) مالک نہ سمجھے۔ پھر اگر ایسی سیدھی اور سچی بات ماننے سے بھی منہ موڑیں تو (مسلمانو) ان لوگوں سے کہہ دو کہ تم اس بات کے گواہ رہو کہ ہم تو ایک ہی خدا کو مانتے ہیں۔[1]

محمدؐ رسول اللہ

علامتِ ختم

(۵۰)

جوابِ مقوقس بحضورِ نبی صلعم

بخدمت محمدؐ بن عبداللہ۔ من جانب مقوقس

سلام کے بعد عرض گذار ہوں کہ

آپ کا خط پڑھا۔ آپ کی تحریر اور دعوت دونوں کا مفہوم سمجھا۔ مجھے معلوم ہے کہ آنے والے نبیوں میں سے ایک نبی باقی ہے۔ مگر میرے علم کے مطابق اس نبی کا ظہور شام سے ہونا چاہیے۔ میں نے آپ کے سفیروں کی تعظیم کی اور ان کے ہاتھوں مندرجہ ذیل تحفے بھجوا رہا ہوں:

۱- ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد۔

الف۔ دو ایسی لڑکیاں[1] جن کی قبطیوں میں بے حد منزلت ہے۔

ب۔ پوشاک کے لیے ایک تھان۔

ج۔ سواری کے لیے ایک خچر۔

والسلام

(۵۱)

تبلیغی دعوت نامہ بنامِ مقوقس (دوسرا نسخہ)

من جانب محمدؐ رسول اللہ بنام صاحب مصر و سکندریہ

اللہ تعالیٰ نے مجھے رسالت سے سرفراز فرما کر مجھ پر قرآن نازل فرمایا ہے۔ مجھے لوگوں کو جنت کی بشارت اور دوزخ سے ڈرانے کا حکم دیا ہے اور یہ حکم بھی فرمایا ہے کہ جب تک کفار اسلام قبول نہ کرلیں ان کے ساتھ مقاتلہ جاری رکھوں۔

میں تمھیں خدائے واحد پر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہوں جس دعوت کے قبول کرنے پر تم سعادت سے بہرہ مند ہوگے اور انکار پر شقادت سے دوچار۔ والسلام

۱- متن میں لفظ ''جاریتین'' اوائلِ بلوغت میں پہنچی ہوئی لڑکیوں کے لیے ہے۔ یہ لفظ کنیز کے لیے بھی مستعمل ہے۔ شارحین نے متن کے الفاظ ''بجاریتین لھما فی القبط عظیم'' (جن کی قبطیوں میں بے حد منزلت ہے) کو آنکھیں بند کر کے انھیں ''کنیز'' لکھ دیا تاکہ رسولؐ اللہ کے حرم میں ایک کنیز کی شمولیت بھی ثابت کی جاسکے۔ اگرچہ کنیز آزاد ہو جانے کے بعد زنِ حرہ کی ہم پایہ ہے (اس کی مثال اُمّ المومنین جویریہ مصطلقیہ ہیں)۔ یہ دونوں لڑکیاں قبطیوں کے ہاں ''صواحبات منزلِ عظیم'' تھیں۔ مگر کنیز تو صاحبۂ منزلتِ عظیم کیا معمولی منزلت سے بھی بہرہ ور نہیں ہوتی۔ ان دونوں میں سے ایک صاحبۂ منزلت اُمّ المومنین ماریہ قبطیہ ہیں جن کے بطن سے ابراہیم پیدا ہوئے۔ مسلمان شارحین پر حیرت ہے کہ (وہ) مدخولۂ نبی کریم کو اُمّ المومنین بھی نہیں کہنے دیتے۔ دوسری بی بی کا نام سیرین تھا۔ یہ حضرت حسان شاعرِ رسولؐ کے عقد میں آئیں۔ (مترجم)

(۵۲)

از طرفِ مقوقس بخدمتِ رسول اللہ بہ نسخۂ دیگر

باسمک اللّٰھم

مِن جانبِ مقوقس بخدمتِ محمدؐ

آپ کا مکتوب پہنچا اور اُس کا مفہوم سمجھا۔ آپ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا، بلند مرتبہ بخشا اور آپ پر قرآن نازل فرمایا۔ اے محمدؐ! آپ کی بعثت کے متعلق ہم نے اپنی کتابوں میں تجسس کی تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام بیان کرنے میں آپ سچے ہیں۔ اگر میں اتنی بڑی سلطنت کا سربراہ نہ ہوتا تو اپنے علم کی بنا پر آپ کی صداقت پر ایمان لانے میں سبقت کرتا۔ بے شک آپ خاتم الانبیاء و سیّد المرسلین اور امام المتقین ہیں۔

والسلام علیک و رحمۃ اللہ و برکاتہ تا بہ یومِ آخرت

(۵۳)

تبلیغی دعوت نامۂ نبوی بنامِ شہِ فارس کسریٰ پرویز

از طرف محمدؐ رسول اللہ بنام کسریٰ شہِ فارس

ہدایت کے اُس متلاشی سے ہمیں کوئی تعرض نہیں جو اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لایا۔ خدائے لاشریک و یکتا کی وحدانیت پر شہادت پیش کی اور محمدؐ کے بندہ اور رسولؐ ہونے کا اقرار کیا۔ میں تمھیں اللہ کی طرف آنے کی دعوت دیتا ہوں، رہتی دنیا تک میں اللہ کا رسولؐ ہوں تا کہ ہر بشر کو خدا کی گرفت سے ڈراؤں ---- جو گرفت کفار پر ہو کر رہے گی۔

اگر تم اسلام قبول کر لو تو تم سے تعرض نہ ہوگا اور اگر انکار کیا تو اپنے ساتھ مجوس کا بار بھی اپنی گردن پر لے جاؤ گے۔

(۵۴)

دعوت نامہ بنام ہرمزان عاملِ کسریٰ (فارس)

از طرف محمدؐ رسول اللہ بنام ہرمزان[1]

میں تمھارے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرتا ہوں جس کے قبول کرنے سے تم سلامت رہ سکتے ہو۔

(۵۵)

---- بنام بادشاہ سماوہ نفائہ ابن فروہ الدئلی

رسول اللہ صلعم نے نفائہ بن فروہ الدئلی بادشاہِ سماوہ کی طرف ایک خط لکھا۔ مگر اس خط کی نقل نہ ملی۔

(۵۶)

بحرین میں کسریٰ کے عامل منذر بن ساوی کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف محمدؐ رسول اللہ بنام منذر بن ساوی

جویائے ہدایت کے لیے سلامتی ہے۔ بعد ازیں یہ کہ میں تمھیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں جس سے تم پر کوئی وبال نہ رہے گا اور تم خود ہی اپنی ماتحت رعایا کے سربراہ رہو گے۔

آگاہ رہو کہ جہاں تک گھوڑے اور اُونٹ پہنچ سکتے ہیں وہاں تک اسلام پہنچ کر رہے گا۔ علامتِ ختم

۱- ہرمزان کو حضرت عمرؓ کے عہد میں گرفتار کر کے مدینہ لایا گیا۔ اس نے مسلمان ہو کر مدینہ میں سکونت اختیار کر لی اور حضرت عمرؓ کی شہادت پر سازش کی تہمت میں عبیداللہ بن عمر کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ (اصابہ، در تذکرۂ عبیداللہ، نمبر ۶۲۳۵)۔ (مترجم)

(۵۷)

دوسرا دعوت نامہ منذر بن ساوی کے نام

بس اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف محمدؐ رسول اللہ بنام منذر بن ساوی

سلام علیک! میں تمھارے سامنے اُس خدا کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ اقرار بھی کرتا ہوں کہ محمدؐ اُس کا بندہ اور رسول ہے۔

بعد ازیں:

میں تمھیں خدائے برتر و بالا کی یاد دلاتا ہوں۔ آج جو شخص میری نصیحت پر عمل پیرا ہوگا وہ اپنی ذات کے لیے مفید ثابت ہوگا اور میرے سفیروں کا اطاعت کنندہ میرا اطاعت گزار شمار ہوگا اور ان کا خیر طلب میرا خیر اندیش ہوگا۔

میں نے اپنے سفیروں کی زبان سے تمھارے اوصاف سنے۔ میں تمھاری رعایا کے معاملے میں ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی سفارش کرتا ہوں اور خود بھی اس کا پابند ہوں گا کہ ان کے مسلمان ہونے پر ان کے مال و متاع سے تعرض نہ کروں اور ان کی لغزش سے اعراض کرتا رہوں۔

میں تمھاری صلاحیت ظاہر ہونے پر تمھیں سربراہی سے معزول نہ کروں گا۔

تمھاری ماتحت رعایا میں جو لوگ یہودیت اور مجوسیت پر قائم رہیں ان سے جزیہ لیا جائے گا۔

محمد رسول اللہ

علامتِ ختم

(۵۸)

مِن جانب مُنذر بخدمت نبی صلعم

معروض آنکہ

یا رسولؐ اللہ! اہلِ بحرین کے متعلق آپؐ کا مکتوب پڑھا۔ ان میں سے بعض نے اسلام قبول کر لیا ہے جو انھیں پسند ہے اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اسلام کو پسند نہیں کرتے۔

میری رعایا میں مجوس اور یہودی بھی ہیں۔ ان کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے؟

(۵۹)

از طرف نبی صلعم بنام منذر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مِن جانب محمدؐ رسول اللہ بنام منذر بن ساوی

سلام علیک! میں اعتراف کرتا ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

بعد ازیں! تمھارا خط ملا اور میں نے اسے پڑھوایا۔

جو شخص ہمارے جیسی نماز ادا کرے، ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور مسلمانوں کا ذبیحہ حلال سمجھے وہ ایسا مسلمان ہے جو قومی منافع اور ذمہ داری میں ہمارے ہی جیسا ہے اور جو شخص اس پر عمل نہ کرے اس کے ذمے معافری[1] کی قیمت یعنی ایک دینار جزیہ ہے۔

والسلام و رحمۃ اللہ یغفر اللہ لک

۱- قسمے از چادر ہائے یمنی۔ (مترجم)

(۶۰)

تبلیغی مکتوب بنام اہلِ ھَجَر (بحرین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من جانب محمدؐ نبی رسول اللہ بنام اہل ھجر

سلامت باشید! میں تمھارے سامنے اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

بعد ازیں

تمھیں اللہ کے نام پر تمھاری جان کے لیے یہ وصیت کرتا ہوں کہ ہدایت کے بعد گمراہ نہ ہو جانا۔

زنہار ایسا نہ کرنا اور یہ کہ:

میرے پاس تمھارا وفد آیا ہے جن سے میں نے ان کی مرضی کے مطابق برتاؤ کیا۔ میں اگر تم سے اپنے تمام حقوق حاصل کرنے کی کوشش کروں تو اس معاملے میں تمھاری کوتاہی کی وجہ سے میں تمھیں ہجر سے جلاوطن کیے بغیر نہ رہوں بلکہ میں نے تمھارے مفرورین کی معافی قبول کر لی اور انھیں ان کے گھروں میں آباد رہنے والوں کے مطابق مراعات سے سرفراز فرمایا۔ تم سب کو اللہ کی نعمت کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

مجھے تمھارے چال چلن کی روئیداد ملی۔ تم میں سے جو شخص نیک چلن رہے گا، اس پر کسی بدکردار کے متعلق گرفت نہ ہوگی۔

میرے عامل وہاں آئیں تو ان کی اطاعت کرو اور احکام خداوندی میں تبلیغ پر ان کی اعانت کرو۔ تم میں سے جو شخص حسن کردار دکھائے وہ میرے نزدیک قابلِ مواخذہ ہوگا نہ اللہ کے حضور۔

بنام مُنذر بن ساوی[1]:

میرے سفیروں نے تمھاری تعریف کی۔ اگر تم اسی حسن برتاؤ سے پیش آؤ گے تو اس کا صلہ دیا جائے گا۔ میں تمھیں اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ وفاداری کی ہدایت کرتا ہوں۔

السلام علیک

(۶۱)

دعوتی خط آنحضرت صلعم در بارۂ مجوسِ ہجر بنامِ منذر

اپنی رعایا پر سلام پیش کیجیے۔ درصورتِ اقرار ان کے اور ہمارے مفاد اور ذمہ داری دونوں یکساں ہیں۔

جو شخص اسلام لانے سے انکار کرے اس کی خوشی! تب اُسے جزیہ دینا ہوگا اور ان کا ذبیحہ اور ان کی عورتوں سے مناکحت ترک ہوگی۔

(۶۲)

ایضاً بنامِ منذر

آپ کی ماتحت رعایا میں سے جس کے پاس اراضی نہیں اس پر چار درہم اور ایک دینار سالانہ جزیہ عائد کر دیجیے۔

(۶۳)

ایضاً بنامِ منذر

(آنحضرت نے منذر بن ساوی کے نام یہ مکتوب ارسال فرمایا)

تمھارے ہاں قدامہ اور ابوہریرہ کو بھیج رہا ہوں۔ تمام وصول شدہ جزیہ ان کے

۱- یہ فرمان نمبر ۶۰ کا تتمہ ہے۔ (مترجم)

سپرد کر دیجیے۔

محرر: اُبی

(۶۴)

معرفت عاملِ آنحضرت صلعم نزدِ منذر بن ساوی

بنام علاء بن حضرمی!

واضح ہو کہ میں منذر بن ساوی کے پاس تحصیلدار بھیج رہا ہوں جو اس سے جمع شدہ جزیہ اپنی تحویل میں کرلیں۔ انھیں جلدی واپس بھجوایئے۔ خود اپنی تحویل کا صدقہ اور محصول کی مد میں جمع شدہ مال بھی ان کے سپرد کر دیجیے۔

والسلام

محرر: اُبی

(۶۵)

عامل کسریٰ اُسی بُخت صوبہ دار بحرین کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے پاس اقرع[1] تمھارا خط لائے اور تمھاری قوم کی سفارش کی۔ تمھاری اور اقرع دونوں کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔ تمھاری درخواست کے مطابق تمھارا مطالبہ منظور ہے۔ لیکن آئندہ تمھاری روش دیکھتا رہوں گا۔ اگر تم میرے ہاں آؤ تو اجازت ہے اور نہ آؤ تو مضائقہ نہیں۔

واضح ہو کہ میں کسی سے خود ہدیہ طلب نہیں کرتا۔ اگر تم از خود تحفہ پیش کرو تو قبول کرلوں گا۔ میرے سفیروں نے تمھاری تعریف کی ہے۔ میں تمھیں قیامِ صلوٰۃ و ادائے زکوٰۃ اور مسلمانوں سے قریب رہنے کی ہدایت کرتا ہوں۔ اور تمھاری قوم کا نام

۱- ابن حابس۔ (مترجم)

''بنی عبداللہ'' تجویز کرتا ہوں۔ انھیں نماز اور حسن کردار کا حکم دیجیے۔ میں تمھیں بشارت دیتا ہوں۔

والسلام علیک و علی قومک

(۶۶)

بنامِ اہل عمان و بحرین

من جانب محمد نبی رسول اللہ صلعم بسوئے بندگان خدا الاسبذیین[1] ملوک عمان بشمول ان اسبذیوں کے جو بحرین میں سکونت گزیں ہیں۔

اگر یہ لوگ مندرجہ ذیل امور کی پابندی کریں تو مسلمان ہیں۔ تب ان کا ذاتی مال و متاع اور ان کے معبدوں کے خزانے سے تعرض نہ ہوگا:

۱- خدا اور رسولؐ پر ایمان لائیں۔

۲- نماز قائم کریں۔

۳- زکوٰۃ ادا کریں۔

۴- اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کریں۔

۵- حق نبیؐ ادا کریں۔

۶- جملہ واجب شدہ احکام کی پابندی کریں۔

۷- خرما میں سے دسواں حصہ (زکوٰۃ) ادا کریں۔

۸- غلے میں سے بیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کریں۔

۱- اسبذ ہجر میں ایک شہر ہے' عمان سے مختلف۔ دونوں پر جیفر بن جلندی حکمران تھا۔ اس کا دوسرا بھائی عبید ہے۔ یہ سفیر عمرو بن العاص تھے۔ دونوں بھائی مسلمان ہو گئے اور سرکاری محاصل مرکز میں بھجوانے کی ذمہ داری قبول کرلی۔ قبیلہ ان کا ازد ہے (ملخص از اصابہ' نمبر ۱۳۰۵) اور اسبذ سے دونوں بھائی کی نسبت ہے۔ (مترجم)

۹۔ مسلمانوں پر ان کی اور ان پر مسلمانوں کی نصرت و ہمدردی واجب ہے۔

(۶۷)

تبلیغی خط بنام ہلال حاکمِ بحرین

سلامت باشید! میں تمھارے سامنے خدائے وحدہ لاشریک کی حمد بیان کرتا ہوں اور تمھیں اُس پر ایمان لانے اور اس کی اطاعت اور جماعت میں داخل ہونے کی دعوت پیش کرتا ہوں جس میں تمھاری بھلائی ہے۔

والسلام علی من اتبع الہدیٰ

(۶۸)

تنبیہ بنام ہوذہ بن علی رئیسِ یمامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف محمدؐ رسول اللہ بنام ہوذہ بن علی

سلام علی من اتبع الہدیٰ! میری حکومت وہاں تک پہنچ کر رہے گی جہاں تک سواری کے اُونٹ اور گھوڑے پہنچ سکتے ہیں۔ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمھارا مال و متاع اور ریاست سب کچھ تمھارا ہے۔

علامتِ ختم

ہوذہ[1] کی طرف سے نامناسب جواب:

آپ کی دعوت بہت عمدہ ہے۔ مَیں عرب کا وہ مشہور شاعر اور خطیب ہوں جس کی شعلہ بیانی سے لوگ ڈرتے ہیں۔[2] اگر آپ ریاست کی آمدنی میں مجھے شریک کر لیں تو میں آپ کے تابع ہو سکتا ہوں۔

۱۔ اس خط پر نمبر نہیں ہے۔ (مترجم)

۲۔ زاد المعاد ابن القیم، جلد ۲، صفحہ ۵۸ میں ہے کہ:

(بقیہ حوالہ اگلے صفحہ پر)

(۶۹)

عطائے جاگیر برائے مجاعہ بن مرارہ بن سُلمیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریری وثیقہ ہے محمدؐ رسول اللہ کی طرف سے مجاعہ بن مرارہ بن سُلمیٰ کے لیے۔

میں تمھیں مندرجہ ذیل تین مواضعات جاگیر میں عطا کرتا ہوں:

۱۔ غورہ[1]۔

۲۔ موضع حُبل۔

۳۔ موضع غرابہ۔

جو شخص ان کا مطالبہ کرے اس کا مقدمہ میرے سامنے پیش کرو۔

(۷۰)

ایضاً برائے مجاعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ[2] وثیقہ ہے مجاعہ بن مرارہ سلمیٰ کے لیے؛ کہ مشرکین بنو ذُحل کے قبیلے میں سے جو شخص آئے گا اس میں سے تمھیں ایک سو اُونٹ تمھارے بھائی کے خون بہا میں عطا کروں گا۔

(پچھلے صفحہ سے مسلسل حوالہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوذہ کا خط پڑھ کر فرمایا: اگر وہ مجھ سے ایک تنکا طلب کرے تو نہ دوں گا۔ عنقریب اس کی بادشاہت ختم ہونے کو ہے اور اس سے چھ ماہ بعد ہوذہ کا انتقال ہو گیا۔ (مترجم)

۱۔ غورہ قصبہ ہے غروبات کا اور قارات کے قریب واقع ہے (بلاذری)۔ غورہ زمین ہے یمامہ میں (اصابہ)۔ (مترجم)

۲۔ مجاعہ نے مسلمان ہونے کے بعد رسول اللہؐ سے عرض کیا: جاہلیت میں میرے بھائی کو بنو اسد

(بقیہ اگلے صفحے پر)

(٧١)

امان برائے مجاعہ من جانب خالد بن ولید

مجاعہ خطۂ یمامہ کے سردار تھے۔ جنگ یمامہ میں یہ بھی مسلمانوں کے خلاف نبرد آزما ہوئے اور گرفتار ہونے کے بعد مسلمان ہو گئے۔ سردار لشکر خالد بن ولید نے ان کے لیے یہ وثیقہ لکھ دیا۔ (بلاذری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معاہدہ ہے خالد بن ولید کی طرف سے مجاعہ بن مرارہ وسلمہ بن عمیر اور فلاں و فلاں کے لیے! یہ کہ:

تم چاندی سونا، اپنے حاصل کردہ جنگی اسیروں میں سے نصف اور خود و زرعین و ہر بستی کے باغات اور غلہ کی پیداوار ہر ایک میں سے خراج ادا کرو جس کے بالعوض تمہارے لیے امان ہے خالد بن ولید اور ابوبکرؓ خلیفہ رسولؐ اللہ اور جملہ مسلمانوں کی طرف سے۔

(پچھلے صفحہ کا بقیہ حاشیہ)

اور بنو ذھل نے قتل کر دیا۔ مجھے اس کی دیت ان سے دلائی جائے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: اگر میں نے مشرک کی دیت مقرر کی ہوتی تو ایسا ہی کرتا، مگر توقف کرو۔ میرے وارثینِ خلافت تمھیں ادا کر دیں گے۔ اور آنحضرت نے مجاعہ کے لیے ایک سو اونٹ کی دیت اُس مال میں سے لکھوا دی جو بنو ذھل کی شکست پر ملا اور ایسا ہی ہوا۔ بنو ذھل مفتوح ہوئے مگر غنیمت کم ملنے کی وجہ سے مجاعہ کے مطالبے کا کچھ حصہ رہ گیا۔ اب خلافتِ اولیٰ نے اس کی درخواست پر یمامہ کی زکوٰۃ میں سے بارہ ہزار صاع غلہ کا پروانہ لکھوا دیا (اصابہ، جلد ۶، صفحہ نمبر ۷۷۱۶)۔

(مترجم)

(٧٢)

برائے قبیلہ عبدالقیس از بحرین

برموقعہ حاضری وفد در مدینہ

از طرف محمدؐ رسول اللہ بنام اکبر بن عبدالقیس

١- یہ قبیلہ اللہ اور رسولؐ کی پناہ میں آ جانے سے اسلام کے مواخذات سے بری قرار دیا جاتا ہے۔

٢- اس (قبیلے) نے جو عہد و پیمان ہم سے کیے ہیں یہ ان کے پورا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

٣- قبیلۂ عبدالقیس کے گرد و نواح میں بسنے والوں پر ان کے متعلق مندرجہ ذیل تین امور کی پابندی لازم ہے:

(الف) ان کی فراہمی اجناس میں مانع نہ ہوں۔

(ب) بارانی پانی میں رکاوٹ پیدا نہ کریں۔

(ج) پھلوں کے پکنے پر ان کے لیے برآمدگی میں سہولت پیدا کریں۔

(د) رسولؐ اللہ کی طرف سے اس علاقے کے بری اور بحری خطوں بشمول شہری اور بدوی ہر دو قسم کی آبادی و تجارتی قافلوں اور درآمدگی کی اشیاء پر علاء حضرمی بن حضری کو شحنہ مقرر کیا جاتا ہے۔

(ہ) قبیلہ عبدالقیس کے لیے اہلِ بحرین پر مندرجہ ذیل ذمہ داری عائد کی جاتی ہے:

١- ہمارے دشمن پر نگرانی کرتے رہیں۔

٢- ان پر تعدی کرنے والوں کے خلاف اور جنگوں میں قبیلۂ مذکور کی نصرت کریں۔

اہلِ بحرین پر یہ احکام اللہ کے نام پر عہد و پیمان کی صورت میں عائد کیے جاتے ہیں۔ زنہار اگر وہ کسی حکم میں تبدیلی یا تفرقہ کا باعث ہوں!

بنو عبدالقیس کی ذمہ داری:

۱۔ اسلامی لشکر کی نصرت کریں جس کے عوض میں انھیں فئے میں سے حصہ ملے گا۔

۲۔ فصلِ مقدمات میں ایسا عدل کریں جس پر فریقین مقدمہ کو نظر ثانی کی ضرورت نہ رہے۔

۳۔ رفتار و گفتار میں شریفانہ انداز رکھیں۔

ان کے اس طرز پر خدا اور اس کا رسول گواہ ہیں۔

(۷۳)

جاگیر برائے شبیب[1] بن قرہ (شریکِ وفد عبدالقیس)

مگر اس کی نقل نہیں ملی

(۷۴)

---- برائے صحار[2] بن عباس (شریکِ وفد عبدالقیس)

مگر اس کی نقل نہیں ملی

(۷۵)

جاگیر برائے مشرج ابن خالد سعدی (شریک وفد عبدالقیس)

مگر اس کی نقل نہیں ملی

آنحضرتؐ نے ان کے لیے بادیہ کا کنواں جاگیر میں لکھ دیا۔

۱۔ یہ قبیلہ غسان سے ہیں (اصابہ، نمبر ۳۸۳: م)

۲۔ صحار جدِ اعلیٰ کی نسبت سے ابن عباس اور باپ کی نسبت سے ابن عبدالقیس ہیں۔ (مترجم)

(۷۶)

تبلیغی فرمان بنام جیفر و عبد پسرانِ جلندی رئیسِ عمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف محمدؐ رسول اللہ صلعم بنام جیفر و عبد پسران جلندی

السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

بعد ازیں

میں اسلام کی دعوت پیش کرتا ہوں۔ اگر تم دونوں بھائی مسلمان ہو جاؤ تو تم سے کسی قسم کا تعرض نہ ہوگا۔

میں اللہ کی طرف سے بنی آدم کو ان کے برے انجام سے ڈرانے کے لیے بحیثیتِ رسولؐ مامور ہوا ہوں۔ میری رسالت کے منکرین پر اتمامِ حجت ہو جائے گا۔ تمھارے اسلام لے آنے پر تمھاری ریاست سے تعرض نہ ہوگا ورنہ بصورتِ انکار تمھارا ملک چھین لیا جائے گا۔ میرا گھڑسوار لشکر تمھارے ملک کو روند کر تباہ کر دے گا اور میری نبوت تمھاری ریاست پر غالب آکر رہے گی۔

محرر: اُبی بن کعب

(۷۷)

---- بنام اہلِ دما از عمان

از ابوشداد (جو بستی دما کے باشندے ہیں)

ہمارے نام نبی صلعم کا فرمان چرمی پارچہ پر لکھا ہوا پہنچا جسے تلاش کے بعد ایک خواندہ نوجوان سے پڑھوایا۔ اس دوران میں عمان پر کسریٰ کا صوبہ دار بستجان حکمران تھا۔

تحریری فرمان یہ ہے:

از طرف محمدؐ رسول اللہ بنام اہل عمان:

خدا کی وحدانیت اور میری رسالت دونوں پر ایمان لانے والے کے لیے یہ احکام ہیں۔

(الف) زکوۃ ادا کرو۔

(ب) مسجدوں کے لیے احاطہ بندی کردو۔

(ج) عدم تعمیل پر تم سے جنگ کروں گا۔[1]

(۷۸)

برائے خراج از پیداوار بنام وفد ثمالہ و حدان از عمان

یہ فرمان محمدؐ رسول اللہ کی طرف سے ہے۔ اس قبیلے کے خالص بدوی اور دامن صحرا کی بستیوں میں رہنے والوں (دونوں) کی پیداوار کا سرسری اندازہ کرنا مشکل ہے۔ اس لیے کل پیداوار کا دسواں حصہ سرکاری لگان ان کے ذمہ ہوگا۔

محرر: ثابت بن قیس من شماس

گواہان: ۱۔ سعد بن عبادہ

۲۔ محمد بن مسلمہ

(۷۹)

اطلاع نامہ من جانب خالد بخدمت رسولؐ اللہ

(دربارۂ قبیلۂ بلحارث)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت محمد نبی رسول اللہ --- من جانب خالد بن ولید

۱۔ اصابہ نمبر ۶۲۵۔ 'دما' کے بجائے 'ذماز'، 'عمان' کی بجائے 'صنعا' اور ابو شداد کی ولدیت ابن زیاد ہے۔ (مترجم)

السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں آپ کے سامنے اس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں

میرے معروضات حسب ذیل ہیں:

جناب نے قبیلۂ بنی حارث بن کعب کی جانب میری ماموری کے ساتھ یہ ہدایات فرمائیں:

(الف) میں ان پر تین روز تک حملہ نہ کروں اور ان دنوں میں انھیں اسلام کی تبلیغ کرتا رہوں۔

(ب) ان کے مسلمان ہو جانے پر کسی تعرض کے بغیر ان پر کتاب و سنہ کے مطابق عقائد پیش کروں۔

(ج) ان کے قبولِ اسلام کی صورت میں ان پر حملہ نہ کروں۔

سو جس طرح خدا کے رسولؐ نے فرمایا میں ان کے سامنے تین روز تک اسلام پیش کرتا رہا۔ ان کے ہاں ۲۷ سواروں کا ایک دستہ بھیجا جس نے ان سے کہا ''اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تم سے کوئی تعرض نہ ہوگا'' اور وہ مقابلہ کیے بغیر مسلمان ہو گئے۔

میں ابھی تک ان ہی کے ہاں مقیم ہوں اور انھیں مسلسل تین روز سے سنت (نبی صلعم) کی تلقین کر رہا ہوں۔

اب رسولؐ اللہ کا جو حکم ہو بجالاؤں۔

والسلام علیک یا رسولؐ اللہ

(۸۰)

از طرف آنحضرتؐ

خالد بن ولید کے خط کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف محمدؐ نبی رسول اللہ بنام خالد بن ولید

سلام علیک! میں تمھارے سامنے خدائے واحد لاشریک کی حمد بیان کرتا ہوں۔

بعد ازیں:

تمھارا قاصد مژدہ لایا کہ بنی حارث بن کعب مقابلہ کیے بغیر مسلمان ہو گئے اور لا الہ الا اللہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ کے اقراری ہو گئے ہیں اور خدا نے انھیں اپنے راستے کی ہدایت فرما دی ہے۔

اب انھیں جنت کی بشارت دیجیے۔ برے کام سے ڈرایئے اور ان کے وفد کے ہمراہ واپس مدینے چلے آیئے۔

والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۸۱)

وثیقہ برائے بنی ضباب از قبیلۂ بلحارث

اور رسولؐ اللہ نے بنی ضباب از قبیلۂ بلحارث بن کعب کے لیے مندرجہ ذیل وثیقہ عنایت فرمایا:

راستے اور پہاڑی ٹکڑیاں سب ان کو دی جاتی ہیں۔ جب تک یہ قیامِ صلوٰۃ و ادائے زکوٰۃ اور اللہ اور رسولؐ کی اطاعت اور مشرکین سے علیحدگی پر قائم رہیں، کوئی شخص ان سے معترض نہ ہو۔

بقلمِ مغیرہ

(۸۲)

وثیقہ برائے یزید بن طفیل از قبیلۂ بلحارث

رسولؐ اللہ نے یزید بن طفیل حارثی کے لیے یہ تحریری وثیقہ عنایت فرمایا:

"جب تک یزید بن طفیل نماز و زکوٰۃ اور مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے پر قائم

رہیں مکمل موضع پر ان کا قبضہ تسلیم کیا جائے اور کوئی شخص اس میں مداخلت نہ کرے۔"

محرر: جہیم بن صلت

(۸۳)

وثیقہ برائے بنی قنان بن بلحارث

رسولؐ اللہ نے یہ تحریری وثیقہ بنی قنان بن ثعلبہ از قبیلہ بنی حارث کو عطا فرمایا:

"موضع مجس پر ان کا عمل درآمد تسلیم ہے اور ان کے مال و جان سے ہمیں کوئی تعرض نہیں۔"

محرر: مغیرہ

(۸۴)

وثیقہ برائے عبد یغوث از بنی بلحارث

رسولؐ اللہ نے عبد یغوث بن وعلہ الحارثی کے لیے یہ تحریری وثیقہ عنایت فرمایا:

اس کی تمام اراضی و باغات پر مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ اس کا قبضہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

ان کے قیامِ صلوٰۃ و ادائے زکوٰۃ اور حاصل کردہ غنیمت میں ادائے خمس پر مزید مراعات اور انھیں مندرجہ ذیل تکلیفات سے مستثنیٰ کیا جاتا ہے:

پیداوار کے عُشر (دسواں حصہ) اور فوجی خدمات سے۔ یہ رعایتیں ان کے یک جدیوں کے لیے بھی ہیں۔

محرر: ارقم بن ارقم مخزومی

(۸۵)

جاگیر برائے زیاد از قبیلۂ حارث

رسولؐ اللہ نے بنی زیاد بن حارث الحارثیین کے لیے مندرجہ ذیل تحریری وثیقہ

عنایت فرمایا:

''جب تک وہ قیامِ صلوٰۃ و ادائے زکوٰۃ اور مشرکین سے عدمِ موالات پر قائم ہیں ان کا قبضہ جما اور اذنبہ پر تسلیم ہے۔''

محرر: علی

(۸۶)

وثیقہ برائے یزید بن محجل از قبیلۂ بلحارث

برائے یزید بن محجل الحارثی

نمرہ، اس کی نہریں و وادی الرحمان کی تمام اراضی اور اس کے متعلقات پر ان کا قبضہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ یزید کی سیاست اس کے قبیلۂ بنی مالک اور اپنے حلیفوں پر تسلیم ہے۔ انھیں جنگوں میں شرکت اور نقل مکانی بھی معاف کی جاتی ہے۔

محرر: مغیرہ بن شعبہ

(۸۷)

وثیقہ برائے بنی قنان بن یزید از قبیلۂ بلحارث

برائے بنی قنان ابن یزید الحارثی

یہ قبیلہ جب تک مندرجہ ذیل شرائط پر عمل پیرا رہے مِذْوَدْ اور اس کی شاخوں پر اس کا قبضہ تسلیم کیا جاتا ہے، بر شرائطِ مندرجہ ذیل:

قیامِ صلوٰۃ، ادائے زکوٰۃ، مشرکین سے ترکِ موالات، گزرگاہوں پر نگرانی اور اپنے اسلام کا برملا اظہار۔

(۸۸)

وثیقہ برائے عاصم بن حارث از قبیلۂ بلحارث

عاصم بن حارث الحارثی کے لیے:

راکس نام وادی میں نجمہ[1] پر ان کا قبضہ تسلیم ہے، مبادا کوئی اس میں مداخلت کرے۔

محرر: ارقم

(۸۹)

وثیقہ برائے قُرّہ از قبیلۂ بنی نہد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمدؐ رسول اللہ نے بنی قرہ بن عبداللہ بن ابوشمخ نہدی کو یہ تحریری وثیقہ عنایت فرمایا کہ مظلمہ کی تمام اراضی، چشمے، پانی کے دوسرے بہاؤ، پہاڑ اور میدان سب پر ان کا قبضہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ وہ اپنے مویشی اس کی چراگاہوں میں چرائیں۔

محرر: معاویہ ابن ابوسفیان

(۹۰)

وثیقہ برائے ذی الغصہ (شاخ بنی حارث و بنی نہد)

برائے قیس بن حصین ذی الغصہ کہ ماموں ہیں بنی ابیہ از بنی حارث و بنی نہد کے۔

جب تک یہ لوگ مندرجہ ذیل شرائط کے پابند ہیں، ان کی حفاظت خدا اور رسولؐ کے ذمہ ہے۔ نیز انھیں فوجی خدمات اور محصول دونوں سے مستثنیٰ کیا جاتا ہے۔

اور شرائط یہ ہیں:

قیامِ نماز، ادائے زکوٰۃ و مشرکین سے ترکِ موالات و علانیہ اقرارِ اسلام اور وقت پر مسلمانوں کی مالی اعانت۔

۱۔ 'نجمہ' عَلَم بھی ہے اور گھاس کے معنوں میں بھی۔ یہاں دوسرے معنی مناسب تھے اور مولف علام نے نجمہ کو فہرست الاسماء والاعلام میں شامل فرمادیا ہے۔ (مترجم)

(۹۱)

فرمانِ امان برائے طہفہ اور اس کے قبیلہ داران از بنی نہد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب محمدؐ رسول اللہ بنام بنی نہد:

السلام علیکم! تم میں سے پابند صلوٰۃ اور زکوٰۃ ادا کرنے والا مسلمان امان میں ہے اور جو شخص صرف لا الہ الا اللہ تک رہ جائے وہ بھی عنداللہ غافل نہیں۔

تمھارے وظیفے مقرر کر دیے گئے ہیں جن کے ساتھ مزید رعایتیں یہ ہیں:

(الف) تم سے اسپ مادہ و نر، بچھیریاں اور سواری کے الھڑ بچھیرے نر اور مادہ کسی پر زکوٰۃ نہ لی جائے گی۔

(ب) تم اپنے جانوروں پر سواری کر سکتے ہو۔

(ج) تمھارے خرما پر خوشوں میں پھل آنے سے قبل زکوٰۃ عائد نہ ہوگی۔

(د) مگر تمھاری سرکشی پر وظائف بند کر دیے جائیں گے۔

(ہ) وفادار افراد پر ایفائے عہد اور پابندی لازم ہے اور اس کے عوض میں ہم پر اس کی پناہ اور حمایت واجب۔

(و) اور وقت پر زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر تاوان ہے۔[1]

(۹۲)

---- برائے جفینہ[2] از قبیلۂ بنی نہد

رسولؐ اللہ نے جفینہ کی طرف فرمان بھجوا دیا جسے وہ چرمی پارچے میں منڈھوانے

۱- متن کی عبارت مسجع ہے جو اس وفد کے سردار طہفہ کے جواب میں ہے۔ (ملخص از اصابہ، در تذکرۂ طہفہ نمبر ۴۲۹۳)۔ (مترجم)

۲- جفینہ نہدی ہے یا جہنی یا غسانی ہے۔ (مترجم)

کے بعد رسولؐ اللہ کی خدمت میں مسلمان کی حیثیت سے حاضر ہوا۔

مگر اس فرمان کی نقل نہیں ملی۔

(۹۳)

نجران کے عیسائی پادریوں کی طرف

منجانب محمدؐ رسول اللہ بنام پادریانِ نجران۔

بنام خدائے ابراہیمؑ و اسحاقؑ و یعقوبؑ

بعد ازیں، آنکہ:

میں تمھیں انسان کی عبادت کرنے کی بجائے اللہ کی عبادت اور خود کو انسان کی تولیت میں سپرد کرنے کی بجائے خدا کی ولایت پر اعتماد کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔ اس سے انکار پر جزیہ ادا کرنے اور جزیہ سے انحراف پر لڑائی کے لیے تیار رہو۔

والسلام

(۹۴)

نصارائے نجران سے معاہدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ پابندی ہے محمدؐ نبی رسول اللہ کی طرف سے اہلِ نجران کے لیے (تحریراً):

۱- ان کے پھلوں، سونے، چاندی، غلام اور ان اشیاء کے ساتھ ہر قسم کے مال کے عوض ان پر مندرجہ ذیل خراج عائد کیا جاتا ہے:

۲- سالانہ دو ہزار یمنی حُلّے (دو قسطوں میں)

(الف) ماہ رجب میں ایک ہزار حُلّے۔

(ب) ماہِ صفر میں ایک ہزار حُلّے۔

۳- اور ایک حُلّے کے ساتھ ایک اوقیہ چاندی۔

۴- مقررہ مقدارِ خراج میں سے کسی شے کی کمی اور دوسری شے کی بیشی پر جمع وتفریق لازم ہوگا۔

۵- اگر اہلِ نجران عائد شدہ نصاب (حلّہ[1] جات اور چاندی) کے عوض میں مندرجہ ذیل اجناس داخل کرنا چاہیں تو بدل اور مبدّل منہ دونوں کی قیمت میں کمی بیشی کا لحاظ ضرور ہوگا۔

۶- اہلِ نجران پر میرے تحصیل داروں کی مہمانی اور تکریم بیس سے لے کر تیس روز تک واجب ہے۔ اس کے بعد انھیں اپنے ہاں روکا نہ جائے۔

۷- ہماری طرف سے یمن اور معرّہ پر حملے کے وقت انھیں ہم کو (الف) ۳۰ گھوڑے اور (ب) ۳۰ زرہیں عاریۃً دینا ہوں گی جن کے اتلاف پر ان کی قیمت اور شکست وریخت کے ہمارے تحصیل دار ذمہ دار ہوں گے۔

۸- اہلِ نجران کے ساتھ ان کے ہمسایہ حلیفوں کے لیے (بھی) محمدؐ نبی رسول اللہ اپنی طرف سے مندرجہ ذیل اشیاء میں تلافی کے ذمہ دار ہیں۔

(الف) وطن اور وطن کے باہر ہر دو جگہوں میں ان کے اموال ونفوس کے اتلاف پر۔

(ب) ان کے مذہب اور ان کے قرابت داروں کی تذلیل وتحقیر پر۔

۹- ان کے پادری گوشہ نشین اور کاہنوں پر گرفت نہ ہوگی۔

۱۰- ان کی ماتحتی کی وجہ سے ان پر کسی قسم کی کمتری عائد نہ ہوگی۔

۱۱- وہ قبل از اسلام کے قتل پر مواخذے سے بری ہیں۔

۱۲- وہ ہماری جنگوں میں بھی شرکت سے مستثنیٰ ہیں۔

۱- حلّہ ہمارے ہاں دوہریا دو پلو لوئی یا پشمینہ کی دوہتی چادر ہے۔ (بامداد شرح الفاظ از مصنف بذیل حل صفحہ ۱۳۱)۔ (مترجم)

۱۳- ہمارا لشکر ان پر حملہ نہ کرے گا۔

۱۴- ہماری عدالت میں دعویٰ پیش کرنے پر ان سے انصاف کیا جائے گا۔

۱۵- ان میں سے جو شخص اپنے خاندان سے سود لے وہ ہماری ذمہ داری سے محروم ہے۔

۱۶- کسی فرد کی دوسرے فرد کے عوض میں گرفت نہ ہوگی۔

اس قرارداد کی اللہ اور محمدؐ نبی رسول اللہ کی طرف سے اُس وقت تک ذمہ داری ہے جب تک اہلِ نجران ان تمام دفعات کے پابند رہیں۔

محرر: عبداللہ بن ابوبکر

گواہان: ۱- ابوسفیان بن حرب

۲- غیلان بن عمرو

۳- مالک بن عوف از بنی نصر

۴- اقرع بن حابس حنظلی

۵- مغیرہ بن شعبہ

یحیٰ بن آدم فرماتے ہیں کہ یہ فرمان میں نے نجرانیوں کے ہاں دیکھا۔ اندازِ تحریر میری تحریر کا سا اور محرّر کا نام علی بن ابو طالب تھا۔ عربی نحو کے طریق پر ابی طالب کے ابوطالب لکھنے پر میں کچھ نہیں کرسکتا۔ (متن)

(۹۵)

فرمان ابوحارث بن علقمہ نجران کے پادری کے لیے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من جانب محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنام ابو حارث بشمول نجران کے دیگر پادری، راہب اور کاہن۔

١- سب اپنی اپنی تھوڑی بہت شے کے خود مالک ہیں۔

٢- ان کے گرجے، عبادت خانے اور خانقاہوں کی حفاظت خدا کے ذمے ہے۔

٣- ان کے پادریوں اور راہبوں (گوشہ نشین) کو ان کے طریقِ عبادت اور کاہنوں کو نہ ان کے پیشہ سے ہٹایا جائے گا نہ ان کے حقوق میں مداخلت کی جائے گی۔

ان امور پر ایفائے عہد کی ذمہ داری بھی خدا اور رسولؐ پر ہے' بشرطیکہ یہ لوگ ہمارے ساتھ کیے ہوئے معاہدے کی خود بھی پابندی کریں اور ہماری خیرطلبی پر قائم رہیں۔ تب انھیں کسی قسم کی مزید زیر باری سے دوچار کیا جائے گا نہ ان پر کسی قسم کا ظلم روا رکھا جائے گا۔

کاتب: مغیرہ

(٩٦-٩٧)

فرمان نبی صلعم بنام مسیحیانِ نجران (٢ نسخے)

از مؤلف

منقول از کتاب "نسطورین" در مجموعۂ "تالیفات اساقفۂ شرق" (Patrologia Orientalus) جلد ١٣، صفحہ ٦٠٠ تا ٦١٨۔ لیکن ان دونوں نسخوں کے غلط ہونے میں شبہ نہیں۔ اس کی تائید کے لیے فرمان نمبر ١٠٢ دیکھیے۔

تمہید از مؤلفِ کتاب "تاریخ نسطورتین"

(ظہورِ اسلام: خدا اسے اپنی نصرت سے قائم رکھے)

اسلام کا ظہور اِیشُوعَیبُ الجدالی کے عہد میں ہوا۔ یہ زمانہ سنہ سکندری کے حساب سے ٩٨٥ تھا۔

اور شاہِ ایران پرویز بن ہرمز کے جلوس کا اکتیسواں برس

اور شاہِ روم ہرقولیس کی تخت نشینی کا بارھواں سال تھا۔

تب ارضِ تہامہ میں محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم علیہ السلام کا ظہور ہوا۔ ممدوح نے عربوں کے سامنے اللہ کی عبادت کی دعوت فرمائی۔ اہلِ یمن نے موصوف کی اطاعت کر لی۔ آپؐ نے اہلِ مکّہ سے جنگ کی۔ یثرب کو اپنا وطن بنا لیا اور اس کا نام مدینہ رکھا جسے حضرت ابراہیم کی کنیز قطورا نے آباد کیا تھا۔ عرب باشندے حضرت ابراہیمؑ کے فرزند لاعارز ملقب بہ اسماعیلؑ کی اولاد ہیں۔ ماں کی طرف سے ان کا شجرہ حرمِ ابراہیمؑ بی بی ہاجرہ تک پہنچتا ہے۔

روم کے بادشاہ (ہرقولیس) نے محمدؐ کے ظہور کی خبر سن کر بات آئی گئی کر دی۔ اس کے لیے یہ تسکین اس کے درباری نجومیوں کی وجہ سے تھی۔ ادھر محمدؐ بن عبداللہ کی طاقت بڑھنا شروع ہوگئی۔ سنہ ١٨ ہجری میں جب ہرقولیس روم کے تخت پر بیٹھا اور ایران کی حکومت کسریٰ پرویز بن اردشیر کے ہاتھ میں منتقل ہوئی' اُس وقت عرب کے مسلمانوں کی جنگی قوت مضبوط ہو چکی تھی۔ محمدؐ اپنے اصحاب کو گرد و نواح میں لڑائی کے لیے بھیج رہے تھے۔

نجران

اس دور میں نجران کے عیسائیوں نے اپنے بڑے پادری "السید الغسانی" کے ذریعے محمدؐ کی خدمت میں تحائف کے ساتھ خراجِ عقیدت پیش کیا اور اپنی وفاداری کے ثبوت میں کہلوا بھیجا کہ ہم آپ کی نصرت کے لیے آپ کی طرف سے جنگ کرنے کے لیے بھی حاضر ہیں۔

محمدؐ نے یہ تحفے قبول فرما کر مندرجہ ذیل معاہدہ تحریر کر کے

اُن کے سپرد کیا اور حضرت عمرؓ بن الخطاب نے بھی اپنے عہد میں اس معاہدے کی تجدید فرمائی۔

دستاویزِ امان از محمدؐ بن عبداللہ (علیہ السلام)

برائے اہلِ نجران بشمول جملہ مسیحیانِ عرب

ہم نے یہ تحریر ۲۶۵ھ میں مقام بر منشا ''(؟)'' کے دفتر سے نقل کی۔ اس دفتر پر حبیب راہب کی نگرانی تھی۔ حبیب نے کہا یہ دستاویز ''بیت الحکمۃ'' ہے۔ یہ تحریر حبیب کے تارک الدنیا (راہب) ہونے سے قبل اس کے قبضے میں تھی جو بیل کی کھال پر لکھی ہوئی تھی۔ اس کی رنگت زردی مائل ہو چکی تھی اور دستاویز کے آخر میں (محمدؐ) علیہ السلام کی مُہر ثبت تھی۔ (مؤلف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ امان نامہ خدا اور رسولؐ کی جانب سے نجران کے نصرانی اہلِ کتاب کے لیے بشمول اُن لوگوں کے جو نجرانی مسلک کے پیرو ہیں' بصورت امان نامہ ہے۔ نیز وہ عیسائی بھی اس میں شامل ہیں جو مسیحیوں کے کسی اور فرقے سے ہوں۔

یہ امان نامہ ہے محمدؐ بن عبداللہ رسول اللہ کی طرف سے جو تمام بنی آدم کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے۔ اس کی رُو سے تمام نصرانیوں کے لیے خدا اور رسولؐ کی ذمہ داری ہے جو اس معاہدے میں شامل ہیں اور وہ نصاریٰ بھی جو اس معاہدے میں براہ راست تو شامل نہیں مگر اہلِ نجران کے بعد انھوں نے بھی ہماری اطاعت کا قبالہ ہمارے حضور پیش کر دیا ہے۔

نصرانی اطاعت گزاروں پر واجب ہے کہ زیرِ تحریر وثیقہ غور سے سنیں اور ذیل کے دفعات ذہن میں رکھیں:

زنہار! نصرانی امراء اور ان کے اہل کار وثیقہ کی خلاف ورزی نہ کریں اور نہ

ہمارے سوا کسی اور کے لیے ان شرائط کے لیے پابند ہو جائیں۔

اور مسلمان بھی وثیقہ کے مندرجہ شرائط کے سوا کوئی اور شرط اُن پر عائد نہیں کر سکتے۔

ان شرائط کا پابند معاہدے میں لکھی ہوئی مراعات اور رسولؐ اللہ کی طرف سے اپنی حفاظت کا مستحق ہوگا۔

مگر جو شخص ان دفعات میں کسی دفعہ کی خلاف ورزی یا اس کی مخالفت یا ان شرائط پر ہمارے سوا کسی اور کی پابندی یا ان شرطوں میں کسی تغیّر کا مرتکب ہو وہ اپنی خلاف ورزی کی سزا کا خود ذمہ دار ہوگا۔ وہ شخص خائن اور عنداللہ کاذب ہے۔ وعدے سے منحرف اور رسولؐ اللہ کا بے فرمان ہے کہ خدا کی طرف سے فرض کردہ دین میں اپنا وعدہ پورا کرنا واجب اور مؤکد ہے اور اس کے خلاف کرنا اور ایفا سے چشم پوشی کرنا معاہدے کی حرمت زائل کرنا ہے۔ ایسا شخص خائن ہے اور خدا کے ساتھ صالحین اُمت بھی اس سے بری ہیں۔

نصرانیوں کے لیے خدا و رسولؐ اور مومنین کی طرف سے امن وہی ان کا حق ہے اور ہر مسلمان پر اس کا پورا کرنا اور اس عہد کو نبھانا واجب ہے اس لیے کہ (ان کے سوا) تمام قدیم اہلِ کتاب نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی عداوت میں کمی نہ رہنے دی۔

ان کی آسمانی کتابوں میں رسولؐ خدا کے جو صفات مرقوم تھے' وہ بغض و کینہ کی بنا پر ایک ایک کے منکر ہو گئے جو ان کی شقاوتِ قلبی کا نتیجہ ہے۔ وہ گناہ کے مرتکب ہوئے اور یہ بار اپنی گردن پر لے گئے۔ خدا نے تو انھیں میری رسالت کے بارے میں اظہار کا حکم دیا تھا مگر انھوں نے شناخت کے باوجود کتمان سے کام لیا۔ واجبات پر عمل کی بجائے ان سے روگردان ہو گئے۔ اپنی کتابوں سے آنکھیں موند کر خدا اور رسولؐ کی عداوت پر کمر باندھ لی' اور اس بارے میں ایک دوسرے کے سامنے جھوٹ کے طومار کھڑے کر دیے کہ خدا نے مجھے رسالت سے سرفراز نہیں کیا اور میرا بشیر و نذیر اور داعی الی اللہ ----

وسراجاً منیرا ہونا اور میرا اپنے پیروؤں کو جنت اور منکروں کو دوزخ کی بشارت دینا سب فسانہ ہے۔ ان اہلِ کتاب نے دل کھول کر میری تکذیب کی۔ لوگوں کو اپنی طلاقتِ لسانی کے فریب میں لا کر میری بات ماننے سے دور رکھا۔ میرے خلاف ہر وقت گھات میں لگے رہے۔ میرے قتل کے منصوبے بنائے۔ میرے خلاف مشرکینِ قریش اور دوسرے مشرکین کی سربراہی کر کے ان معاہدوں کے خلاف کیا جو وقت پڑے میری نصرت پر مشتمل تھے۔ یہ روش خدا کے احکام سے بُعد اور امن کی ذمہ داری سے محرومی کا مقدمہ تھا۔

ان مشار الیہ اہلِ کتاب نے ہمارے خلاف قریشِ مکّہ کی حنین میں مادی اعانت کی۔ بنی قینقاع، قریظہ، بنی نضیر اور ان کے رؤسا کی امداد کرتے رہے۔ ظاہر ہے کہ ان کا یہ وطیرہ رسولؐ خدا اور ان کی عداوت پر ہی مبنی تو تھا لیکن ----

نصرانی ان جنگوں میں ایک طرف رہے۔ ان کا خدا اور رسولؐ کے خلاف جنگوں میں دامن بچائے رکھنا، ان کی دعوتِ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں نرم دلی کا سبب تھا۔ اور جہاں قرآن نے یہود کی قساوت و شقاوتِ قلبی کا ذکر کیا ہے وہاں نصرانیوں کی نرم دلی اور ان کی مومنین کے ساتھ مودت کا اعتراف فرمایا ہے۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّا النَّاسِ عَدَوَاةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً

(اے پیغمبر!) ایمان والوں کی عداوت میں تم سب سے زیادہ شقی یہودیوں کو پاؤ گے۔ نیز (عرب کے) مشرکوں کو۔

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصَارٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ (۵ : ۸۲)

اور ایمان والوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب اُن لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں ہم نصاریٰ ہیں۔ اس لیے کہ ان میں پادری اور

رہبان ہیں (یعنی عالم اور تارک الدنیا فقیر ہیں جو زہد و عبادت میں مشغول رہتے ہیں) اور اس لیے کہ ان میں گھمنڈ اور خود پرستی نہیں ہے۔[۱]

نصاریٰ کے کچھ لوگ جن میں چند افراد ثقہ اور دینِ خداوندی کی معرفت سے بہرہ اندوز تھے انھوں نے اسلام اور اللہ و رسولؐ کی امداد میں سبقت کی۔ خدا کی تعلیم کے مطابق دوسروں کو عذابِ آخرت سے ڈرایا اور میری رسالت کی تبلیغ کا ذریعہ ثابت ہوئے۔

میرے پاس عرب کے مقتدر (چالیس) نصرانی افراد کا وفد آیا جن میں سے مندرجہ ذیل افراد سربراہ ہیں: السید الغسانی، عبد یشوع، ابن حجرہ، ابراہم راہب اور عیسیٰ اسقف۔

میں نے ان کے سامنے اپنا مقصد پیش کیا۔ اپنی تبلیغ کے لیے ان سے اعانت کا طلب گار ہوا (دین کی عظمت بھی تو ان پر منکشف ہو چکی تھی) وہ اپنے وعدوں سے منحرف ہونے کی بجائے میرے قریب آ گئے، میرے غلبے کا انتظار کیا، مجھ پر مطمئن ہوئے، میری تائید و تصدیق کی۔ گفتگو میں عمدہ پیرایہ اور اظہارِ رائے میں قابلِ ستائش انداز اختیار کیا۔ ایفائے عہد کے لیے عہد و پیمان کیا۔ میرے مخالفوں کے انکار پر ان کی تردید اور مخالفت کا وعدہ بھی کیا۔ یہاں سے جب وہ اپنے گھروں کو لوٹے تو کسی وعدے کی خلاف ورزی نہ کی۔ مجھے ان کے متعلق اچھی خبریں ملتی رہیں۔ وہ میری حمایت میں یہود سے جنگ کرنے پر تلے رہے۔ کلمہ گویوں کی تبلیغ و دعوت میں میرے موافق اور مجھ پر یہود کے مفتریات کی تردید میں منہمک رہے۔ نصاریٰ نے اسلام کی حمایت کا ارادہ کر ہی لیا اور جن لوگوں نے ہماری مخالفت اور تکذیب کی وہ ان کے جوابات دیتے رہے۔

۱۔ ابوالکلامؒ۔

میرے حضور عرب کے تمام سرداروں نے اطاعت کے قبالے بجھوائے۔ ان (سرداروں) میں یہ تبدیلی نصاریٰ کی وجہ سے ہوئی۔ انھوں نے سرحدوں پر حفاظت بھی کی۔ مجھ سے جو وعدے کیے ان میں سے ایک ایک پورا کیا جس کی میں قدر کرتا ہوں۔ ان کے پادری اور راہب ہر ایک نے ایفائے وعدہ میں سبقت کی۔ مودت اور جان نثاری کا اقرار پورا کیا۔ میرے دین کے اظہار میں کوشش اور اعانت کی۔ میں نے ان سے چاہا کہ وہ منکرینِ اسلام کے سامنے مل کر اسلام کی نصرت کریں۔ دلائل سے اس کی صداقت ثابت کریں۔ انھوں نے اس انداز سے اسلام کی حمایت کی جس سے مخالف لاجواب ہو کر خوشی یا ناخوشی، کسی ایک حیثیت سے، ان کے ہمنوا ہوگئے۔ ان کی وجہ سے کچھ لوگوں نے رضا یا مغلوبیت کے اثر سے اسلام قبول کرلیا۔ وہ میرے ساتھ کیے ہوئے معاہدے پر سدا قائم اور دل سے میری دعوت کے معاون رہے۔ اس بارے میں وہ یہود اور مشرکین قریش وغیرہ کی مخالفت سے بھی متاثر نہ ہوئے ---- یہود جو طمع کی وجہ سے سود درشوت اور خرید وفروخت میں خدا کی طرف سے حرام کردہ طریقوں کو چھوڑ کر دنیا کے نفع پر مٹ رہے ہیں:

فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيهِمْ وَ وَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ

(۲:۷۹)

(افسوس اُس پر جو کچھ ان کے ہاتھ لکھتے ہیں اور افسوس ہے اُس پر جو کچھ وہ اس ذریعے سے کماتے ہیں)۔[1]

اور نصاریٰ نے اس معاملے میں ان کی موافقت نہ کی۔ یہود اور مشرکینِ قریش وغیرہ نے خدا کے ساتھ دشمنی میں دوسروں کو دھوکا دہی اور اپنے نفسوں کے لیے بدتر اعمال سے میرے مخالفوں کی پشت پناہی کی۔ انھیں جنگوں پر اُکساتے رہے جس کی وجہ سے وہ

۱- ابوالکلامؒ۔

خدا اور رسولؐ اور صالح مومنین کے دشمن ثابت ہوئے۔

لیکن، نصاریٰ نے میرے خلاف اس قسم کا ارتکاب کبھی نہیں کیا بلکہ اپنے وعدے پر قائم رہے۔ ہر محاذ اور سرحد پر میرے قاصدوں اور سپہ سالاروں کی اعانت جاری رکھی جس کی وجہ سے وہ میری طرف سے مہربانی، مودّت اور مقرر شدہ مراعات کے مستحق قرار پائے۔ میں نے اس وقت بلکہ اپنی زندگی اور وفات کے بعد دونوں حالتوں میں انھیں حقوق مرحمت فرما دیے ہیں کہ جب تک دنیا میں اسلام موجود ہے اور جب تک سمندر میں موجیں اُمنڈ رہی ہیں اور جب تک آسمان سے پانی برس رہا ہے اور جب تک زمین میں نباتات اُگ رہی ہیں اور جب تک آسمان ستاروں سے جگمگا رہا ہے اور جب تک دن رات کا سلسلہ جاری ہے، مسلمانوں پر اس عہد کی پابندی لازم ہے۔ وہ کسی قسم کی اس معاہدے میں تبدیلی اور کمی یا بیشی کے مجاز ہیں، نہ ان مراعات کی خلاف ورزی کے مختار۔

میری اُمّت میں سے جو شخص اس کے خلاف عمل کرے، میں اس پر اللہ کی حجت پیش کرتا ہوں وَكَفَىٰ بِاللّٰهِ شَهِيْدًا۔

ان مراعات کے اسباب ہیں: تین "(؟)"

نصاریٰ میں سے چند افراد نے مسلمانوں کی طرف سے امان نامہ کے لیے درخواست کی اور ایسا وعدہ لینا چاہا جو ضروری ہو۔ ان کے دونوں مطالبے میں نے منظور کر لیے۔

مجھے یہ پسند ہے کہ تم میں سے جو شخص میری مانند عسرت میں ہو وہ کسی قسم کی دست کاری سیکھ لے۔ اس کے لیے میریؐ اور میرےؐ داعیوں کی طرف سے امداد بھی کی جا سکتی ہے۔

اور یہ کہ میں اسے ایسا معاہدہ قرار دوں جس کی تعمیل ہر مسلم اور مومن پر واجب ہو۔ تب میں نے ان کے لیے استمراری وثیقہ لکھ دیا جو مسلمان بادشاہ اور غیر بادشاہ دونوں

قسموں کے لیے نسلاً بعد نسلٍ واجب العمل ہے۔ مسلمان بادشاہ کے لیے اس وثیقہ کا نفاذ ضروری ہے تاکہ نصاریٰ سے کیے ہوئے وعدوں اور میری طرف سے ان کے لیے منظور شدہ امان مسلّم ہو سکے۔ میں مسلمان اور شاہی عمّال اور کافروں کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ نصاریٰ کو تکلیف نہ پہنچائیں اور اس وثیقہ کے نفاذ کا خیال رکھیں۔ ان کا یہ عمل میری دعوت کے لیے باعثِ اعانت ہوگا اور اہلِ تکذیب و تشکیک کے لیے رنج و ملال کا موجب۔

اس سے کسی ذمّی کے لیے مسلمانوں پر حرف گیری اور مخالفت کا موقع نہ رہے۔ نصاریٰ کے لیے یہ مراعات اس لیے ہیں کہ وہ معروف پر عمل کریں، مکارمِ اخلاق سے آراستہ ہوں، دوسروں کو نیکی کی ہدایت اور برائی سے منع کریں۔ اور صداقت و حق بھی یہی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس معاہدے کا دوسرا نسخہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امان نامہ محمدؐ بن عبداللہ بن عبدالمطلب، خدا کے مبعوث کردہ رسولؐ جو بشیر و نذیر اور احکامِ خداوندی کے ابلاغ میں امین ہے، کی طرف سے جملہ بنی نوع انسان کے لیے۔

لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ[1] (۴:۱۶۳)
وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزاً حَكِيماً[2] (۴:۵۹)

بنام:

سید بن حارث ابن کعب اور ان کی ملتِ نصرانیہ آبادکارانِ مشرق و مغرب نزدیک و دور و عرب نژاد اور عجمی و مشہور اور گمنام سب کے لیے۔

۱- تاکہ رسولوں کی بعثت کے بعد کسی بشر کے پاس حجّت نہ رہے۔ (مترجم)

۲- اور اللہ غالب ہے اور حکمت والا ہے۔ (مترجم)

یہ تحریر نصاریٰ کے لیے رسولؐ اللہ کی طرف سے معمول کی طریق پر ایسے امان نامہ کی صورت میں ہے جس میں انصاف اور معاہدین کی حفاظت کی ذمہ داری دی جاتی ہے۔ مسلمانوں میں جو شخص اس امان نامہ کی پاسداری ملحوظ رکھے وہ اسلام کا نگہبان اور اسلام کی خوبیوں سے بہرہ مند ہونے کا مستحق ہے اور جو مسلمان اس امان نامہ کو نظرانداز کر کے ان دفعات پر عمل نہ کرے یا ان کی مخالفت کا مرتکب ہو اور میرے احکام کا پابند نہ رہے وہ خدا سے کیے ہوئے میثاق سے پھرنے والا' اس کی پناہ سے فراری اور لعنت کا مستوجب ہے---- بادشاہ ہو یا رعایا۔ اس بنا پر میں نے انھیں اپنی اور خدا کی طرف سے امان دینے کے ساتھ جملہ انبیاء و اصفیا اور دنیا کے مومنین و مسلمینِ اولین و آخرین ہر ایک کی طرف سے پناہ دی۔ اس بارے میں وہ میثاق سامنے رکھنا ضروری ہے جو خدا نے بنی اسرائیل کو اطاعت و ایفائے عہد اور اللہ سے کیے ہوئے وعدے کو پورا کرنے کے لیے ارشاد فرمایا۔

نصاریٰ کے لیے میں نے مندرجہ ذیل ذمہ داری خود پر لی ہے:

۱- ان کے دشمنوں سے ان کی سرحدوں کی حفاظت اپنے گھڑسوار اور پیدل مسلح اور زورآور مسلمانوں سے کروں گا۔

۲- ان پر حملہ آور میرے ساتھ معاہد ہوں یا حربی ہوں، مجھ سے قریب رہنے والے ہوں یا دور، مَیں ہر حالت میں نصاریٰ کا طرف دار رہوں گا۔

۳- ان کے اطراف کا تحفظ اور ان کے دشمنوں سے ان کی حفاظت کروں گا۔

۴- ان کے گرجے، عبادت خانے، خانقاہیں اور مسافر خانے خواہ وہ پہاڑوں میں ہوں یا کھلے میدان یا تیرہ و تار غاروں کے اندر ہوں یا آبادیوں میں گھرے ہوئے ہوں یا وادیوں کے دامن اور ریگستان میں ہوں، سب کی حفاظت میرے ذمے ہے۔

۵- ان معاہدین اور ان کے ہم مشرب گروہ کے عقائد و رسومِ مذہب کے تحفظ کی

ذمہ داری میری ہے۔

۶- یہ لوگ خشکی اور بحری، شرق و غرب کے کسی حصے میں کیوں نہ ہوں ان کے لیے میرے ساتھ مسلمانوں کا ہر فرد اس امان نامے کا پابند ہے۔

۷- ان پر آسمانی سلطانی میں بھی ان کی امداد میرے ذمے ہے۔

۸- ان کے میری رعایا میں شامل ہونے سے بھی میں ان کا محافظ ہوں اور میرے ساتھ میرے وہ ساتھی بھی اس میں میرے ساتھ شامل ہیں جو اسلام کی طرف سے مدافعت پر سینہ سپر ہیں۔

۹- کوئی مصیبت ان کا تعاقب کرے، ہم اسے ان تک پہنچنے نہ دیں گے۔

۱۰- ہم اپنی جنگی مہموں میں انھیں ان کی رضامندی کے بغیر شریک نہیں کر سکتے۔

۱۱- ان کے پادری، راہب اور سیاح جن مناصب پر ہیں انھیں معزول نہ کروں گا۔

۱۲- ان کی عبادت گاہوں میں بھی مداخلت نہ کروں گا۔

۱۳- نہ انھیں مساجد میں تبدیل کروں گا۔

۱۴- نہ انھیں مہمان سرائے کے طور پر استعمال کروں گا۔

۱۵- ان کے علماء و زہاد اور مذہبی سربراہ خواہ کھلے میدان یا پہاڑوں میں ہوں ان پر سے جزیہ اور خراج[1] دونوں معاف ہیں۔

۱۶- اور ان کے سوا سب پر مندرجہ ذیل شرح پر جزیہ عائد ہے:

(الف) فی کس ۴ درہم۔

(ب) یا فی کس ایک یمنی چادر۔

(ج) یا فی کس یمن کا ایک سوتی تھان۔

اس سے مسلمانوں کی امداد اور بیت المال کی تقویت مطلوب ہے اور یہ رقم ان

۱- یہاں خراج بمعنی لگان ہے: (م)

ماتحتوں کی رضامندی کے بعد مقرر کی گئی ہے۔

۱۷- مندرجہ ذیل طبقات پر ۱۲ درہم سالانہ سے زائد جزیہ بھی عائد نہ کیا جائے گا، وہ بھی اُس صورت میں کہ ایسے کاروباری لوگوں کی رہائش کسی ایک مقام پر ہو:

(الف) کسان۔

(ب) منقولہ اشیاء کے بیوپاری۔

(ج) بحری و بری بیوپاری (ہر دو)۔

(د) سونے چاندی اور جواہرات کا لین دین کرنے والے۔

(ہ) جنگل میں چرنے والے مویشی کے سوداگر۔

۱۸- خانہ بدوش اور وہ لوگ جو عارضی طور پر کسی بستی میں مقیم ہیں اور ان کے اصل وطن کا حکومت کو علم نہ ہو اور راہ گیر سوداگر بھی انھی لوگوں میں شامل ہیں۔

۱۹- خراج اور جزیہ، دونوں، ان لوگوں پر ہیں:

(الف) مالکانِ زرعی اراضی پر۔

(ب) مالکانِ درختانِ ثمر دار پر۔

۲۰- لیکن مقدار مقرر کرنے میں زیادتی نہ کی جائے اور نہ ایک کسان یا مالکِ باغات کے مقابلے میں دوسرے پر زیادہ لگان عائد کیا جائے۔

۲۱- ذمّی کو مسلمانوں کی حمایت میں جنگ کرنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ وہ ہمارے پناہ گزیں ہیں جو اپنی امان کا عوض ادا کرتے ہیں۔

۲۲- جنگ کے موقع پر ان سے گھوڑے اور اسلحہ بھی نہ لے جائیں۔ اگر از خود امداد کرنا چاہیں تو سہی۔ اس حالت میں وہ قابلِ مدح اور تشکر اور معاوضے کے حق دار ہیں۔

۲۳- نصرانی کو مسلمان ہونے پر اکراہ نہ کیا جائے۔

۲۴- ان سے مذہبی گفتگو میں احسن طریق سے پیش آیا جائے۔

۲۵- انھیں اپنی مہربانی کا مورد رکھا جائے۔

۲۶- ان کی ایذا دہی کا ارادہ نہ کیا جائے ---- وہ کہیں بھی ہوں۔

۲۷- ان کے کسی فرد سے جرم سرزد ہو تو مسلمانوں کو ان کے درمیان انصاف کرنا چاہیے۔

۲۸- جہاں تک ہو سکے فریقینِ مقدمہ میں صلح کرا دی جائے۔

۲۹- مجرم ہونے کی حیثیت سے انھیں احسان کے طور پر رہا کر دینا چاہیے۔

۳۰- اور اثباتِ جرم کی صورت میں ان کی طرف سے جزیہ ادا کر دینا بہتر ہے۔

۳۱- انھیں کسی حالت میں خود سے دور نہ کیا جائے۔ نہ ذلیل اور نظر انداز کیا جائے اس لیے کہ میں انھیں معافی دے چکا ہوں۔

۳۲- عدل و انصاف اور سماجی معاملات میں ان کے حقوق مسلمانوں کے برابر ہیں۔

۳۳- ان کی عورتیں، جن سے عقد حلال ہے، مسلمان انھیں زبردستی نکاح میں نہ لائیں۔ ان کی طرف سے انکار کی حالت میں ایسا ارادہ ان کو تکلیف پہنچانا ہے۔ نکاح تو خوشی سے ہونا چاہیے۔

۳۴- وہ اور مسلمان دونوں جرائم کی سزا میں برابر ہیں۔

۳۵- جس مسلمان کے گھر میں نصرانی عورت ہو اسے اپنے مذہبی شعائر ادا کرنے کی اجازت ہونا چاہیے۔ وہ عورت جب چاہے اپنے علماء سے مسئلہ دریافت کر سکتی ہے۔ جو شخص اپنی نصرانی بیوی کو اس کے مذہبی شعائر ادا کرنے سے منع کرے وہ خدا اور رسولؐ کی طرف سے ان کو دیے گئے میثاق کا مخالف اور عنداللہ کاذب ہے۔

۳۶- اگر وہ اپنی عبادت گاہوں اور خانقاہوں یا قومی عمارتوں کی مرمت کرنا چاہیں اور مسلمانوں سے مالی اور اخلاقی امداد کے طلب گار ہوں تو ان کی اعانت کرنا ہی چاہیے۔ یہ اعانت ان پر قرض اور احسان نہ ہوگی بلکہ اس میثاق کی تقویت ہوگی جو

رسولؐ اللہ نے از راہِ احسان و کرم ان سے کیا۔

نصاریٰ کی ذمہ داری:

۳۷- نصاریٰ کو مسلمانوں کی جنگوں میں دشمن کا سفیر و راہبر یا معاون و جاسوس اور مشیر نہ ہونا چاہیے۔ ایسا شخص خدا کے نزدیک ظالم، رسولؐ کا بے فرمان اور ایمان سے محروم متصور ہوگا۔

۳۸- ان کی وفاداری ان دفعات پر دل سے عمل کرنے پر موقوف ہے جو محمدؐ بن عبداللہ رسولؐ اللہ نے ملّتِ نصرانی کے لیے مقرر کر دیں اور جن کی پابندی کے لیے وہ از روئے دینِ عیسوی مکلّف ہیں۔ ان شرائط میں علانیہ یا خفیہ طریق سے دشمن کا جاسوس یا مسلمانوں کا رقیب ہونا معاہدے کی خلاف ورزی ہے۔

۳۹- نصرانی کو ہماری دشمن فوج کے لیے اپنی مملوکہ جگہ پناہ یا آرام کرنے کے لیے نہ دینا چاہیے۔ مبادا وہ تازہ دم ہو کر ہم پر حملہ کر بیٹھیں۔ اس میں رہنے کے گھر اور عبادت خانے بھی شامل ہیں۔ نیز انھیں کوئی اور سہارا بھی نہ دیا جائے۔ ہمارے مخالف کے لیے اسلحہ، گھوڑے، آدمیوں یا ان کے سامان کی مرمت بھی اس میں شامل ہے۔

ان کی طرف سے مسلمانوں کے لیے:

۴۰- صرف ان پر دن رات تین روز کی مہمانی لازم ہے۔ ضرورت پر ان کے لیے کارندے اور سواری کے جانور فراہم کرنا بھی واجب ہے۔ اس سے زیادہ نہیں۔

۴۱- اگر دشمن سے لڑائی کے دوران میں کوئی مسلمان کسی نصرانی کے گھر یا معبد میں چھپنا چاہے تو ان کی حفاظت اور خور و نوش کا اہتمام، ان کے دشمن سے پوشیدگی وغیرہ بھی نصاریٰ پر واجب ہے۔

خاتمہ:

۴۲- جو نصرانی ان دفعات میں سے کسی ایک دفعہ کی مخالفت بھی کرے اور یہ حقوق

مسلمانوں کے سوا ان کے دشمنوں کے لیے ادا کرے، ایسا شخص اللہ اور رسولؐ کے ذمے سے بری ہے۔ ان پر ایسے معاہدات کی ذمہ داری ہے جس سے انھیں ان کے رہبان نے مطلع کیا اور میں نے رہبان سے۔ اور ہر نبی نے امان کے عوض میں اپنی اُمت سے جو وعدہ لیا، اُمت پر اس کا ایفا اور نبی پر اُمت کی حفاظت واجب ہے۔ ان دونوں میں قیامت تک تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا انشاء اللہ۔

گواہان:

۱- محمدؐ بن عبداللہ (جو اس معاہدے کے ایک فریق ہیں اور دوسرا فریق نصاریٰ ہیں)۔

۲- عتیق ابن ابو قحافہ ۳- عمر بن الخطاب

۴- عثمان بن عفان ۵- علی بن ابی طالب

۶- ابوذر غفاری ۷- ابو الدرداء

۸- ابوہریرہ ۹- عبداللہ بن مسعود

۱۰- عباس بن عبدالمطلب ۱۱- فضل بن عباس

۱۲- زبیر بن العوام ۱۳- طلحہ بن عبیداللہ

۱۴- سعد بن معاذ ۱۵- سعد بن عبادہ

۱۶- ثمامہ بن قیس ۱۷- زید بن ثابت

۱۸- عبداللہ بن زید ۱۹- حرقوص بن زہیر

۲۰- زید بن ارقم ۲۱- اسامہ بن زید

۲۲- عمار بن مظعون ۲۳- مصعب بن جبیر

۲۴- ابو الغالیہ ۲۵- عبداللہ بن عمرو بن العاص

۲۶- ابوحذیفہ ۲۷- خوات بن جبیر

۲۸- ہاشم بن عتبہ ۲۹- عبداللہ بن خناف

۳۰- کعب بن مالک ۳۱- حسان بن ثابت

۳۲- جعفر بن ابی طالب

محرر: معاویہ ابن ابوسفیان۔

(۹۸)

اہلِ نجران کے لیے ابوبکرؓ کی طرف سے تجدیدِ امان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر (عبداللہ) ابوبکر خلیفۂ محمدؐ رسول اللہ (صلعم) کی طرف سے اہل نجران کے لیے لکھی گئی:

۱- ان کی جان، اراضی، قومیت، اموال، حلیف، طریقِ عبادت، پادری، رہبان، عبادت خانے، جملہ منقولہ جائیداد اپنے گھر میں موجود اور غیر موجود دونوں کے لیے حمایت اور محمدؐ نبی رسول اللہ (صلعم) کی ذمہ داری ہے۔

۲- ان کے پادری اور رہبان کسی کو ان کے مسلک سے برگشتہ نہ کیا جائے گا۔

۳- انھیں تحریری امان نامہ جو محمدؐ نبی (علیہ السلام) نے عطا فرمایا اس پر ہمیشہ عمل کیا جائے گا۔

۴- اہل نجران پر ریاست کی ہمدردی اور خیر خواہی واجب ہوگی۔

گواہان:

۱- مستورد بن عمرو از قبیلۂ بنی القین

۲- عمرو مولیٰ ابوبکر

۳- راشد ابن حذیفہ

محرر: مغیرہ

(۹۹)

نصاریٰ کی نجران سے جلاوطنی سے پہلے عمرؓ کی توثیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از جانب امیر المومنین بنام جملہ باشندگانِ رعاش

السلام علیکم! میں تمھارے سامنے خدائے واحد لاشریک کی حمد بیان کرتا ہوں۔

بعد ازیں یہ کہ تم نے اپنے مسلمان ہونے کا اعتراف کیا اور اس کے بعد مرتد ہوگئے۔ اب بھی تم میں سے جو شخص توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لے، اس کے ارتداد پر مواخذہ نہ ہوگا اور ہم اس کے ساتھ بہتر سلوک کریں گے۔ تم گذشتہ انعامات کو یاد کرلو اور خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ تم میں سے جو شخص مسلمان ہو جائے، اس کے لیے سلامتی کی خوش خبری ہے اور جو شخص اسلام کی بجائے نصرانیت قبول کر کے اس پر اکتفا کر لے تو ہمیں اس کی امان سے کوئی سروکار نہیں۔ نجران میں یہ حکم نصاریٰ کے ماہِ صیام گیارھویں تاریخ سے نافذ ہوگا۔

اور یہ کہ میرے صوبہ دار یعلیٰ نے معذرت کی ہے کہ:

۱- اور ذمّیوں میں جو افراد میری طرف نادار ہوں، مجھے پسند ہے کہ وہ کسی قسم کی صنعت سیکھ لیں تا کہ میرے اور میرے عرب داعیوں کے سر سے نصرانی کہلانے والوں کی اعانت کا بار اُٹھ جائے۔

۲- میں نے یعلیٰ کو حکم دیا ہے کہ وہ تم لوگوں سے زمین کی پیداوار کا نصف وصول کرے۔

۳- جب تک تم وفاداری کے ساتھ رہو، میں تمھیں بے دخل نہ کروں گا۔

۴- میں نے یعلیٰ کو پابند کر دیا ہے تم سے نصف پیداوار لینے کو۔

۵- جب تک تم وفاداری سے رہو میں وہاں کی اراضی تم سے واپس نہ لوں گا۔

(۱۰۰)

حضرت عمرؓ کا فرمان نصاریٰ کی نجران سے جلاوطنی پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از عمر امیر المومنین بنام اہلِ نجران

تم میں سے جو شخص اللہ کی امان میں رہنا چاہے اسے کوئی مسلمان ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ یہ مسلمانوں کے لیے محمدؐ نبی (صلعم) اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا تحریری حکم ہے:-

۱- مَیں شام اور عراق کے سرکاری عہدہ داروں کو حکم دیتا ہوں کہ نجرانی نصاریٰ زراعت کے لیے جس قدر اراضی چاہیں، انھیں دی جائے اور اس اراضی کی پیداوار خدا کی رضا طلبی کی غرض سے ان پر صدقہ اور اپنے وطن میں ان کی متروکہ اراضی کا بدل ہے۔ زنہار! اگر ان کی پیداوار میں کوئی مسلمان ان سے کچھ وصول کرے یا کسی قسم کا تاوان ان پر ڈالا جائے۔

۲- مسلمان اہل کاروں میں سے جو شخص ان پر نگران ہو ان کی دادرسی میں کوتاہی نہ کرے کہ وہ ہمارے ذمّی ہیں۔

۳- میں نے یہ زرعی اراضی انھیں بلامعاوضہ دو سال کے لیے دی ہے۔

۴- ان میں جو شخص ازراہِ خیرخواہی سرکاری مد میں کچھ دینا چاہے تو اس کے وصول کرنے میں مضائقہ نہیں لیکن جبراً ان سے کچھ وصول نہ کیا جائے۔

گواہان: ۱- عثمان بن عفان

۲- معیقیب

محرر: معیقیب

(۱۰۱)

از طرف عمرؓ بنام سرکاری تحصیل دار متعینہ نجران

از یعلیٰ بن اُمیہ

عمر بن الخطاب نے میری نجران میں تقرری کے بعد میرے نام وصولیِ لگان کے لیے یہ فرمان بھجوایا۔ اور نجران یمن کے قریب ہے۔[1]

نقل فرمان عمر:

سابقہ غیر مسلم مفتوحہ باشندوں کے متروکہ پھل دار درختوں کی پیداوار پر مندرجہ ذیل شرح سے لگان ہوگی۔

۱۔ جو درخت بارانی یا گرد و نواح کے جمع شدہ یا بہتے ہوئے پانی سے سینچے جائیں:	عمر اور مسلمانوں کے لیے دو تہائی اور ان کے اجارہ داروں کے لیے ایک تہائی۔
۲۔ جو درخت چرسہ سے سینچے جائیں:	عمر اور مسلمانوں کے لیے ایک تہائی اور ان کے اجارہ داروں کے لیے دو تہائی۔
۳۔ ہموار مزروعہ بارانی اراضی کی پیداوار پر:	عمر اور مسلمانوں کے لیے دو تہائی اور ان کے اجارہ داروں کے لیے ایک تہائی۔
۴۔ جو ہموار اراضی چرسہ سے سینچی جائے:	عمر اور مسلمانوں کے لیے ایک تہائی اور ان کے اجارہ داروں کے لیے دو تہائی۔

۱۔ اس واقعے کا نجرانِ یمن سے تعلق تصحیف ہے۔ نجرانِ یمن کے نصاریٰ جلاوطنی کے بعد کوفہ سے باہر آباد ہوئے اور اپنے وطن کی یاد میں اپنی بستی کا نام نجرانیہ رکھ لیا۔ (بلاذری: درباب صلحِ نجران)۔ (مترجم)

(۱۰۲)

مستشرقینِ یورپ کا پیش کردہ امان نامہ

مِن جانب عمر برائے مسیحیانِ مدائن و فارس

بحوالہ تاریخ النسطوریین (در مجموعۂ تالیفاتِ اساقفۂ اہلِ شرق، جلد ۱۳، صفحہ ۶۲۰، ۶۲۳)

از مؤلف: ہم نے یہ ٹکڑا وثیقہ نمبر ۹۶-۹۷ کی مناسبت کی وجہ سے منضم کر دیا ہے۔

و ایضاً از مؤلف:

حضرت ابوبکر کی رحلت پر عمر بن الخطاب امیر ہوئے جنھوں نے بہت سے شہر فتح کیے اور مفتوحہ علاقہ جات کے باشندوں کی حالت کے مطابق ان پر لگان مقرر کیا۔ معاویہ بن ابوسفیان کے عہد تک یہی شرح لگان رہی۔

حضرت عمر کے حضور جاثلیق کا درباری ایشوعیب حاضر ہو کر نصاریٰ کے لیے تحریری امان نامہ کا ملتجی ہوا اور عمر نے اسے مندرجہ ذیل وثیقہ عطا فرمایا:

از امیر المومنین عبداللہ عمر بن الخطاب

برائے باشندگانِ مدائن و بہرشیر و جاثلیق بشمول خانقاہی گوشہ نشین اور معزز اشخاص کے۔

عمر نے یہ مراعات سنیۂ رسولؐ اللہ اور حضرت ابوبکرؓ کی اقتدا میں لکھوائیں جن کے مطابق ان افراد کی حفاظت کا ذمہ لیا جاتا ہے۔

جو مسلمان ان احکام پر عمل پیرا ہو وہ اسلام پر قائم اور اس کا اہل ہے اور جو

مسلمان میرے ان احکام کی خلاف ورزی کرے وہ عہد خداوندی کا توڑنے والا اور ان کی ذمہ داری سے اغماض کرنے والا ہے۔

مراعات یہ ہیں:

۱- مَیں تمھیں تمھاری جان، مال واہل وعیال اور آبرو ہر ایک پر اللہ کے عہد و میثاق اور اس کے انبیاء و اوصیاءؑ اور اولیاء اور مسلمانوں کی ذمہ داری دیتا ہوں۔ یہ کہ مَیں ہر قدم پر تمھاری امداد کا ذمہ دار اور تمھارے دشمن کو تم سے دور رکھنے کا پابند رہوں گا۔ اس میں میرے وہ مسلمان اعیان و انصار بھی شامل رہیں گے جو سدا اسلام کی حمایت میں سربکف رہتے ہیں۔

۲- میں تمھیں اپنی جنگوں میں ہر قسم کی تکلیف و شرکت سے مستثنٰی کرتا ہوں۔ اس بارے میں جبر و اکراہ ہرگز نہ ہوگا۔

۳- تمھارے پادری اپنے نصب سے معزول نہ کیے جائیں گے۔

۴- اور تمھارے رئیس بھی اپنے مناصب پر رہیں گے۔

۵- تمھاری عبادت گاہ اور خانقاہیں مسمار نہ کی جائیں گی، نہ انھیں مساجد اور مسلمانوں کی اقامت گاہوں میں تبدیل کیا جائے گا۔

۶- تمھارے سفر پر کسی قسم کا ٹیکس نہ ہوگا۔

۷- تمھارے کسی فرد کو مسلمان ہونے پر مجبور نہ کیا جائے گا بحکمِ قرآنی:

لَا اِكْرَاهَا فِي الْدِيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (۲:۲۵۷)

اسلام قبول کرانے میں زبردستی نہ چاہیے۔ ہدایت اور گمراہی کا فرق معلوم ہو چکا ہے۔

وَلَا تَجَادِلُوْا اِلَّا بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ (۲۹:۴۵)

غیر مسلموں کے ساتھ احسن طریق سے گفتگو کرو۔

۸- تم پر ظلم کرنے والے کو روکا جائے گا۔ ان دفعات کی خلاف ورزی کرنے والا

مسلمان میثاقِ خداوندی اور محمدؐ کے عہد کا مخالف ہوگا۔ گویا اس نے خدا کی طرف سے دی گئی ذمہ داری اور اس وعدے کے خلاف کیا جس کے مطابق نصاریٰ کی جان کی حفاظت اور ان پر ظلم و زیادتی کی راہ میں حائل ہونا لازم تھا۔ اور ان کے طرفدار دین کے حامی و ناصر شمار ہوں گے۔

اور ریاست کی طرف سے نصاریٰ پر یہ شرائط واجب ہیں:

۱- وہ ہمارے حربی کے سامنے یا خفیہ کسی طریق پر ہماری مخبری نہ کریں۔

۲- اس کو اپنے ہاں پناہ نہ دیں تاکہ وہ موقع پا کر ہم پر اچانک حملہ نہ کر بیٹھے۔

۳- اسلحہ و گھوڑے اور آدمیوں سے اس کی امداد نہ کریں۔

۴- اور ان سے کسی قسم کا معاہدہ نہ کریں۔

۵- مگر ---- مسلمان لشکر کی اپنے ہاں چھپنے میں اعانت اور ان کی رسد و طعام کی خود پر ذمہ داری سمجھیں اور ایسے موقع کا ہمارے دشمن کے سامنے اظہار نہ کریں۔

ایسا ہرگز نہ ہو کہ کسی دفعہ کی مخالفت کی جائے۔ اس سے خدا اور رسولؐ کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔

ان تمام مواثیق اور وعدوں کی ذمہ داری ان پر واجب ہے جو میں نے (ان کے) پادری اور رہبان پر عائد کیے جیسا کہ خدا اور نبیوں سے ہر موقعہ و محل میں ایمان کے ساتھ ان سے ایفا کا وعدہ لیا۔

اسی طرح میں ان کے متعلق خود پر عائد شدہ شرائط کا پابند ہوں اور میری طرح مسلمان بھی۔ کیونکہ وہ ان شرائط سے آگاہ ہو چکے ہیں۔ ان شرائط کی پابندی ہم پر رہتی دنیا تک عائد ہے۔

گواہان: ۱- عثمان بن عفان

۲- مغیرہ بن شعبہ

تاریخِ تحریر: ۱۷ھ

(۱۰۳)

اہلِ نجران کے بارے میں عثمانؓ کا حکم صوبہ دار کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از عبداللہ عثمان امیر المومنین بنام ولید[1] بن عقبہ!

سلام علیک! میں تمھارے سامنے خدائے واحد لاشریک کی حمد بیان کرتا ہوں۔

بعدازیں یہ کہ: نجران کے اُسقف و عاقب اور رؤسا جو عراق میں آباد ہوئے ہیں وہ میرے سامنے لگان کی شکایت کرتے ہیں۔ انھوں نے مجھے حضرت عمرؓ کا وثیقہ بھی دکھایا ہے اور مسلمانوں نے انھیں اس معاملے میں جو تکلیف پہنچائی ہے وہ بھی میرے علم میں ہے۔

۱۔ مَیں ان کے جزیہ میں سے تیس حُلّے خدا کی رضا طلبی کے لیے کم کرتا ہوں۔

۲۔ نجران میں حضرت عمرؓ نے انھیں جس قدر اراضی پر قابض رکھا ان میں سے ہر ایک کے لیے اتنا ہی رقبہ دیا جائے۔

۳۔ وہ ہمارے ذمّی ہیں۔ ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آتے رہیے۔ میری ان کی پہلے سے شناسائی بھی ہے۔

۴۔ حضرت عمرؓ کا مرسلہ امان نامہ دیکھ کر اس کے مطابق عمل کیجیے اور یہ امان نامہ مجھے واپس کر دیجیے۔

محرر: حُمران بن آبان

۱۵ شعبان ۲۷ھ

۱۔ یہ ولید کوفہ کے گورنر تھے۔ (مترجم)

(۱۰۴)

علیؓ کی طرف سے اہلِ نجران کے وثیقہ کی تجدید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر عبداللہ بن ابوطالب امیر المومنین کی جانب سے اہل نجران کے لیے ہے۔

تم نے حضرت نبیؐ اللہ کا تحریری امان نامہ دکھایا جس کی رو سے تمھاری جان اور مال کی ذمہ داری لی گئی ہے۔

میں حضرت محمدؐ و ابوبکرؓ اور عمرؓ تینوں کی تحریر پر عمل پیرا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ جو مسلمان تمھارے ہاں وصولِ تحصیل کے لیے جائے تمھاری جان و مال کی حفاظت کرے۔

ایسا ہرگز نہ ہو کہ وہ تم پر ظلم کرے اور تمھارے حقوق کم کر دینے کی مصیبت میں تمھیں ڈالے۔

محرر: عبداللہ بن ابو رافع

۱۰ جمادی الاخرہ ۳۷ھ

(۱۰۵)

فرمانِ نبوی بنام عاملِ یمن عمرو بن حزم

وفد بنی حارث (بن کعب) رسولؐ اللہ سے ملاقات کے بعد واپس لوٹا تو آپ نے عمرو بن حزم کو ان کے ہاں بھیجا تا کہ وہ انھیں تفقہ، سنت اور اسلام کے ضروری مسائل سمجھائیں اور ان سے صدقات وصول کریں۔

انھیں رسولؐ اللہ نے یہ خط لکھوا کر دیا جس میں اپنے شرائط اور احکام کی شرح فرما دی۔

وھو کذالک۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تصریح خدا اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (۵: ۱) [1]

(اے مومنین اپنے میثاق کا پورا پاس رکھو)

اور حضرت محمدؐ نبی رسول اللہ نے یہ تحریری فرمان عمرو بن حزم کو یمن بھجواتے ہوئے ان کے سپرد کیا:

اس میں عمرو کے لیے یہ ہدایات تھیں:

۱- ہر کام میں اللہ سے ڈرتے رہو۔

فَاِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ [2]

۲- اللہ کے "امر" کے مطابق ہر معاملے میں صداقت مدنظر رہے۔

۳- باشندوں کو نیکی پر بشارت اور اس کی تلقین کے ساتھ قرآن پڑھا کر اس میں غور کرنے کی ہدایت کرو۔ طہارت کے بغیر کوئی شخص قرآن سے مس نہ کرے اور انھیں برے کاموں سے روکتے رہیے۔

۴- لوگوں کو اسلام پر اُن کے اور اسلام کے اُن پر حقوق بتاتے رہیے۔

۵- ان کی راستی پر مہربانی اور ظلم پر ان سے پرسش کیجیے۔ اللہ تعالیٰ ظلم کو ناپسند اور اس سے منع کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ [2]

۶- انھیں اعمالِ حسنہ پر جنّت اور برے کاموں پر دوزخ کی بشارت

۱- ۱۶: ۱۲۸- اللہ اُن لوگوں کا ساتھی ہے جو خدا سے ڈرتے اور خود کو خدا کے سامنے جواب دہ سمجھتے ہیں۔ (مترجم)

۲- ۱۱: ۲۱- مطلع رہو کہ ظالموں پر خدا کی طرف سے لعنت ہے۔ (مترجم)

دیجیے۔

۷- لوگوں کے ساتھ محبت سے پیش آیئے تاکہ وہ دین کو سمجھنے لگیں۔ انھیں حجِ اکبر اور عمرہ دونوں کے احکام سمجھایئے اور ان کو فرض اور سنّت کا فرق بھی بتایئے۔

۸- وہ کسی چھوٹے سے کپڑے میں نماز نہ پڑھیں۔ اگر کپڑا اتنا بڑا ہو کہ اس کے دامن دونوں کندھوں پر پھیل سکیں تب جائز ہے۔ نہ کوئی شخص ایک چادر اوڑھ کر برہنہ سوئے۔ مبادا گھٹنے پیٹ سے لگ کر سکڑ جانے سے اس کی شرم گاہ کھل جائے۔

۹- کوئی مرد اپنی چوٹی گردن کی طرف نہ گوندھے۔

۱۰- قبیلہ اور خاندان کے نام پر لڑائی کی دعوت نہ دی جائے۔ یہ کام خدائے واحد لاشریک کی عظمت کے لیے ہونا چاہیے۔ جو شخص اللہ کی بجائے قبیلے کی طرف داری پر دعوت دے اسے تلوار دکھا کر خدائے واحدہ لاشریک کے نام پر دعوت دینے پر مجبور کیا جائے۔

۱۱- وضو میں چہرہ، کہنی تک ہاتھ پنجوں اور پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئیں اور سر کے مسح کا حکم دیتے رہیے۔

۱۲- نماز وقتِ مقررہ پر ادا کریں: فجر تاریکی میں، ظہر زوال کے ساتھ، سورج کے نیچے کی طرف لوٹنے پر عصر، رات شروع ہو جانے پر مغرب نہ کہ تارے چمکنے پر، عشاء تاریکی کے وقت۔ نماز جمعہ کی اذان سنتے ہی تیاری غسل کے بعد - رکوع میں اتمام - اور خشوع۔

۱۳- حاصل کردہ غنیمت میں اللہ کے نام پر خمس لینا۔

۱۴- اور زکوٰۃ میں (بشرحِ ذیل) وصول کرنا ہے:

پیداوارِ غلّہ :	بارانی اور ندی نالے سے سینچی ہوئی :	دسواں
پیداوارِ غلّہ :	چاہی[1] :	بیسواں
اُونٹ :	۱۰ پر :	۲ بکری
اُونٹ :	۲۰ پر :	۴ بکری
گائے :	۴۰ پر :	ایک گائے
گائے :	۳۰ پر :	ایک بکری کا بچہ
بکری :	۴۰ پر :	ایک بکری

یہ نصاب خدا کی طرف سے مقرر ہے جس سے زیادہ جمع کرانے پر اجر مزید ہوگا۔

۱۵- یہود اور نصاریٰ میں سے جو شخص جمعیت خاطر سے مسلمان ہو جائے معاشرے میں اس کی ذمہ داری اور دوسروں پر اس کے حقوق پہلے مسلمانوں کے برابر ہیں۔

۱۶- کسی یہودی اور نصرانی کو اکراھاً مسلمان نہ کیا جائے۔ ان کے بالغ مرد و عورت میں آزاد اور غلام دونوں پر ایک دینار سرخ بوزن کامل یا اس قیمت کا کپڑا ہے۔ ان میں سے جو شخص جزیہ ادا کرے اس کی حفاظت کے لیے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ذمہ دار ہیں اور اس کا مانع اللہ، اس کے رسولؐ اور تمام مومنین کا دشمن ہے۔

ضمیمہ نمبر ۱۰۶

ضمیمہ نمبر ۱۰۶ بروایتِ ابن شہاب

میں نے رسولؐ اللہ کا مکتوب بنام عمرو بن حزم پڑھا جو ان کے یمن بھجواتے وقت انھیں سپرد فرمایا۔ یہ مکتوب ابن حزم کے صاحب زادے

۱- اُردو میں کنویں اور نہر سے سینچی ہوئی دونوں کو چاہی کہا جائے گا۔ (از اصطلاحاتِ پیشہ وراں، حصہ ششم)۔ (مترجم)

ابوبکر کی تحویل میں تھا (آنحضرت صلعم نے یہ لکھا)۔

یہ وضاحت اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ[1]

احکامِ دیت:

قتل میں	:	۱۰۰	اُونٹ دیت ہے
ایک آنکھ میں	:	۵۰	اُونٹ // //
ایک پاؤں پر	:	۵۰	اُونٹ // //
سر میں زخم بھیجے تک ہو	:	۳۳	اُونٹ // //
جائفہ[2] پر	:	۳۳	اُونٹ // //
مثقلہ[3] کی صورت میں	:	۱۵	اُونٹ // //

دیت میں یہ مقدار فرض شدہ ہے:

ہر انگلی پر	:	۱۰	اُونٹ // //
ہر دانت پر	:	۵	اُونٹ // //
ہڈی تک زخم پر	:	۵	اُونٹ

دوسری روایت ہے:

قتل اور پوری ناک دونوں پر ایک ایک سو اُونٹ دیت ہے اور بھیجے تک زخم میں ۳۳ اُونٹ دیت ہے۔

۱- ۵:۱- اے مومنین! اپنے وعدے پورے کرو۔ اللہ تم سے جلدی حساب لینے کو ہے۔ (مترجم)

۲- چوٹ جو سر کے بھیجے اور شکم میں انتڑیوں تک پہنچ جائے (حاشیہ سننِ نسائی نصاری، جلد ۲، صفحہ ۲۲۱)۔ (مترجم)

۳- غالباً ضرب شدید ہے۔ (مترجم)

(۱۰۷)

تبلیغ نامہ بنام شاہانِ یمن

بنام حارث ومسروح ونُعیم بن عبدِ کلال وارثانِ شاہان حمیر

تم خدا اور رسول صلعم پر ایمان لانے سے سلامتی کے مستحق ہو۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ لاشریک ہے۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا کلام دے کر مبعوث فرمایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے کلمہ سے پیدا کیا (مگر) یہودی عزیر کو خدا کا بیٹا اور نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو تثلیث کا ایک جزو اور ابن اللہ کہتے ہیں۔

(۱۰۸)

شاہانِ یمن کا جواب

شاہانِ حمیر کا یہ خط ان کا سفیر مالک بن مرارہ رُہاوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور لایا اور ان کے مسلمان ہونے کی اطلاع عرض کی۔

مگر اس خط کی نقل نہیں ملی۔

(۱۰۹)

از طرف رسولؐ اللہ --- خط نمبر ۱۰۸ کا جواب

از طرف محمدؐ رسول اللہ

بنام حارث بن عبد کلال ونُعیم بن عبد کلال ونعمان قیل[1] ذی رعین ومعافر وہمدان از قیل[1]۔

امابعد

میں تمہارے سامنے خدائے وحدہ لاشریک کی حمد کرتا ہوں

۱- قیل جزو نام نہیں بلکہ شہزادہ اور صاحبزادہ یا بادشاہ کا مرادف ہے (از منتہی الادب) اور شاہان و شہزادگانِ حمیر کا لقب ہے۔ (مترجم)

ہمارے روم (تبوک) سے واپسی کے بعد تمہارا قاصد مدینہ میں ہم سے ملاقی ہوا۔ اس نے تمہارا پیغام پہنچایا۔ تمہارے حالات سے آگاہ کیا۔ تمہارے قبولِ اسلام اور مشرکین سے تمہاری لڑائی کا تذکرہ بھی سنایا۔ تمھیں اللہ نے اپنا راستہ دکھایا۔ اگر تم دل سے ہدایت قبول کر کے اللہ اور رسولؐ کی اطاعت پر قائم رہو تو:

نماز وزکوٰۃ اور غنیمت میں سے خدا اور رسولؐ کا خمس اور رسولؐ کی پسندیدہ شے کی پیش کش اور دوسرے مومنین کے مطابق اس تفصیل سے ادائے صدقات پر عمل کرو۔

۱- بارانی اور ندی نالوں کے پانی سے سینچی ہوئی پیداوار میں سے:

غلّہ: دسواں حصہ

چاہی اور دستی پروھے[1] سے سینچی ہوئی زمین سے:

غلّہ: بیسواں حصہ

اونٹ کی زکوٰۃ =	۴ پر	:	۱ بکری
	۳ پر	:	۱ بکری
	۵ پر	:	۱ بکری
	۱۰ پر	:	۲ بکری
گائے =	۲۰ پر	:	۱ جوان گائے
	۳۰ پر	:	۱ گائے کا قریب بلوغت بچہ

(اور ہر ۴۰ بکری کے بعد ایضاً)

۲- مومنین پر صداقات کا یہ نصاب خدا کی طرف سے فرض شدہ ہے۔ جو شخص مقررہ نصاب سے زائد ادا کرے سبحان اللہ! اور جو شخص ادائے نصاب کے ساتھ اپنے اسلام پر زبانی شہادت اور مومنین کی حمایت میں مشرکوں سے جنگ کرے ایسا شخص

۱- یہ لوہے یا چمڑے کا ہوتا ہے۔ (مترجم)

مومن ہے۔ معاشرے میں اس کا درجہ ہمارے مساوی ہے۔ ذمہ داری میں وہ دوسروں کی مانند مکلف ہے اور وہ اللہ اور رسولؐ کی پناہ میں ہے۔

۳- یہودی اور نصرانی مسلمان ہو جانے کے بعد عام مسلمانوں کے مساوی ہیں۔

۴- کسی نصرانی اور یہودی کو جبراً مسلمان نہ کیا جائے۔ اس پر جزیہ کافی ہے۔ بالغ مرد، عورت اور غلام ہر ایک پر ایک دینار سرخ جو معافر کی قیمت ہے یا دینار سرخ کی قیمت کا تھان ہوگا۔ ان میں سے جو شخص جزیہ ادا کرے وہ خدا اور رسولؐ کی پناہ میں ہے اور نادہند خدا اور رسول کا دشمن ہے۔

اور یہ کہ:

۵- رسول خدا محمدؐ نے زرعہ ذی یزن سے کہلا بھیجا کہ میرے سفیروں میں معاذ بن جبل و عبداللہ بن زید و مالک بن عبادہ و عقبہ بن نمر اور مالک بن مرہ وغیرہ ہیں۔

اور یہ کہ:

۶- صدقہ اور غیر مسلم حلیفوں سے وصول شدہ جزیہ ان کے سپرد کر دو۔ یہ لوگ تمھارے ہاں سے جلد لوٹ آئیں اور ان کے امیر معاذ بن جبل ہیں۔

اور یہ کہ:

محمدؐ خدائے یکتا کی وحدانیت اور اپنے عبد و رسولؐ ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔

ہاں مالک بن مرارہ رھاوی نے حمیر میں سے سب سے پہلے تمھارے مسلمان ہونے اور تمھارے مشرکوں سے جنگ کرنے کا تذکرہ جو کیا تو اس پر تمھیں خیر کی بشارت اور حمیر کے ساتھ خیر سے پیش آنے کی ہدایت کرتا ہوں۔

۷- سنو! باہم خیانت اور ایک دوسرے کی تذلیل نہ کرنا۔ رسولؐ اللہ تم میں سے امیر اور غریب دونوں کے دوست دار ہیں۔

۸- اور صدقہ محمدؐ اور اس کی آل کے لیے حلال نہیں۔ یہ مال تو محتاج مسلمانوں اور راہ گیر کے لیے مباح ہے۔

اور دیکھو!

۹- مالک نے تمھاری تعریف کی اور تمھارے پس پشت تمھاری بھلائی کے درپے رہے۔ وہ تمھارے بالمواجہ تمھیں بھی خیر کی تلقین کرتے رہے۔ میں تمھارے ہاں اپنے ایسے اشخاص بھیجتا ہوں جو نیک کردار و قابل و دین دار اور صاحب علم ہیں۔ میں تمھیں اپنے ان فرستادوں کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت کرتا ہوں۔ وہ اس سے خوش ہو جاتے ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱۱۰)

بنام عریب بن عبد کلال در یمن

اس فرمان کی نقل نہیں ملی۔

(۱۱۱)

بنام عمیر شیخ ہمدان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنام عمیر ذی مرّان اور ہمدان کے دوسرے مسلمانان:

سلامت باشد! میں تمھارے سامنے خدائے واحد لاشریک کی حمد بیان کرتا ہوں۔ بعد ازیں یہ کہ ہمیں روم (تبوک) سے واپسی پر تمھارے مسلمان ہونے کی خبر ملی۔ بلاشبہ جب تم نے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ کے ساتھ ادائے نماز و زکوٰۃ کرلیا تو ہم نے بھی تمھاری جان و مال کی ذمہ داری قبول کر لی۔ اس پوری سرزمین پر تمھارا قبضہ تسلیم کر لیا ہے جس میں تم نے آباد رہ کر اسلام قبول کیا۔ اس میں وہاں کے پہاڑ و چشمے اور ان کی نالیاں بھی شامل ہیں۔ اس بارے میں کوئی شخص

تم پر ظلم نہ کر سکے گا نہ تم پر کوئی بار ہوگا۔

اور مالک بن مرارہ رھاوی تمھاری تلاش میں تھے۔ یہ خبر انھوں نے ہی پہنچائی۔ مالک کے ساتھ بھلائی کیجیے، یہ امر اُس کے شایاں ہے۔

محرر: علی بن ابی طالب

(۱۱۲)

آنحضرتؐ کا تحریری وثیقہ برائے قیس ھمدانی وکیل قوم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام مکہ[1] کے دوران میں قیس (بن مالک بن سعد بن لائی الھمدانی) حاضر ہوا جس کے لیے رسول اللہ صلی الیہ علیہ وسلم نے وثیقہ لکھوا دیا۔ اس میں قیس کو ان کے قبیلۂ ہمدان کی مندرجہ ذیل شاخوں کا سربراہ تسلیم فرمایا:

(الف) احمور صھا کے بطون میں:

۱- قُدَم ۲- آل ذی مزان

۳- آل ذی لعوہ ۴- اذواء

(ب) غرب کے یہ بطون:

ارحب ونُہم وشاکر ووداعہ ویام ومُرہبہ ودالان وخارف وعذر وحجور (بشمول ان کے حلیفوں اور موالی کے)۔

ان وثیقہ داران کو (رسول اللہ صلعم) کے احکام سن کر ان کی اطاعت کرنا ہوگا۔

اور اللہ ورسولؐ کی طرف سے ان کی حفاظت کی ذمہ داری ان کے قیامِ صلوٰۃ و ادائے زکوٰۃ پر منحصر ہے۔

اور بطور عطیۂ استمراری تمھارے لیے مقام خیوان کا دوسو فرق[2] منقّی۔

۱- قیامِ مکہ سے مراد فتح مکہ یا حجۃ الوداع کے دن ہیں، نہ قبل از ہجرت۔ (مترجم)

۲- فرق ماپ ہے تین صاع یا ۱۶- رطل (مدنی) کا (تذکرۃ الالفاظ ضمیمہ متن، ص ۳۴۲)۔

اور ایک سو فرق جوار۔ (نیز) مقام عمران الجویف کی ایک سو فرق گندم اللہ کے مال میں سے سالانہ دیا جائے گا۔

دوسرا نسخہ: از حافظ ابن حجر بروایتِ ابن اثیر

بحوالہ ابن مندہ

۱- میں تمھیں قبیلۂ غرب اور احمورا کی دونوں شاخوں اور ان کے موالی پر امیر مقرر کرتا ہوں۔

۲- تمھارے اور تمھارے ورثاء کے لیے مقام نسا کی جوار کے دوسو صاع اور خیوان کے دوسو صاع منقّی "ہمیشہ ہمیشہ ہمیشہ" کے لیے بیت المال میں سے دیا جائے گا۔

(۱۱۳)

وثقہ برائے مالک ابن نمط ھمدانی و یک جدیانِ مالک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وثیقہ ہے محمد رسولؐ اللہ کی طرف سے قبیلہ ہمدان کے موجودہ سربراہ مالک بن نمط اور ان کے یک جدی ساکن مواضعات ذیل کے لیے جن کے نام یہ ہیں:

جناب الھضب وحقاف الرمل اور ذی المشعار۔

ان کے اور ہم قوم بھی مسلمان ہو جانے پر اس وثیقہ میں شامل ہو سکتے ہیں۔

اور مراعات یہ ہے:

۱- تینوں مواضعات کی نشیبی و ہموار و پتھریلی زمین اور ٹیلے سب پر ان کا قبضہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

۲- وہ ان مواضعات کا سبز اور خشک ہر قسم کا چارہ اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں۔

۳- بیت المال کے لیے حسب قرارداد اور بقید حفظ و امانت جملہ وثیقہ داران

مندرجہ ذیل اجناس داخل کرنے کے ذمہ دار ہیں:

۱- دھوپ اور سردی سے بچاؤ کے لیے کاٹھ کباڑ اور چمڑہ و اُون وغیرہ لیا جائے گا۔

۲- صدقات میں بوڑھے اور جوان اُونٹ ہر دو اقسام اور توانا مویشی و جوان مادائیں اور سفید رنگت کی بھیڑیں وشش سالہ اور بالغ بکریاں لی جائیں گی۔

(۱۱۴)

برائے ضمام بن زید الھمدانی

مگر اس خط کی نقل نہیں ملی۔

(۱۱۵)

برائے قیس بن نمط الھمدانی الارحبی

مگر اس خط کی نقل نہیں ملی۔

(۱۱۶)

وثیقہ برائے عک رئیسِ خیوان (از یمن)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برائے عک رئیسِ خیوان یہ تحریری فرمان ہے کہ اگر وہ اپنی اراضی و مال اور غلاموں کی ملکیت سے واقعی بہرہ مند و ہے تو وہ اللہ اور محمدؐ رسول اللہ کی امان میں ہے۔

محرر: خالد بن سعید بن العاص

(۱۱۷)

آنحضرت صلعم کا تحریری فرمان برائے قبیلہ دارانِ رہاوی

قبیلۂ رہاوی کے متعدد خاندان ہیں جو مذحج سے ہیں۔ آنحضرتؐ نے انھیں تحریری امان عطا فرما دی۔ وہ تحریر انھوں نے عہدِ معاویہ میں

فروخت کر دی۔ (مؤلف)

مگر اس فرمان کی نقل نہیں ملی۔

(۱۱۸)

وثیقہ برائے معدی کرب بن ابرھہ (از خولان)

رسول اللہ صلعم نے معدی کرب بن ابرھہ کو یہ تحریری وثیقہ عطا فرمایا کہ خولان کی اراضی پر اس کا قبضہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

(۱۱۹)

تحریری وثیقہ برائے ابومکنف عبد رضا الخولانی

محرر وثیقہ معاذ ہیں، مگر نقل نہیں ملی۔

(۱۲۰)

وثیقہ برائے خالد بن ضماد ازدی

ان کی اراضی ان کے لیے ہے بشرطیکہ وہ:

۱- خدائے واحد لاشریک پر ایمان لے آئیں۔

۲- محمدؐ کے عبد اور رسول ہونے کا اقرار کریں۔

۳- قیامِ نماز و ادائے زکوٰۃ و ماہِ رمضان کے روزے اور حجِ کعبہ پر عمل پیرا ہوں۔

۴- محدث[1] کو پناہ نہ دیں۔

۵- اسلام پر شک و شبہ میں نہ پڑیں۔

۶- خدا اور اس کے رسولؐ کی تعلیم پر کاربند رہیں۔

۷- اللہ سے محبت کرنے والوں کے ساتھ محبت اور اس کے دشمن سے دشمنی کریں۔

۱- یہاں 'محدث' سے مراد مبتدع فی الدین کے نہیں بلکہ باغی کے ہیں۔ (مترجم)

اور محمدؐ نبی پر ان کا حق یہ ہے کہ وہ خالد (سربراہ قبیلہ) کی جان، مال اور اہل و عیال پر خطرہ نہ آنے دیں۔

اگر خالد ازدی بھی یہ شرائط پورے کرتا رہے تو وہ محمدؐ نبی کی پناہ میں ہے۔

محرر: اُبی

(۱۲۱)

جنادہ ازدی اور ان کے قبیلے کے لیے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جنادہ ازدی، اس کے قبیلے اور حلیفوں کے لیے کہ وہ اللہ اور محمدؐ بن عبداللہ کی پناہ میں ہیں، بشرطیکہ مندرجہ ذیل احکام بجالائیں:

قیامِ نماز و روزہ و زکوٰۃ اور خدا و رسول کی اطاعت، غنیمت میں سے خدا اور نبی صلعم کے لیے ادائے خمس اور مشرکین سے ترکِ تعلق۔

محرر: اُبی

(۱۲۲)

برائے ابوظبیان ازدی (غامدی)

رسول اللہ صلعم نے ابوظبیان عمیر بن حارث ازدی کو یہ امان نامہ دیا:

قبیلۂ غامد میں سے جو شخص مسلمان ہو جائے اس کے حقوق دوسرے مسلمانوں کے برابر ہیں۔ اس کا مال اور جان ہم پر حرام ہے۔ وہ فوجی خدمت سے مستثنیٰ اور اپنی مملوکہ اراضی کا خود مالک ہے۔

(۱۲۳)

برائے عمرو بن عبداللہ ازدی (غامدی)

مگر اس خط کی نقل نہیں ملی۔

(۱۲۴)

برائے قبیلہ مسمّی بارق

یہ وثیقہ محمدؐ رسول اللہ کی طرف سے بارق کے لیے ہے۔

۱- مسلمان موسمِ ربیع اور گرما دونوں میں بارق کی اجازت کے بغیر ان کے جنگل میں مویشی چرانے کے لیے نہ ہانکیں۔

۲- زمانۂ قحط اور خشک سالی میں ان پر مسلمانوں کی ضیافت تین روز سے زائد نہیں۔

۳- ان کے باغات میں سے راہ گیر ایک بھوک کے برابر کھا سکتا ہے مگر پھل اپنے ہمراہ نہیں لے جا سکتا۔

گواہان:

۱- ابوعبیدۃ الجراح ۲- حذیفہ بن الیمان

محرر: اُبی

(۱۲۵)

برائے قیس بن حصین از قبیلۂ مازن بن عمرو بن تمیم

مگر مضمون نہیں ملا۔

(۱۲۶)

بنام مُطرّف بن مازنی دربارۂ اہلیۂ اعشیٰ شاعر (عبداللہ)

از مؤلف: عبداللہ بن اعور حرمازی المازنی معروف بہ اعشیٰ شاعر کا واقعہ ہے کہ وہ ہجر (مقام) سے غلہ خریدنے کے لیے گئے تو ان کے بعد ان کی اہلیہ معاذہ نام نے گھر سے نکل کر مُطرّف (بن نہصل بن کعب بن قشیع بن دلف ابن امیم بن عبداللہ) کے ہاں پناہ لی۔ عبداللہ واپس لوٹے تو بیوی گھر میں نہ تھی۔ بتایا گیا کہ وہ تو بھاگ کر مُطرّف

ابن نہشل کے گھر میں پڑی ہے۔ عبداللہ نے نہشل سے کہا "اے عم زادہ من! میری بیوی آپ کے ہاں چلی آئی ہے۔ اُسے میرے حوالے کر دیجیے۔" نہشل نے کہا "اول تو میرے ہاں ہے نہیں۔ اگر ہے تو جاؤ اپنا راستہ دیکھو!" (یہ مُطَرّف عبداللہ کے مقابلے میں زیادہ معزز تھا)

عبداللہ، رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ شعر عرض کیے:

یَا سیّدالناس و یا دیّانَ العرب !	اے سرورِ عالم! اے شارعِ عرب!
یَنمی اِلی ذروۃ عبدالمطلب	اے عبدالمطلب کا نام روشن کرنے والے!
تلک قروم سادۃ قد مانجبْ	وہ جو برگزیدہ اور نجیب الطرفین گھرانے
الیک اشکو ذربۃ من الذرب	کا فرد ہے میں تیرے آگے اس کی زبان درازی کی شکایت لایا ہوں
کالذئبۃ الغبساء فی ظل السِرَب	اُس بھیڑیے کی مانند جو اپنے بھٹ میں
خرجتُ ابغیھا الطعام فی رَجب	پڑا ہے اور میں ماہ رجب میں اس سے اپنے لیے کھاجا طلب کر رہا ہوں
و خلفتنی بنزاع و ھرب	مگر اُس نے مجھے نزاع اور لڑائی میں مبتلا
اخلفتِ العھد و لطّتْ اذنب	کرا دیا اور خود دُم دبا کر بیٹھ گیا ہے
و ترکتنی وسط عیص ذی اشب	آہ! مجھے اُس نے کانٹے دار جنگل میں
اکمۃ لا ابصر عقدۃ الکرب	چھوڑ دیا میں کہ اندھا ہوں یہ کٹھن راہ کیسے دیکھ

سکتا ہوں

تکدّرِجلی مسامیر الخشب	آہ! میرے پاؤں بھی تو لکڑیوں کے
و ھنَّ شرُّ غالَب لمن غلِب	ٹھڈوں سے زخمی ہو گئے ہیں اور یہ حالت ہر شخص کو مغلوب کر سکتی ہے

اب اُس نے اپنی اہلیہ کے مُطَرّف کے ہاں جا پہنچنے کی شکایت پیش کی جس پر رسول اللہ صلعم نے عبداللہ کو ایک خط عنایت فرمایا (جو مُطَرّف کے نام تھا) "کہ حاملِ فرمانِ ہذا کی بیوی ان کے حوالے کر دی جائے۔"

مُطَرّف نے رسول اللہ صلعم کا مکتوب پڑھوایا تو خاتون سے کہا "اے معاذہ! رسول اللہ نے مجھے یہ حکم دیا ہے۔ میں تمھیں تمھارے شوہر کو واپس کرتا ہوں۔" معاذہ نے کہا "عبداللہ سے یہ عہد لے لیجیے کہ وہ مجھے اس قصور کی سزا نہ دے!" مُطَرّف نے عبداللہ سے عہد لے لیا اور خاتون عبداللہ کے سپرد کر دی۔

(۱۲۷)

برائے ارطاۃ ابن کعب بن شراحیل نخعی

مگر مضمونِ خط نہیں ملا۔

(۱۲۸)

ارقم بن کعب نخعی کے لیے

مگر مضمون خط نہیں ملا۔

(۱۲۹)

زرارہ ابن قیس نخعی کے لیے

مگر مضمونِ خط نہیں ملا۔

(۱۳۰)

قیس بن عمرو نخعی کے لیے

مگر مضمونِ خط نہیں ملا۔

(۱۳۱)

ربیعہ بن ذو مرحب (حضرموت) کے نام

رسول اللہ صلعم نے ربیعہ (بن ذو مرحب حضرمی)، اس کے بھائی اور عم تینوں کے لیے یہ وثیقہ عنایت فرمایا:

حضرموت میں ان کی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد از قسم شہد کے چھتے، طعام، کنویں، پانی کے منبعے، چشمے اور درخت سب پر ان کا قبضہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

ان کی زمین کی پیداوار میں پھلوں اور بیری کے درختوں کے سوا ہر اُس شے پر ان کا قبضہ رہے گا جو ان کے قبضے اور تصرف میں ہے۔ جو شخص ان چیزوں میں مداخلت کرے۔ خدا اور رسول اس سے بری ہیں۔

آل ذی مرحب کی نصرت ہر مسلمان جماعت پر واجب ہے۔ ان کے علاقے میں ہماری جانب سے کسی قسم کا تصرف نہ ہوگا۔ ان کے اموال اور نفوس اور ملک نامی باغ کی نہر پر، جو آل قیس کی وادی سے ہو کر گزرتی ہے، اللہ اور رسول صلعم کی نگرانی ہے۔

(۱۳۲)

برائے وائل ابن حجر حضرمی

مؤلف: جب وائل بن حجر نے (مدینہ سے) اپنے وطن لوٹنے کے ارادے پر رسول اللہ کے حضور عرض کیا ''یارسول اللہ! میری قوم پر میری سیادت کا فرمان لکھوا دیجیے'' تو رسول اللہ نے معاویہ سے تین فرمان لکھوا کر وائل کے سپرد فرمائے۔ ان میں سے یہ فرمان وائل کی

سرداری کے متعلق تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف محمد رسول اللہ صلعم بنام مہاجر[1] بن اُمیہ!

دیکھیے! وائل صاحب خدم وحشم ہے اس کی سیادت حضرموت کے شہزادگانِ حمیر پر قائم رکھی جائے۔

(۱۳۳)

برائے وائل ایضاً

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف محمد رسول اللہ برائے شہزادگان (از ملوک حمیر)

تم سب پر یہ احکام لازم ہیں:

۱- قیامِ نماز۔

۲- ادائے زکوٰۃ بایں طریق کہ:

(الف) نصاب کی ابتدائی حد پر صدقہ واجب ہے۔

(ب) صدقہ سے بچنے کے لیے اپنا ریوڑ دوسرے کے گلے میں داخل نہ کر دیا جائے۔

(ج) سرکاری محصل اور صدقہ دہندہ دونوں ایک دوسرے سے بے انصافی نہ کریں۔

(د) محصل مویشی کے پانی کے گھاٹ پر نہ جا پہنچے اور اچھی راس پر نشان نہ کرتا جائے۔

۱- 'مہاجر' کا اصل نام ولید ہے جسے رسول اللہ نے 'مہاجر' سے بدل دیا۔ یہ اُم المومنین اُم سلمہ کے حقیقی بھائی ہیں اور صنعاء کے گورنر تھے۔ (اصابہ، ۸۲۳۸: م)

(ھ) مالک اپنے مویشی کو وقت پر دور نہ ہنکوا دے کہ محصل ٹکریں مارتا پھرے۔

(و) محصل شمار مویشی میں ایسی صورت اختیار نہ کرے جس سے زیادہ تعداد وصول ہو۔

(ز) صاحبِ اموال کو مسلمان تحصیلداروں کے گروہ کی مدد کرنا چاہیے۔

مشتری کے ہاتھ اُدھار شے فروخت کرنے کے بعد اس کا ثمن وصول ہونے سے قبل اپنی قیمت سے کم میں خریدنا ربا ہے۔

(نوٹ: اس فرمان میں جملہ ''وعلی کلی عشرۃ ما تحمل العراب (؟)'' اسی صورت میں ہے: م)۔

بروایتِ دیگر

برائے شہزادگان حمیر (یمن) و پاسبان شیردل مشتمل بر مندرجہ ذیل احکام:

۱- مویشی پر جس تعداد سے نصاب شروع ہو اُس تعداد پر زکوٰۃ واجب ہے۔ زکوٰۃ کے جانوروں میں یہ عیوب نہ ہوں:

دبلا پن، سوکھی ہوئی راس، تمام ریوڑ میں زیادہ موٹی تازی نہ لی جائیں بلکہ درمیانہ ہوں۔

۲- دفینہ میں ۵/۱ زکوٰۃ ہے۔

تعزیرات:

۱- کنواروں کے زنا کرنے پر ان کے سر پر سو دُرّے مار کر ایک سال کے لیے جلاوطنی۔

۲- اسی جرم میں شادی شدہ کا پتھر سے رجم ہے۔

۳- دین میں عدمِ تساہل، فرائض اللہ میں تصنع سے اجتناب، نشہ آور اشیاء کو حرام سمجھنا۔

ان لوگوں پر وائل بن حجر کو امیر مقرر کیا جاتا ہے۔

(۱۳۴)

ایضاً برائے وائل

از طرف محمدؐ النبی برائے وائل بن حجر شہزادۂ حضرموت

اے وائل! تم مسلمان ہو چکے ہو۔ تمھاری جملہ اراضی اور قلعوں پر تمھارا قبضہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ تم سے دس (؟) میں صرف ایک عدد صدقہ لیا جائے جس عدد کی تعیین دو عادل شخص کریں گے۔

جب تک تم دین پر قائم ہو، میں تمھارے حقوق میں مداخلت پر دوسروں کو روکتا ہوں۔ اگر کسی نے یہ ارتکاب کیا تو نبی اور مومنین تمھارے ناصر ہیں۔

(۱۳۵)

برائے مسعود بن وائل حضرمی

مگر مضمونِ خط نہیں ملا۔

(۱۳۶)

برائے ربیعہ بن لہیعہ حضرمی

مگر مضمونِ فرمان نہیں ملا۔

(۱۳۷)

برائے مہری بن ابیض (از قبیلۂ مہرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ فرمان محمدؐ رسول اللہ کی جانب سے مہری بن ابیض کے نام ہے، مشتمل بریں مضمون کہ:

قبیلۂ مہرہ میں سے جو شخص ایمان لے آئے اُسے غیر مسلموں کے رحم و کرم پر نہ چھوڑا جائے گا، نہ ان کی ریاست پر غارت اور حملہ کیا جائے گا۔

اور مہرہ پر یہ شرائط واجب ہیں۔

۱-شریعت کی پابندی۔

۲-شریعت کا بدلنے والا خدا تعالیٰ کا محارب ہے۔

۳-اور شریعت کا پابند اللہ اور اس کے رسول کی پناہ میں ہے۔

۴-لقطہ[1] اس کے مالک کو ادا کر دیا جائے۔

۵-آوارہ مویشی کا اعلان کر دیا جائے۔

۶-میلے بدن رہنا گناہ ہے۔

۷-جا و بے جا بکنا فسق ہے۔

محرر: محمد بن مسلمہ انصاری

(۱۳۸)

قبیلۂ مہرہ ذھبن ابن قرضم کے لیے

یہ تحریری فرمان ان کے پاس محفوظ تھا مگر اس کا مضمون نہیں ملا۔

(۱۳۹)

قبیلہ بکر بن وائل کے لیے

از محمدؐ رسول اللہ بنام بکر بن وائل۔

اسلام قبول کر لو اور سلامت رہو۔

(۱۴۰)

قبیلہ بکر بن وائل عدی بن شرحبیل بن ذھل کے لیے

مگر مضمون نہیں ملا۔

۱- لاوارث شے جو سر راہ پڑی ہوئی ملے جس میں بے مالک مویشی اور انسان بھی شامل ہیں۔ (مترجم)

(۱۴۱)

برائے احمر بن معاویہ وکیلِ تمیم

مؤلف: جب احمر بن معاویہ نبی صلعم کے حضور، تمیم کے ہمراہ ان کی وکالت کو پیش ہوا تو آنحضرت صلعم نے احمر اور اس کے بیٹے شعبل کے لیے یہ وثیقہ عنایت فرمایا:

یہ تحریری فرمان احمر بن معاویہ اور شعبل بن احمر کے لیے ہے--- ان کے سفر اور پڑاؤ دونوں کے لیے۔

جو شخص انھیں ایذا پہنچائے گا خدا کا ذمہ اس کے لیے نہ رہے گا، اگر ایسی اطلاع میں صداقت ہو۔

محرر: علی بن ابی طالب

(علامتِ ختم)

(۱۴۲)

قَیلہ دخترِ مخرمہ تمیمیہ کے لیے

بروایتِ قیلہ

حریث بن حسان شیبانی وفد بنی بکر بن وائل کے ہمراہ بطور وکیل رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب رسالت مآب نے ان کی قوم سمیت ان کی بیعت قبول فرمائی تب حریث نے عرض کیا ''ہمارے اور بنی تمیم دونوں کے لیے مقام دھنا کے متعلق ایک فرمان لکھوا دیجیے کہ سفر یا ملاقات کے لیے آنے جانے کے بغیر ان کا کوئی فرد دھنا میں پڑاؤ نہ کرے!''

رسالت مآب نے غلام سے لکھنے کے لیے فرمایا۔ اس پر

قیلہ (ممدوحہ) نے عرض کیا ''حریث نے اس ٹکڑے پر اپنے قبضے کے لیے تو عرض نہیں کیا۔ دھنا اونٹوں کا باڑہ اور بکریوں کی چراگاہ دونوں میں کام آتا ہے، جس کے ایک طرف تمیم کی عورتوں اور بچوں کی چلت پھرت بھی رہتی ہے۔''

یہ سن کر رسول خداؐ نے غلام کو منع کرتے ہوئے فرمایا:

''مسکین لڑکی (قیلہ) نے بروقت بتا دیا۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ دونوں بھائی پانی اور سائے میں شریک اور فتنوں پر ایک دوسرے کے معاون ہیں۔

اس کے بعد رسولِ خدا نے سرخ رنگت کے چرمی پارچے پر قیلہ کے لیے مندرجہ ذیل فرمان لکھوا دیا:

یہ تحریری فرمان ہے قیلہ اور اس کی بیٹیوں کے لیے:

ان پر کوئی شخص ظلم کرے، نہ انھیں نکاح[1] کے لیے مجبور کیا جائے۔ ہر ایک مومن مسلم ان کی نصرت کرے، ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ ان لڑکیوں کا نکاح[2] زبردستی نہ کیا جائے۔ ایسا ہرگز نہ ہو کہ ان کے ساتھ برائی سے پیش آیا جائے۔

۱- قیلہ عقد میں تھیں حبیب بن ازہر کے جن کی صلب سے کئی لڑکیاں پیدا ہوئیں اور حبیب نے انتقال کیا تو حبیب کے بھائی اثوب بن ازہر نے کچھ لڑکیاں قیلہ سے چھین لیں۔ قیلہ کی طرف سے اثوب کے رویے کے خلاف شکایت پر رسولؐ اللہ نے گویا اثوب کو متنبہ فرمایا۔
(اصابہ، در تذکرۂ قیلہ، نمبر ۸۸۷) (مترجم)

۲- حالانکہ اثوب ان لڑکیوں کا چچا اور ان کے باپ کی وفات پر ولی نکاح تھا۔ اب ان کی ولیۂ نکاح ان کی ماں ہوسکتی ہے۔ (مترجم)

(۱۴۳)

اقرع بن حابس تمیمی کے لیے

مگر مضمونِ فرمان نہیں ملا۔

(۱۴۴)

سریع بن حاکم سعدی تمیمی کے لیے

مگر مضمونِ فرمان نہیں ملا۔

(۱۴۵)

قتادہ بن اعور تمیمی کے لیے

ان کے لیے رسولؐ اللہ نے وادیِ دھنا کا موضع شبکہ کا وثیقہ لکھوا دیا۔

(۱۴۶)

مسلم بن حارث تمیمی کے لیے

مگر نقلِ فرمان نہیں ملی۔

(۱۴۷)

ایاس بن قتادہ عنبری التمیمی کے لیے

فرمان کی نقل نہیں ملی۔

(۱۴۸)

ساعدہ تمیمی کے لیے

فرمان کی نقل نہیں ملی۔

(۱۴۹)

حصین بن مشمت تمیمی کے لیے

فرمان کی نقل نہیں ملی۔

(١٥٠)

خِراش بن جحش بن عمرو عبسی کے لیے

خراش نے رسول اللہ صلعم کا یہ فرمان چاک کر دیا۔

نقلِ فرمان نہیں ملی۔

(١٥١)

امان بنی زرعہ و بنی ربعہ ہر دو کے لیے

ان کی جان اور مال کے لیے امن اور ان پر ظلم کرنے والے اور ان کے محارب دونوں کے مقابلے میں امداد کا وعدہ ہے لیکن دین اور اہلِ دین کے معاملے میں ان کی مداہنت گوارا نہ ہوگی۔ ہماری مقرر کردہ رعایتیں ان میں سے شہری اور بدو دونوں کے لیے بشرطِ تقویٰ و نیک چلنی یکساں ہیں۔

(١٥٢)

امان نامہ قبیلۂ جُہینہ کے مندرجہ ذیل افراد اور شاخوں کے لیے

١۔ عمرو بن معبد از قبیلۂ جہنی

٢۔ بنی حُرقہ از جُہینہ

٣۔ بنی جُرمز

ان میں وہ فرقہ اللہ تعالیٰ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امان میں ہے جو:

(الف) اسلام لانے کے ساتھ نماز اور ادائے زکوٰۃ کے پابند ہوں۔

(ب) اللہ اور اس کے رسول صلعم کے اطاعت گزار رہیں۔

(ج) غنیمت میں سے خمس ادا کریں۔

(د) اپنے اموال میں سے رسولؐ اللہ کی پسندیدہ شے آپ کے حضور پیش کرنے میں متامّل نہ ہوں۔

(ہ) مشرکوں سے ترکِ موالات کے پابند ہوں۔

(و) مسلمانوں پر قرض میں راس المال لینا ہی روا ہے اور سود باطل قرار دیا جاتا ہے۔

(ز) ان کے پھلوں میں ١٠/١ بیت المال کا حق ہے۔

ان شرائط میں ان تینوں (نمبر ١-٢-٣) کے حلیف بھی شامل ہیں۔

(١٥٣)

امان نامہ برائے بنی جُرمز (در نمبر ١٥٢)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ امان نامہ محمد نبی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے ہے برائے بنی جُرمز بن ربیعہ از قبیلہ جُہینہ۔

(الف) انھیں اپنی بستیوں میں امان ہے۔

(ب) اسلام لاتے وقت جن منقولہ و غیر منقولہ اشیاء پر ان کا قبضہ ہے اس میں مداخلت نہ ہوگی۔ محرّر: مغیرہ

(١٥٤)

وثیقہ جاگیر برائے عوسجہ بن حُرملہ جُہنّی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عوسجہ بن حُرملہ جہنی (شاخ ذوالمرہ) کے لیے یہ جاگیر ہے بہ حدود ذیل:

ایک سمت میں: از موضع بلکثہ تا مصنعہ۔

دوسری سمت میں: از جفلات تا "حدِ جبل القبلہ"

اس جاگیر میں کوئی شخص مداخلت ہرگز نہ کرے۔ اگر کوئی فرد اس جاگیر پر قابض ہو جائے تو اس کا استحقاق تسلیم نہ کیا جائے گا بلکہ عوسجہ کا قبضہ بحال رکھا جائے گا۔

محرر: علا بن عقبہ

(۱۵۵)

عطیہ برائے بنی شمخ از قبیلۂ جُہنیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عطیہ از محمد النبی، بنی شمخ از قبیلہ جُہنیہ کے لیے

کہ وہ صفینہ کی جس اراضی پر قابض ہیں بشمول مزروعہ حصوں کے یہ تمام اراضی صفینہ کے سپرد کی جاتی ہے۔ اس اراضی میں مداخلت اور قبضہ کرنے والے کا استحقاق تسلیم نہ ہوگا بلکہ معطی علیہم کے حوالے کی جائے گی۔

محرر: علی بن عقبہ بمعہ شہادت

(۱۵۶)

ایضاً بنی جُہنیہ کے لیے

بروایتِ عبداللہ بن علیم (الجُہنی)

میں نوجوان تھا۔ سرزمینِ جُہنیہ میں قیام تھا کہ رسول اللہ صلعم کی وفات سے ایک یا دو ماہ قبل آپ کا یہ تحریری فرمان ہمارے پاس پہنچا:

"مردار جانوروں[1] کی کھال اور ان کے پٹھوں سے انتفاع مت حاصل کرو۔"

(۱۵۷)

ایضاً برائے قبیلۂ جُہنیہ

یہ وثیقہ رسولؐ اللہ کی زبانی بحکم خدائے صادق کے لکھوایا گیا۔

۱- بے پکی کھال مراد ہے مگر جو کھال پکالی جائے اس کا استعمال اور بدل دونوں حلال ہیں: کل اھاب دبغ فقد طھر: اسی پر اس کے پٹھوں اور آنتوں کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

برائے عمرو بن جُہینہ بن زید الجُہنی

تمھیں نشیبی اور بالائی دونوں قسم کی مزروعہ و غیر مزروعہ اراضی پر قبضہ دیا جاتا ہے۔ اس میں وہاں کے پہاڑی ٹیکرے اور ان کا دامن بھی شامل ہے جن کی گھاس اور پانی پر بھی تمھارا مالکانہ حق تسلیم کیا جاتا ہے۔

بشرطیکہ:

(الف) تم خمس[1] ادا کرو۔

(ب) بکری[2] اونٹ دونوں قسموں[3] میں ان کی ابتدائی حدِ نصاب دو بکریاں ہیں اور دونوں قسمیں حسب ذیل ہیں:

(۱) ثمیمہ: ۴۰ سے زائد بکریوں کا ریوڑ جو جنگل میں چل پھر کر پیٹ بھرے۔

(۲) صریمہ: ۲۰ تا ۳۰ اُونٹوں کا ریوڑ۔

(ج) البتہ مکّہ کے جوار میں مثیر پہاڑی پر چرنے والے جانوروں پر زکوٰۃ نہیں۔

اس وثیقہ پر فریقین کے درمیان خدا اور موقع پر حاضر مسلمان گواہ ہیں۔

محرر: قیس بن شماس (الرویانی)

۱- مالِ غنیمت سے نہ کہ گھریلو اموال سے۔ (مترجم)

۲- لیکن عبارت (عربی) کا مفہوم اس کے خلاف ہے۔

یہ کہ جنگل میں چرنے یا گھر سے چارہ کھانے والی دونوں قسم کی بکریاں اگر ملی جلی ہوں تو چالیس راس پر ایک یااس بکری زکوٰۃ ہے۔

۳- اگر دونوں قسمیں علیحدہ علیحدہ ہیں تو اس پر بھی ایک راس ہوگی اور اُس (۴۰) پر بھی ایک ہی راس ہوگی۔ واللہ اعلم۔ (مترجم)

(۱۵۸)

برائے جحدم بن فُضالہ الجُہنی

مگر مضمون نہیں ملا۔

(۱۵۹)

امان نامہ برائے بنی ضمرہ

از محمد رسول اللہ صلعم برائے بنی ضمرہ

بشرطیکہ وہ خدا کے دین کی مخالفت نہ کریں اور ہماری طرف سے لام بندی کے اعلان پر فوراً پہنچ جائیں۔

جب تک سمندر میں پانی موجود ہے ہماری طرف سے ان کے دشمن کے مقابلے میں ان کی نصرت کی جائے گی۔ ان کے جان و مال کی حفاظت اللہ اور رسول کے ذمے ہے۔ انفرادی طور پر بھی ان کے ہر متقی اور نیکوکار کی امداد کرنا ہمارا فرض ہے۔

(۱۶۰)

معاہدہ مجدی بن عمرو سید بنی ضمرہ کے ساتھ

از طرف رسولؐ اللہ

نعیم بن مسعود بن رحیلہ اشجعی کے لیے معاہدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول اللہ صلعم ۱۲ویں تاریخ سنہ ۲ ہجری کی شب میں اپنے ہمراہ ستر جان نثار لے کر نکلے۔ ان میں انصار کا کوئی فرد نہ تھا۔ مقصود قریش اور بنی ضمرہ کی تلاش تھی۔ اس تلاش میں مجدی بن عمرو سید بنی ضمرہ سے ملاقات ہوئی اور دونوں میں یہ معاہدہ قرار پایا:

''فریقین میں سے کوئی ایک دوسرے کے خلاف آمادۂ جنگ نہ ہوگا۔ نہ حملہ کرے گا اور نہ کسی دشمن کی اپنے حلیف کے خلاف اعانت کرے گا۔''

مگر نقلِ معاہدہ نہیں ملی۔

(۱۶۱)

برائے بنی غفار

مسلمانوں اور بنی غفار دونوں کے ایک دوسرے پر مساوی حقوق ہیں۔ اللہ اور نبی نے بنی غفار کے اموال و نفوس کی ذمہ داری کے ساتھ ان کے دشمن کے خلاف امداد کا وعدہ کیا ہے۔

ان پر پابندی ہے کہ اگر نبی صلعم انھیں اپنی امداد کے لیے بُلائیں تو وہ فوراً حاضر ہوں۔ رسول اللہ پر ان کی حمایت اُس وقت تک واجب رہے گی جب تک سمندر میں ایک چلّو پانی موجود ہے۔

اس معاہدے میں کوئی رخنہ اندازی روا نہ سمجھی جائے گی۔

(۱۶۲)

معاہدہ برائے نُعیم بن مسعود اشجعی

دونوں ایک دوسرے کی حمایت اور خیرخواہی اُس وقت تک کریں گے جب تک سمندر میں ایک چلّو پانی موجود ہے۔

محرر: علی

(۱۶۳)

اِعطائے جاگیر برائے بلال بن حارث مزنی

مولف: رسول اللہ صلعم نے بلال ابن حارث مزنی کو قبلیہ کی کانیں جاگیرؔ میں عطا فرمائیں جو فرع نام پہاڑ کے دامن میں تھیں۔ ان کانوں سے برآمدگی پر آج تک زکوٰۃ نہیں لی جاتی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت محمد صلعم نے بلال بن حارث مزنی کو قبیلے کی کانیں اور اس ٹکڑے کی نشیبی و بالائی تمام اراضی بھی جاگیر میں عطا کر دی۔اس کے ساتھ قدس کی قابلِ زراعت اراضی، مگر بلال (مذکورہ) کو کسی مسلمان کے حق میں سے کچھ نہ دیا۔

محرر: اُبَیؓ بن کعب

(۱۶۴)

ایضاً جاگیر نامہ برائے بلال بن حارث المزنی المذکور

مِن جانب رسولؐ اللہ

اگر بلال نے جغرافیائی طور پر صحیح اطلاع دی ہے تو میں انھیں مندرجہ ذیل مواضعات بطور جاگیر عطا کرتا ہوں:

۱- موضع نخل　　۲- جزعہ

۳- ذوالمزارع (کا نصف حصہ)　　۴- قدس کی مزروعہ اراضی

۵- مضہ　　۶- مجوع

۷- غیلہ

محرر: معاویہ

(۱۶۵)

فرمان برائے قبیلۂ اسلم

مشتمل بر ایں مضمون کہ اسلم قبیلہ خزاعہ[1] کی شاخ ہے۔قبیلہ اسلم میں سے جو

۱- رسول اللہ صلعم کے دادا سیدنا عبدالمطلب اور حضور صلعم کے دوسرے قبیلہ داران کے مقابلے میں بنوخزاعہ نے عبدالمطلب کی حمایت کی۔رسول خدا نے صلح حدیبیہ میں انھیں اپنا حلیف (معاہد) تسلیم کیا۔(مترجم)

افراد ایمان کے ساتھ قیامِ صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ کے پابند ہوں گے ان کے لیے مندرجہ ذیل مراعات ہیں:

(الف) ہم ان کے دشمن کے مقابلے میں ان کی نصرت کریں گے۔

(ب) یہ نصرت ان کے شہری اور بدوی دونوں قسموں کے لیے ہے۔

(ج) وہ جہاں بھی مقیم ہوں ان کو مہاجر فی سبیل اللہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

محرر: علاء بن حضرمی

(۱۶۶)

فرمان ۱۶۵ کا دوسرا نسخہ

مؤلف: حضرت بریدہ بن الحصیب اپنے ہمراہ قبیلہ اسلم کو لائے مقامِ غدیر الاشطاط میں۔انھیں اُتار کو بریدہ نے رسولؐ اللہ کی خدمت میں عرض کیا:

"یارسول اللہ! یہ لوگ قبیلہ اسلم سے ہیں اور یہ لوگ غدیر الاشطاط میں اُترے ہیں۔ان کے کچھ افراد پڑاؤ پر اپنے مویشی اور سامان کی حفاظت کر رہے ہیں۔"

رسول اللہ نے اسلمیین سے فرمایا "ہم تمھاری مدینہ میں سکونت کے بغیر بھی تمھیں مہاجر تسلیم کرتے ہیں۔" اور علاء بن حضرمی کو طلب فرما کر ان کے لیے یہ فرمان قلمبند کرایا۔

"یہ فرمان محمد رسول اللہ کی طرف سے قبیلۂ اسلم میں سے ان افراد کے لیے ہے جنھوں نے قدیم رسوم ترک کرنے کے بعد خدا کی طرف ہجرت کی۔کلمۂ توحید پڑھا، خدا اور اس کے رسول محمدؐ کی عبدیت اور رسالت کا اقرار کیا۔ایسے لوگ مومن باللہ ہیں

اور ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے۔ جو شخص بنوخزاعہ[1] پر ناحق حملہ کرے اس کے مقابلے میں ہم بنوخزاعہ کے حمایتی ہوں گے کہ ہم اور وہ دونوں ایک قوم ہیں اور دونوں کی فتح ایک قوم کی فتح ہے۔ یہی حقوق بنوخزاعہ کے خانہ بدوش طبقے کے لیے ہیں اور ان کے شہری اور بدوی دونوں کو مہاجر تسلیم کیا جاتا ہے۔"

محرر: علاء بن حضرمی

(۱۶۷)

فرمان برائے حُصین بن اَوس اَسلمی

رسول اللہ صلعم نے حُصین بن اوس اسلمی کو دو مواضع عطا کیے:

۱- موضع فُرغین۔

۲- موضع ذات آعشاش

کوئی شخص ان مواضع میں ان کے خلاف ہرگز مداخلت نہ کرے۔

محرر: علیؓ

(۱۶۸)

فرمان برائے تصدیق فرمان نمبر ۱۶۵ تا ۱۶۷
یعنی قبیلہٴ اسلم کے لیے

مؤلف: قبیلہ اسلم کے جو لوگ عرب میں رہ گئے تھے، ان میں سے ساحلِ سمندر اور میدانی علاقوں میں رہنے والے دونوں طبقوں میں سے رسول اللہ صلعم نے مسلمانوں کے لیے جو فرمان لکھوایا اس فرمان میں ان کے مویشی اور دوسرے اموال پر صدقہ و زکوٰۃ کا حکم بھی تھا۔

محرر: ثابت بن شماس

۱- اسلم انھی بنوخزاعہ کی شاخ ہیں (فرمان نمبر ۱۶۵)۔ (مترجم)

گواہان: ۱- ابوعبیدہ بن الجراح

۲- عمر بن الخطاب

ابن اثیر لکھتے ہیں "یہ روایت ابوموسیٰ نے بیان کی اور کہا کہ ہم نے اس روایت کے غیر مانوس الفاظ اور تبدیلی کلمات و تصحیف کی وجہ سے اسے نقل نہیں کیا۔"

مگر اس فرمان کی نقل نہیں ملی۔

(۱۶۹)

فرمان برائے عمر بن افصی الاسلمی

اس فرمان کی نقل بھی نہیں ملی۔

(۱۷۰)

فرمان برائے ماغر بن مالک الاسلمی

اس کی نقل بھی نہیں ملی۔

(۱۷۱)

تجدید حلف برائے بنوخزاعہ

مؤلف: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا سیدنا عبدالمطلب کا اُن کے چچا نوفل سے تنازع ہو گیا۔ یہ قضیہ زائرین کی فرودگاہ اور سقایت (پانی کی فراہمی) پر تھا۔ نوفل نے اس فرودگاہ اور سقایت دونوں پر قبضہ کر لیا۔ عبدالمطلب نوفل سے جنگ کرنے کے لیے نکل تو آئے مگر ان کا طرف دار کوئی نہ ہوا۔ تب انھوں نے مدینہ میں اپنے ماموؤں کو لکھا جو بنی نجار سے تھے۔ یہ خط پڑھ کر ان کے ستر مردانِ جنگ آزمودہ مکہ معظمہ آ گئے اور نوفل سے کہا "اس گھر کے رب کی قسم! اگر

ہمارے ہمشیر زادہ کا حق اُسے نہ لوٹایا گیا تو یہ میدان تمھاری لاشوں سے اٹا ہوا ہوگا۔"

نوفل نے عبدالمطلب کو زائرین کی فرودگاہ اور منصب سقایت دونوں واپس کر دیے۔ اسی موقع پر نوفل سے عبدشمس نے اور عبدالمطلب سے خزاعہ نے معاہدہ کیا۔ یہ واقعہ رسولؐ اللہ کے ذہن میں بھی محفوظ تھا۔ اب حدیبیہ میں بنوخزاعہ یہی تحریر ہمراہ لے کر رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کا مقصد تجدیدِ معاہدہ تھا۔ آنخضرت صلعم نے دستاویزِ معاہدہ ابیؓ بن کعب سے پڑھوا کر سنی اور مندرجہ ذیل الفاظ میں تجدیدِ معاہدہ فرما دی:

معاہدۂ مذکور کی نقل اور اس کی توثیق

"باسمک اللّٰھم!

یہ معاہدہ ہے عبدالمطلب بن ہاشم اور خزاعہ کے درمیان، جس وقت قبیلہ خزاعہ کے چند سربراہ اور مقدم عبدالمطلب کے پاس آئے۔ خزاعہ کی طرف سے ان شرائط کو وہ تمام افراد تسلیم کرتے ہیں جو اپنے اپنے گھروں اور سفر میں ہیں۔ معاہدہ یہ ہے:

"ہم دونوں کے درمیان ابدالاباد تک معاہدہ ہے جس پر خداوندِ عالم نگران ہے کہ جب تک مکّہ میں کوہ ثبیر اور حراء اپنی اپنی جگہ پر قائم ہیں اور سمندر میں اتنا سا پانی بھی باقی ہے جس سے دامن تر ہو سکے، ہم دونوں ایک دوسرے کے دشمن کے مقابلے میں ایک وجود ہیں۔

ہمارے اور آپ لوگوں کے درمیان اس معاہدے کی دائمی تجدید کے سوا کوئی اور شرط یا استثنٰی روا نہیں۔"

یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔

اس معاہدے کی دوسری روایت

"باسمک اللّٰھم!

یہ معاہدہ ہے عبدالمطلب ابن ہاشم اور خزاعہ کے سرداروں کے ساتھ جن کا سربراہ عمرو بن ربیعہ ہے اور شرائط یہ ہیں:

فریقین ایک دوسرے کی جنگی امداد کرنے کے پابند ہیں۔ اس امداد میں وقفہ نہ ہوگا اور یہ معاہدہ اس وقت تک رہے گا جب تک سمندر میں دامن تر ہونے کے لیے پانی کے چند قطرے ہی رہ جائیں۔ فریقین کے بوڑھے اور جوان سب شریکِ معاہدہ ہیں اور ان سب کے وہ ہم قوم بھی جو مکّہ میں نہیں پہنچ سکے۔ ان کا ایک ایک فرد اس معاہدے کا پابند ہے۔

فریقین نے باہم عہد کیا، اس عہد کی توثیق کی اور یہ عہد کیا کہ جب تک مکّہ کی ثبیر نامی پہاڑی موجود ہے اور میدان میں اُونٹ اپنے نوزائیدہ بچوں کے لیے کلبلاتے ہیں اور جب تک زمین پر پہاڑوں کا وجود قائم ہے اور جب تک زائرین کعبہ عمرۃ الحج کے لیے مکّہ معظمہ آ سکتے ہیں، یہ معاہدہ ختم نہیں ہو سکتا، بلکہ جب تک سورج کی روشنی اور رات کی تاریکی دنیا پر منعکس رہیں، اس معاہدے کے شرائط میں اور زیادہ پابندی ہوتی جائے گی۔ اور تب تک عبدالمطلب، ان کے صاحبزادے اور ان کے حلیف بھی بنوخزاعہ کی نصرت اور حمایت کے لیے سینہ سپر رہیں گے۔ اسی طرح بنوخزاعہ، ان کے افراد اور حلیف خواہ مشرق میں ہوں یا مغرب میں، سنگلاخ وادیوں میں خیمہ انداز ہوں یا کھلے میدان میں، بہرحالت وہ سب عبدالمطلب اور ان کی اولاد کے لیے سربکف رہنے کے پابند ہوں گے۔

فریقین اس تحریر پر اللہ تعالیٰ کو اپنا کفیل اور معتمد علیہ تسلیم کرتے ہیں۔

جب بنوخزاعہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حدیبیہ میں اس معاہدے کا تذکرہ کیا تو آنخضرت صلعم نے ان سے فرمایا: "مجھے تمھارا

معاہدہ اور اس کی پابندی بہت پسند آئی۔ اسلام جاہلیت کے معاہدوں میں اور شدت کا روادار ہے نہ کہ عہد شکنی کا مروج[1]۔

اور جب حدیبیہ میں فریقین کے درمیان اس معاہدے کی توثیق وتجدید ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ بڑھا دیے ''فریقین میں سے کوئی فریق ظالم کی حمایت نہ کرے گا مگر مظلوم کی نصرت کرنا لازم ہوگی۔''

(۱۷۲)

فرمان تحریری بنام بنُو خزاعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف محمد رسولؐ اللہ

بنام بُدیل بن وَرقاء و بُشر و دیگر سرداران بنی عمرو (از قبیلۂ خزاعہ)۔

میں تمھارے سامنے خدائے واحد لاشریک کی تعریف بیان کرتا ہوں۔

بعد ازیں، میں کبھی تمھارے لیے زحمت کا باعث نہیں ہوا، نہ کبھی کوئی ایسی تدبیر سوچی جس سے تمھیں ضرر پہنچ سکے۔ تم لوگ تمام اہل تہامہ[1] کے مقابلے میں میرے نزدیک زیادہ قابلِ عزت اور قریب تر ہو اور تمھاری ہی مانند تمھارے وہ حلیف بھی میرے قریب ہیں۔

تم میں سے جو لوگ مطیبین[2] میں سے ہوں ان میں سے جو شخص ہجرت کر کے

۱- تہامہ، مکہ معظمہ اور اس کی وادی کے حدود کے اندرونی حصہ کا نام ہے۔ (مترجم)

۲- الغرض قصی بن کلاب کے تین بیٹوں (عبد مناف، عبدالدار، عبدالعزیٰ) میں سے قصی نے اپنی تولیتِ کعبہ اور اس قومیت کے پانچوں مناصب صرف عبدالدار کو تفویض کر دیے۔ یہ مناصب تھے (۱) سقایت (حاجیوں کے لیے پانی کی فراہمی)۔ (۲) کعبہ کی کلید برداری (۳) زائرین کی مہمانی (۴) انتظام کی صدارت (۵) علم کعبہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں)

مدینہ چلا آئے، مجھ پر اس کے حقوق میری ذات کے برابر ہیں۔ مدینہ نہ سہی، اپنی سرزمین میں بود و باش کی صورت میں ہجرت کی نیت ہی سہی لیکن مکہ معظمہ کی سکونت ہرگز اختیار نہ کرے ماسوائے عمرہ یا حج کے لیے جانے کی صورت میں۔

جب سے میں نے تمھارے ساتھ معاہدہ کیا ہے، تمھارے حال سے میں کبھی بے خبر نہیں رہا۔ تم میری طرف سے کوئی برا خیال دل میں مت لاؤ، نہ میں تمھیں کسی بے جا امر کے لیے مجبور کروں گا۔

علقمہ بن عُلاثہ اور ھوذہ کے دونوں بیٹے اور قبیلہ عکرمہ مسلمان ہو گئے ہیں۔

حرام امور سے اجتناب میں طرفین کو یکساں طور پر محتاط رہنا ہوگا۔ میرا ارادہ تمھاری تکذیب کا نہیں۔ تمھارا رب تمھیں برائی سے محفوظ رکھے۔

(۱۷۳)

کوہِ تہامہ کے رہزنوں کے لیے

مؤلف: جو لوگ کوہِ تہامہ (گرد و نواحِ مکہ معظمہ) کی پہاڑیوں میں جتھہ بنا کر جم گئے تھے، انھوں نے قبیلۂ بنو کنانہ و مزینہ اور حَکَم و قارہ اور ان کے غلاموں پر تاخت و تاراج کر رکھی تھی۔ رسول اللہ صلعم کے غلبہ پانے پر ان (رہزنوں) کا سردار رسولؐ اللہ کے حضور معاہدے کے لیے

(پچھلے صفحے سے مسلسل)

اب آ کر قصی کے فرزند، عبد مناف کی اولاد اور ان کے بیٹوں نے ان زبردستی کے متولیوں سے اپنا حصہ طلب کیا تو وہ آمادۂ پیکار ہو گئے اور فریقین نے اپنی اپنی جگہ حلف اٹھائے۔ بنو عبد مناف نے پیالے میں عطر بھرا اور اس عطر میں ہاتھ ڈبو ڈبو کر کعبہ پر ملتے گئے۔ عطر کا عربی نام طیب بھی ہے۔ اس مناسبت سے یہ فریق مطیبین کے لقب سے مشہور ہوا۔ رسولؐ اللہ بھی اس گروہ میں شامل تھے (متن نمبر ۳۳۳)۔ (مترجم)

حاضر ہوا اور آنحضرتؐ نے ان کے لیے یہ فرمان لکھوا دیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریری فرمان محمد النبی رسول اللہ صلعم کی جانب سے ان کے عباد اللہ الاتقیا کے لیے ہے، اگر وہ ایمان لانے کے بعد قیامِ صلوٰۃ و ادائے زکوٰۃ کے پابند ہو جائیں تو:

۱- ان کے غلام آزاد ہیں اور ان آزاد شدہ غلاموں مے دوست محمد (صلعم) ہیں۔

۲- اگرچہ غلام ان کے مخالف قبیلے سے کیوں نہ ہو۔

۳- اب تک انھوں نے جو مال ڈکیتی سے حاصل کیا یا جن لوگوں کو انھوں نے موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے، اس مال کا بدل یا بقیہ مال دونوں اور قتل ان کو معاف کیے جاتے ہیں۔

۴- لیکن ان پر کسی کا قرض معاف نہیں کیا جاتا۔

۵- ان پر ظلم اور سختی روا نہیں۔

اگر وہ ان شرائط کے پابند رہے تو خدا اور محمد (صلعم) کی پناہ میں رہیں گے۔

والسلام علیکم!

محرر: اُبی بن کعب

(۱۷۴)

امان نامہ مالک بن احمر الجذامی العوفی کے لیے

رسولؐ اللہ کی تبوک سے تشریف آوری پر مالک بن احمر حاضر ہوا اور اسلام قبول کرنے کے ساتھ عرض کیا:

''میرے لیے اسلام کے احکام قلمبند کرا دیجیے۔''

رسولؐ اللہ نے چرمی پارچے پر جس کا طول ایک بالشت اور عرض چار انگشت تھا

یہ فرمان لکھوا دیا جس کے حروف چمک رہے تھے۔ مجھے یہ فرمان ایوب[1] نے پڑھ کر سنایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریری فرمان محمد رسول اللہ صلعم کی طرف سے مالک بن احمر اور ان کے مسلمان حلیفوں کے لیے امان نامہ ہے بشرطیکہ:

(۱) وہ نماز پڑھتے رہا کریں (۲) زکوٰۃ ادا کرتے رہیں (۳) مسلمانوں کے ساتھ ان کا رہن سہن ہو (۴) مشرکین سے ترکِ موالات رکھیں (۵) غنیمت میں سے خمس اور اس جنگ سے شرکا کا مقررہ حصّہ اس ---- اس حساب سے انھیں دیں۔

تب وہ اللہ عزّوجل اور محمدؐ کی پناہ میں ہیں۔

(۱۷۵)

برائے رفاعہ[2] ابن زید الجذامی

فرمان مِن جانب محمد رسول اللہ برائے رفاعہ ابن زید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں نے رفاعہ[3] ابن زید کو اس کے تمام قبیلہ کی طرف دعوتِ اسلام پہنچانے کے لیے مقرر کیا ہے۔ وہ اپنے قبیلے میں تبلیغ کریں گے۔ اسلام قبول کرنے والا خدا اور رسول کی جماعت میں داخل کیا جائے گا اور منکر[4] کے لیے دو مہینے کی مہلت ہے۔

۱- اس روایت کے راوی سعید بن منصور ہیں۔ ایوب نے انھی (سعید) کو یہ فرمان پڑھ کر سنایا (اصابہ، ج۶، نمبر ۷۵۸۵)۔ (مترجم)

۲- متن میں ''کذا و کذا'' ہے۔ (مترجم)

۳- رفاعہ کے ہمراہ نو افراد اور تھے (اصابہ در تذکرہ رفاعہ)

۴- مشرکین کے لیے آخری میعاد چار ماہ ہے: فسیحوا فی الارض اربعۃ اشھر (۹: ۲)۔ (مترجم)

(۱۷۶)

وثیقہ برائے قبیلۂ جذام کی شاخ بنو جفال

از طرف محمد النبی برائے بنو جفال بن ربیعہ بن زید (جذامی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارم (مقام) انھیں عطا ہوا۔ ان کے قبضے کے بعد کوئی فرد ارم میں مداخلت کرے تو اصل قابض بنو جفال کو تسلیم کیا جائے گا۔

محرر: ارقم

(۱۷۷)

فرمان برائے قبیلۂ جُذام وقبیلۂ قُضاعہ

رسول اللہ نے قُضاعہ کی شاخ سعد ھذیم ---- اور ---- قبیلۂ جذام دونوں کے لیے ایک مشترک فرمان رقم کرا دیا۔

اس فرمان میں نصاب زکوٰۃ کی تفصیل تھی اور یہ کہ زکوٰۃ اور خمس دونوں حدود کی رقم ہمارے معلّمین اُبی اور عنبسہ کے سپرد کی جائے یا وہ دونوں اپنی طرف سے جس تحصیلدار کو بھجیں اس کے حوالے کر دیں۔

مگر اس فرمان کی نقل نہیں ملی۔

(۱۷۸)

امان نامہ برائے زُہیر ابن قرضم از قبیلۂ قُضاعہ

قُضاعہ کی متعدد شاخیں ہیں۔ ان میں ایک شاخ سے زہیر بن قرضم بن العُجیل ہیں جو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں سردارِ وفد کی حیثیت سے پیش ہوئے۔ رسولؐ خدا نے ان کے لیے تحریری فرمان لکھوا کر انھیں عنایت فرمایا اور انھیں ان کے قبیلے میں واپس بھجوا دیا۔

مگر اس فرمان کی نقل نہیں ملی۔

(۱۷۹)

قبیلۂ عذرہ کے سردار زمل بن عمرو کے لیے

تحریری فرمان من جانب محمد رسول اللہ برائے زمل بن عمرو اور ان کے ہم کیش حلیفان اہل الاسلام کے لیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں زمل کو ان کی قوم کی طرف مبلّغ کی حیثیت سے بھیج رہا ہوں۔ جو شخص اسلام قبول کرے، وہ حذب اللہ میں شامل ہے اور منکر کے لیے دو مہینے تک امان ہے۔

گواہ: ۱- علی بن ابی طالب

۲- محمد بن مسلمہ انصاری

(۱۸۰)

فرمان برائے اسقع بن شُریح بن حُریم از قبیلۂ جَرم

قبیلۂ جَرم کے وفود رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ایک (وفد) میں یہ دو افراد تھے:

۱- اسقع بن شُریح ابن حُریم بن عمرو بن رباح۔

۲- ھوذہ بن عمرو بن یزید بن رباح۔

یہ دونوں صاحب مسلمان ہوگئے۔ محمد رسول اللہ صلعم نے دونوں کے لیے ایک تحریری فرمان ان کے حوالے فرمایا۔

اس فرمان کی نقل نہیں ملی۔

(۱۸۱)

امان نامہ طائف کی وادی وج کے بنو ثقیف کے لیے

فرمانِ من جانب محمد النبی رسول اللہ صلعم

اس تحریر کے مطابق ثقیف کے لیے خدائے واحد لاشریک اور محمد بن عبداللہ نبی کی طرف سے امان اور یہ مراعات ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱- پوری وادیِ وج اللہ کے نام پر حرم[۱] ہے۔

۲- اس وادی کی جھاڑیاں، شکار، سرقہ کسی قسم کا ظلم سب حرام ہے۔

۳- ثقیف تمام لوگوں کے مقابلے میں اس وادی سے انتفاع کے زیادہ حق دار ہیں۔

۴- ثقیف کے سوا کوئی اور شخص اس وادی کی کسی شے کا مالک نہیں۔ نہ کسی مسلمان کے لیے اس وادی میں مداخلت کرنا جائز ہے۔

۵- بنو ثقیف جس طرح چاہیں اس (وادی) کا استعمال کرنے کے مجاز ہیں۔ وہاں پر مکانوں کی تعمیر یا وہاں کی دوسری منافع کی چیزیں ان کے لیے مباح ہیں۔

۶- ان پر جہاد میں شرکت اور ان سے امداد کے طور پر جبری ٹیکس یا فوجی بھرتی معاف ہے۔

۷- وہ دوسرے مسلمانوں کی مانند آزاد ہیں۔ جہاں چاہیں جائیں، ان پر کوئی محاسبہ نہیں۔

۸- دوسرے خاندانوں میں ان کے جو غلام اسیر ہیں وہ انھیں واپس کیے جائیں گے

۱- بایں معنی کہ اس وادی یا سرزمین میں شکار کرنا، باہم تکرار، قتل وسرقہ، ڈکیتی اور وہاں کی گھاس اور لکڑی کاٹنا منع ہے۔ فی المعنی حرم خدا تعالیٰ کی ایسی ملکیت ہے جس میں تصرف ناروا ہے جیسے حرمِ مکّہ میں منع ہے۔ (مترجم)

ان کی واپسی پر وہ انھیں غلام بنا کر رکھیں یا آزاد کر دیں انھیں اختیار ہے۔

۹- اگر شئے مرہونہ کے عوض میں ان کا کسی پر قرض ہے اور میعاد ختم ہو چکی ہے اور رہن رکھنے والا شئے مرہونہ پر اپنا قبضہ رکھنا چاہتا ہے تو اس کے لیے خدا کی طرف سے کوئی مواخذہ نہیں۔

۱۰- اگر شئے مرہونہ پر قرض سوقِ عکاظ میں دیا گیا ہے تو اُس کی ادائیگی راس المال کی صورت میں عکاظ ہی میں ہوگی۔

۱۱- تمسّک یا کسی عام تحریر پر جو قرض کسی ثقفی نے اپنے مسلمان ہونے سے قبل دیا ہے وہ اس قرض کی واپسی کا مستحق ہے۔

۱۲- ثقیف کی دوسروں کے پاس امانت بصورت مال یا بکریوں کے ریوڑ چرائی پر دیے گئے اور وہ سلامت ہوں یا ضائع ہو چکے ہیں تو ثقیف اپنے ریوڑ (بصورتِ بدل) لینے کا حقدار ہے۔

۱۳- ثقیف کا دوسروں کے پاس مال یا ریوڑ امانت تھا اور وہ امانتی سے ضائع ہو گیا ہے، تب بھی امانت دار کو انھیں اس کا بدل یا ثمن ادا کرنا ہوگا۔

۱۴- ثقیف کے حلیف یا ''تاجر'' کے لیے بھی انھی کے مطابق مراعات ہیں۔

۱۵- ثقیف کے اموال اور آبرو پر ناحق طعن یا دعویٰ کرنے والا ہماری امداد کا مستحق نہ ہوگا بلکہ اللہ اور مومنین ثقیف کے طرف دار ہوں گے۔

۱۶- ثقیف جس فرد یا قوم کا اپنے حدود میں داخلہ ناپسند کریں ان کا وہاں جانا جائز نہ سمجھا جائے گا۔ ان کی اجازت کے بغیر اُن کے بازار اور معبد بھی گھروں کے آنگن کی مانند ہیں۔

۱۷- ان کا امیر انھی میں سے ہوگا؛ مثلاً بنی مالک - اور - احلاف دونوں قبیلوں پر ان کا اپنا اپنا امیر ہوگا۔

۱۸- قریش[1] کے انگوروں کی آب پاشی پر ثقیف کو پیداوار کا نصف حصہ ملے گا۔

۱۹- اشیائے مرہونہ کے عوض میں ثقیف پر دوسروں کا جو قرض ہے اگر ثقیف کے ہاں ادائیگی کی سکت ہو تو قرض خواہ کو دیا جائے ورنہ ماہ جمادی الاولیٰ سال آئندہ تک میعاد ہے۔ اگر یہ موسم گزر گیا تو مطالبہ سوخت ہوگیا۔

۲۰- اگر ان (ثقیف) کا اسیر[2] کسی کے پاس ہو اور قابض نے اسیر کو فروخت کر دیا ہو تو یہ رقم اسے ثقیف کے حوالے کرنا ہوگی۔

۲۱- اور اگر اسیر موجود ہے تو اس کے عوض میں ثقفی کو ۶ اُونٹنی ستر سالہ دینا ہوں گی اور ۳ دو سالہ، مگر تنومند۔

۲۲- اگر بنو ثقیف میں سے کسی نے دوسرے کا کنیسہ خرید لیا ہے تو یہ واپس نہ ہوگا۔

(۱۸۲)

فرمان بنو ثقیف کے عام مسلمانوں کے لیے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمان من جانب نبی محمد رسول اللہ، برائے مسلمانانِ بنو ثقیف

وادیِ وج کی جھاڑی اور درخت نہ کاٹے جائیں۔ نہ وہاں پر شکار کھیلا جائے، نہ وہاں کا شکار کردہ جانور ذبح کیا جائے۔ جو شخص ان میں سے کوئی کام کرے اُسے پیٹا جائے اور اس کے تن کے کپڑے اُتار لیے جائیں۔ اگر وہ سرکشی پر آمادہ ہو تو اسے گرفتار کر کے محمد نبی (صلعم) کے سامنے حاضر کیا جائے۔

یہ فرمان محمد النبی (صلعم) کی طرف سے نافذ ہوا اور خالد بن سعید نے رسولؐ اللہ

۱- قریش مکہ کی طائف میں زمینداری اور باغات تھے۔ (مترجم)

۲- یہ ایسے غلام تھے جو ڈکیتی میں آزادوں کو اسیر کر کے انھیں غلام بنا لیا گیا۔ قصاص و دیت و ضمان سے اغماض فرما لیا مگر ان سے نہیں۔ (مترجم)

کے حکم سے لکھا۔

اضافہ: اگر کسی شخص نے محمد صلعم کے ان احکام کی خلاف ورزی کی تو وہ خود اپنے کیے کا ذمہ دار ہوگا۔

(۱۸۳)

ایضاً برائے اہلِ طائف

بروایتِ اُسیّد الجعفی

مَیں رسول خدا کی خدمت میں باریاب تھا۔ آپ نے اہلِ طائف کے لیے ایک فرمان میں لکھوایا کہ ''نشہ آور نبیذ[1] حرام ہے۔''

(۱۸۴)

عہدِ ارتداد میں حضرت ابوبکرؓ کا تحریری فرمان
عاملِ ثقیف عثمان بن ابو العاصؓ کے نام

نبی صلعم نے ثقیف کے لیے عہد کیا تھا کہ ان پر جہاد میں شرکت اور ان سے امداد کے طور پر جبراً مالی محاصل یا فوجی بھرتی معاف ہے (فرمان نمبر ۱۸۱) لیکن نبی صلعم کی وفات پر تمام عرب کے خواص و عوام مرتد ہو گئے اور صدقہ جو بیت المال میں جمع ہوتا تھا، کسی نے ادا نہ کیا، البتہ قریش اور ثقیف بشمول اپنے حلیفوں (بنی جدیلہ اور بنی اعجاز) کے اسلام پر قائم رہے۔ تب حضرت ابوبکر نے عاملِ ثقیف عثمان بن ابوالعاص

۱- نبیذ: پانی میں خرما یا انگور یا کوئی ایسی ہی اور شے ڈبو کر رکھ دینا۔ اگر پانی میں سُکر پیدا نہیں ہوا تو یہ مئے حلال ہے اور سُکر پیدا ہو جانے کی صورت میں حرام۔ لفظ نبیذ دونوں قسموں پر بولا جاتا ہے۔ حرمت اسم پر ہے نہ مسمّٰی پر بلکہ علت پر ہے۔ وہ نبیذ میں ہو یا مئے آتشہ میں۔ (مترجم)

ابوالعاص کی طرف لکھا کہ ایک فوجی دستہ متعین کرو جو طائف کے ہر ایک پرگنہ میں گشت کرتا رہے۔ دستے کا سالار معتمد ہو اور ہر ایک پرگنہ میں ایسے بیس بیس شحنہ مقرر کر دیے جائیں جن کی مخالفت کوئی شخص نہ کرے۔

مگر اس فرمان کی نقل نہیں ملی۔

(۱۸۵)

فرمان برائے اہلِ جُرش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمان من جانب محمد النبی صلعم برائے اہلِ جُرش

اسلام لاتے وقت جن چراگاہوں[1] پر ان کا قبضہ تھا اُسے بدستور تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان چراگاہوں میں جو غیر شخص مالکان کی اجازت کے بغیر اپنے مویشی ہانک دے اُس کی پونجی مالِ حرام[2] ہوگی۔ زہیر بن[3] الحماطہ کا بیٹا قبیلہ خثعم میں مقیم ہے اُسے گرفتار کر لو، وہ ان کا ضامن ہے۔

گواہان: عمر بن الخطاب و معاویہ بن ابوسفیان

محرر: ایضاً معاویہ

۱- عربی میں چراگاہ کو ”حمی“ کہا جاتا ہے اور ”حمی“ میں مالک کی اجازت کے بغیر کوئی شخص اپنے مویشی نہیں چرا سکتا۔ (مترجم)

۲- شے حرام بمعنی لوٹی جا سکتی ہے (م)۔

۳- زہیر کی گرفتاری کا حکم کیوں ہوا، معلوم نہیں ہو سکا (م)۔

(۱۸۶)

فرمان برائے قبیلۂ خثعم

یہ فرمان محمدؐ رسول اللہ کی طرف سے ہے برائے قبیلۂ خثعم نزیل (مقام) بیشہ و صحرائے بیشہ:

۱- تمھیں جاہلیت کے خون کا معاوضہ معاف ہے۔

۲- تم میں سے جو شخص دلی رضامندی یا اپنی طبیعت پر جبر کر کے اسلام میں داخل ہو اگر وہ زراعت پیشہ ہے اور شور زمین یا بنجر پر قابض ہو، جس کی سینچائی مینہ کے پانی سے ہوتی ہے یا زمین کی طبعی نمی اسے تیار کرتی ہے، اگر خشک سالی اور قحط کا زمانہ نہ ہو اور وہ اراضی چشمے کے پانی سے سینچی گئی ہے تو زکوۃ ۱/۱۰ (عُشر) ہوگی اور اگر ڈول سے سینچی گئی ہے تو ۱/۲۰ (بیسواں حصہ) ہوگی۔

گواہان: جریر بن عبداللہ و دیگر حاضرینِ مجلس

(۱۸۷)

فرمان برائے حارث بن عبدالمشس خثعمی

مگر اس خط کی نقل نہیں ملی۔

(۱۸۸)

امان نامہ برائے قبیلہ باھلہ از ساکنینِ مقامِ بیشہ

بنام مطرف بن کاہن الباہلی اور ان کے ہم قبیلہ ساکنینِ مقامِ بیشہ:

جو شخص ایسی بنجر اراضی آباد کرے جو اراضی مویشی کے باڑے اور چراگاہ میں کام آتی ہو ایسے کاشتکار کے مویشی میں مندرجہ ذیل نصاب ہے:

گائے = ۳۰ عدد پر ایک جوان بیل یا ایک جوان گائے۔

بکری = ۴۰ عدد پر درمیانہ سن کی ایک عدد بکری۔

اُونٹ = ۵ عدد پر دو سالہ موٹی تازی ایک بکری۔

تحصیلدار کے لیے ہدایت: چراگاہ ہی میں صدقے کے جانور علیحدہ کر لینا چاہیے۔ اگر باہلی یہ پابندی قبول کریں تو وہ خدا کی امان میں ہیں۔

(۱۸۹)

فرمان برائے نہشل بن مالک الوائلی (از قبیلۂ باہلہ)

باسمک اللّٰھم!

یہ تحریری فرمان محمد رسول اللہ صلعم کی طرف سے ہے مسمی نہشل بن مالک اور ان کے حلیف بنی وائل کے لیے۔

جو شخص مندرجہ ذیل امور کا پابند ہو جائے اس کے لیے اللہ کی طرف سے امان ہے اور محمد اس سے کسی قسم کا مواخذہ نہ کریں گے۔ ان سے فوجی خدمت بھی نہ لی جائے گی اور ان کا امیر بھی انھی میں سے نامزد ہوگا۔

شرائط: (۱) قبولِ اسلام (۲) قیامِ صلوٰۃ (۳) ادائے زکوٰۃ (۴) خدا اور اس کے رسول کی اطاعت (۵) غنیمت میں سے خمس برائے بیت المال اور اسی مال میں سے رسول اللہ صلعم کا حصہ آپ کے لیے پیش کرنا[1] (۶) اپنے اسلام کی عملی شہادت اور (۷) مشرکین سے ترکِ موالات۔

محرر: عثمان بن عفان

(۱۹۰)

فرمان برائے اکیدر و اہلِ دومۃ الجندل

ابوعبید[2] فرماتے ہیں:

۱- ''سہم النبی'' علیحدہ نہیں ہے۔ لفظ (سہل النبی) عطف تفسیری ہے۔ (مترجم)

۲- ابوعبید قاسم بن سلام مؤلف کتاب ''کتاب الاموال''۔ مؤلف علّام نے ان کا تذکرہ مقدمہ میں بھی کیا ہے۔ (مترجم)

یہ خط میرے پاس ایک مرد بزرگ لائے تھے جو چرمی بٹوے میں لپٹا ہوا تھا۔ کاغذ سفید رنگ کا تھا۔ میں نے حرف بحرف اسے نقل کر لیا--- جب وہ (اکیدر) خالد بن ولید سیف اللہ کے بالمواجہ اسلام لائے اور انھوں نے بتوں کی پرستش سے توبہ کر لی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مِن جانب رسول اللہ برائے اکیدر

یہ احکام مقام دومۃ الجندل اور اس کے اطراف کی پیداوار کے متعلق ہیں کہ تمھاری اراضی میں ہمارے لیے صرف یہ کچھ ہے:

۱- اِکاَ دُکاَ درخت۔

۲- زمینِ شور۔

۳- جنگل اور غیر مزروعہ آبادی پر قبضہ۔

زرہیں، اسلحہ جات، اُونٹ اور گھوڑے بوقت ضرورت۔

اور تمھارے لیے مندرجہ ذیل مقامات ہیں:

۱- بستیوں کے نواح میں باغ اور باغیچے، چشمے اور نہریں۔

۲- تمھارے مویشی چراگاہوں سے روکے نہ جائیں گے، نہ تم سے مقررہ اجناس سے زائد لگان لیا جائے گا۔

۳- تمھارے کھیت اور گھاس کے جنگل بھی محفوظ رہیں گے بشرطیکہ تم مقررہ وقت پر نماز پڑھو اور دیانتداری سے زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ تب تمھارے لیے اللہ کے عہد اور میثاق کی پابندی و ایفا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ اور حاضرینِ مجلس گواہ ہیں---

فقط بعونہٖ تعالیٰ۔

(۱۹۱)

دومۃ الجندل اور قبیلۂ کلب کے لیے

یہ وثیقہ دومۃ الجندل اور ان کے حلیف قبیلہ کلب بشمول حارثہ بن بطن کے لیے ہے:

۱- ہم اُن درختوں کے مالک ہیں جو بارش سے سیراب نہ ہوں اور تمھارے لیے وہ پیڑ ہیں جو مینہ کے پانی سے سرسبز و شاداب رہیں۔

۲- چشموں سے سیراب ہونے والی اراضی کی پیداوار پر ۱۰/۱ اور نشیبی زمین کی پیداوار پر ۲۰/۱ زکوٰۃ ہے۔

۳- تمھارے مویشی چراگاہوں سے ہٹائے نہ جائیں گے اور نہ تم سے مقررہ اجناس سے زائد لگان لیا جائے گا۔ مگر تمھارے زکوٰۃ دہندہ ناپ تول میں کمی بیشی نہ کرنے پائیں۔

۴- تمھاری چراگاہوں اور گھر بار کے سامان پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔

تم پر اس کی پابندی اور ہم پر تمھاری ہمدردی اور وعدے کا ایفا لازم ہے۔ اس تحریر پر اللہ تعالیٰ اور حاضرین مجلس گواہ ہیں۔

(۱۹۲)

ایضاً برائے مذکورین در فرمان نمبر ۱۹۱

(اس میں دو روایات ہیں)

پہلی روایت: یہ تحریری فرمان محمد نبی رسول اللہ صلعم کی طرف سے ہے، قبیلہ اہلِ جناب اور ان کے حلیفوں و طرف داران کے لیے بشرطیکہ:

وہ قیامِ صلوٰۃ، ادائے زکوٰۃ، تمسک بالایمان، ایفائے میثاق مابین الفریقین کے پابند رہیں۔ ان کی ذمہ داری مندرجہ ذیل امور میں بھی ہے:

(الف) ایسے اُونٹ جو کام کے بھی ہوں اور جنگل میں چر کر پیٹ پالتے ہوں ان پر زکوٰۃ ایک بکری صحیح الاعضا ہے۔

(ب) بارکش اُونٹ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔

(ج) آبِ شیریں اور بارانی اراضی کی پیداوار پر زکوٰۃ جو کچھ ان کا امین مقرر کرے، ہم اس پر زیادہ نہ کریں گے۔

گواہان: ۱- سعد بن عبادہ

۲- عبداللہ بن انیس

۳- دحیہ بن خلیفہ کلبی

دوسری روایت: فرمان من جانب محمد نبی رسول اللہ برائے جملہ قبائل کلب، ان کے حلیف اور وہ قبائل و افراد جنھیں مسلمان قبیلۂ کلب کے ساتھ وابستہ سمجھ سکے بشمول قطن بن حارثہ العُلیمی:

احکام یہ ہیں:

(الف) وہ قیامِ صلوٰۃ اوقاتِ مقررہ پر کریں۔

(ب) زکوٰۃ خدا کا حق سمجھتے ہوئے ادا کریں۔

ان دونوں امور پر سختی اور وفاداری سے عمل شرط ہے۔

وقتِ تحریرِ فرمانِ ہذا در مجمعِ مسلمانان:

گواہان: ۱- سعد بن عبادہ

۲- عبداللہ بن انیس

۳- دحیہ بن خلیفہ کلبی

شرح مزید از قسمِ زکوٰۃ:

۱- بے کار چرتی رہنے والی ۵۰ عدد اُونٹنیوں پر ایک صحیح سالم بکری ہے۔

۲- دو سالہ بکریوں پر خواہ روزانہ دودھ دیں یا دو دو تین تین دن کے بعد دیں، ایک

بکری[1] ہے۔

۵- جو باغیچے بارانی نالوں سے سینچے جائیں ان کے پھلوں پر ۱۰/۱ ہے۔

۶- بارانی پیداوار پر جو کچھ امین مقرر کرے۔

اس معاہدے پر خدا اور اس کے رسول صلعم گواہ ہیں۔

محرر: ثابت بن قیس بن شماس

(۱۹۳)

امان نامہ برائے قبیلۂ بنو معاویہ از طے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحریری امان من جانب محمد النبی (صلعم) برائے بنو معاویہ بن جرول طائیین بشرائط ذیل:

قبولِ اسلام، قیامِ صلوٰۃ، ادائے زکوٰۃ، اطاعتِ خدا و رسول، خمسِ غنیمت کی پیش کش بشمولِ حصۂ نبی صلعم، ترکِ موالات از مشرکین، اسلام لانے پر ظاہری[2] شہادت۔

۱- ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے امان ہے۔

۲- ان کی بستیاں اور پانی کے خزانوں سے کوئی تعرض نہیں۔

۳- ان کے ریوڑ چراگاہوں کے اندر یا وہاں سے شام کے وقت واپسی پر جو بچے ڈالیں وہ بھی ان کی ملکیت ہوں گے۔

۴- ان کی مقبوضہ بستیوں پر ان کا قبضہ تسلیم کیا جائے گا۔ محرر: زبیر بن عوام

۱- ان کی تعداد مذکور نہیں: و فی الشوی الوری مسنۃ اس فرمان کی ۱۳ ویں سطر میں ہے۔ (مترجم)

۲- اسلامی اعمال و کردار سے۔ (مترجم)

(۱۹۴)

فرمان برائے عامر بن اسود از قبیلۂ طے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمان من جانب محمد رسول اللہ برائے عامر بن اسود بن عامر بن جُوین الطائی۔

عامر اور اس کے ہم قوم مسلمانوں کے لیے ان کے شہر اور پانی کے خزانے بدستور ان کی ملکیت میں رہیں گے، بشرطیکہ وہ مندرجہ ذیل تین امور کے پابند رہیں:

(۱) قیامِ صلوٰۃ (۲) ادائے زکوٰۃ (۳) ترکِ موالات از مشرکین۔

محرر: مغیرہ

(۱۹۵)

برائے قبیلہ بنی جُوین از طائیین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمان من جانب محمدؐ رسول اللہ برائے بنی جُوین الطائیین

ان کی اراضی، پانی کے چشمے اور بکریوں کے ریوڑ سب پر ان کی ملکیت بہ پابندی ذیل تسلیم کی جاتی ہے:

ایمان باللہ، قیامِ نماز، ادائے زکوٰۃ، مشرکین سے ترکِ موالات، خدا اور رسول کی اطاعت، مالِ غنیمت سے اللہ کا خمس اور نبی کا حصہ اور اسلام کی عملی شہادت۔ تب وہ اللہ تعالیٰ اور محمد بن عبداللہ کی امان میں ہوں گے۔

محرر: مغیرہ

(۱۹۶)

برائے بنی معن از قبیلہ طے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من جانب محمد النبی (صلعم) برائے بنی معن از قبیلۂ طے

ان کے شہر، بستیاں، چشمے اور ندی نالے، مویشی کے باڑے[1] سب اُن کی ملکیت ہیں بشرطیکہ وہ مندرجہ ذیل امور کے پابند رہیں:

(۱) قیامِ صلوٰۃ (۲) ادائے زکوٰۃ (۳) خدا اور رسول کی اطاعت (۴) مشرکین سے ترکِ موالات (۵) اپنے اسلام کا حسن اعمال کے ذریعے ثبوت (۶) محفوظ راستوں کی ذمہ داری۔

محرر اور گواہ: علا بن حضرمی

(۱۹۷)

برائے حبیب بن عمرو از قبیلۂ بنو اَجا

فرمان از محمد رسول اللہ (صلعم) برائے حبیب بن عمرو از بنو اجا اور حبیب کے ہم قوم مسلمانوں کے لیے:

ان میں سے جو شخص مسلمان ہونے کے ساتھ نماز اور زکوٰۃ کا پابند ہو جائے اس کا مال، پانی کے خزانے اور ندی نالے سب پر اس کا قبضہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ رعایت بستی اور صحرا دونوں میں بسنے والوں کے لیے یکساں ہے۔

اس تحریر اور مضمون دونوں پر خدا تعالیٰ گواہ ہے اور محمد صلعم کی ذمہ داری ہے۔

(۱۹۸)

فرمان برائے جابر بن حارثہ از قبیلۂ طے

رسول اللہ نے جو فرمان ان کے لیے قلم بند فرمایا وہ بجنسہ ان لوگوں کی تحویل میں

۱- متن (عربی) کے الفاظ ''صبح و شام کے باڑے'' علیحدہ علیحدہ مذکور ہیں یعنی "غدودة الغنم من مبيتة" بکریوں کے ٹھہرنے کے لیے صبح و شام دونوں کی جگہیں۔ مگر اُردو میں صرف لفظ باڑہ استعمال ہوتا ہے۔ اس کے لیے صبح و شام کا کوئی امتیاز نہیں۔ (مترجم)

میں رہا۔

مگر اس کی نقل نہیں ملی۔

(۱۹۹)

برائے ولید بن جابر بن ظالم الطائی البحتری

یہ تحریری فرمان قبیلۂ طے کے اُن لوگوں کے پاس رہا جن کی بود و باش اس خط میں مذکور پہاڑوں میں تھی۔

مگر اس کی نقل نہیں ملی۔

(۲۰۰)

برائے انس بن عامر بن حصن الطائی

اس فرمان کی نقل نہیں ملی۔

(۲۰۱)

جاگیر برائے زیدِ الخیل بن مہلہل الطائی

رسول اللہ کے حضور زیدِ الخیل ایک وفد کے سردار کی حیثیت سے حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے ان کا نام زیدِ الخیر (بجائے زیدِ الخیل) مقرر فرمایا اور انھیں موضع فید اس کی اراضی سمیت بطور جاگیر عطا فرمایا اور تحریر لکھ دی۔

زید نے مدینۂ منورہ سے واپسی پر مقام فردہ میں انتقال کیا مگر جب یہ فرمان اور زید کے انتقال کی خبر ان کی بیوی فردہ کو پہنچی تو اس نے رسول اللہ صلعم کا یہ فرمان چاک کر دیا اور ایک روایت کے مطابق اس خاتون نے فرطِ غم سے شوہر کے اُونٹ کا کجاوہ جلا دیا (جس کجاوے میں یہ وثیقہ بھی تھا)۔

اس خط کی نقل نہیں ملی۔

(۲۰۲)

فرمان برائے بنی اسد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من جانب محمد النبی بنام قبیلہ بنی اسد

سلام علیکم! میں تمھارے سامنے خدائے یکتا کی حمد کرنے کے بعد تمھیں حکم دیتا ہوں کہ:

۱- زنہار! جو قبیلہ طے کی اراضی اور پانی کے خزانوں کی طرف میلی نظر سے دیکھو! ان کے خطے کے ندی نالوں اور چشموں کا پانی تمھارے لیے نہیں ہے۔

۲- زنہار جو ان کی اجازت کے بغیر ان کی سرزمین پر قدم رکھو!

تم میں جو شخص ہمارے ان حکموں کی خلاف ورزی کرے اس کے لیے ہماری ذمہ داری نہیں ہے۔

قضائی ابن عمرو کو یہ فرمان دے کر بھجوایا گیا۔

محرر: خالد بن سعید

(۲۰۳)

فرمان برائے حضرمی ابن عامر اسدی

مگر اس فرمان کی نقل نہیں ملی۔

(۲۰۴)

تحریری فرمان من جانب محمدؐ رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریری فرمان من جانب محمد رسول اللہ، حصین بن نضلہ اسدی کے لیے ہے---مشتمل بر ایں احکام کہ موضع ترمذ اور کثیفہ دونوں پر ان کا قبضہ تسلیم کیا جائے۔

کوئی شخص اس فرمان میں ہرگز مداخلت نہ کرے۔

محرر: مغیرہ

(۲۰۵)

از مُسَیلمہ کذّاب بحضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم

من جانب مُسیلمہ رسول اللہ، بنام محمد رسول اللہ

سلام علیکم! واضح ہو کہ بحیثیت رسول آپ کو بھی رسول تسلیم کرتا ہوں۔ میری طرف سے آپ کی معاونت کا وعدہ ہے، بایں شرط کہ تمام مفتوحہ ملک ہم دونوں میں نصف نصف تقسیم کیا جائے، لیکن ڈر ہے کہ قریش میرے ساتھ انصاف نہ کریں گے۔

(۲۰۶)

جواب رسول صلعم بنامِ مُسیلمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من جانب محمد رسول اللہ بنام مسیلمۂ کذّاب

جویائے ہدایت پر سلامتی ہو اور بعد ازیں:

ان الارض یورثها	زمین پر خدا کا اختیار ہے، وہ اپنے بندوں
من یشاء من عبادہ	میں سے جسے چاہے اس کا وارث کر
والعافیة للمتقین (۲: ۱۰۵)	دے۔ انجام بخیر صرف متقی کا حصہ ہے۔

محرر: اُبی بن کعب

(۲۰۷)

وثیقہ برائے سلمہ بن مالک از قبیلۂ بنی سلیم

بنام سلمہ بن مالک السلمی

یہ وثیقہ رسول اللہ (صلعم) کی جانب سے سلمہ بن مالک سلمی کے لیے ہے۔

انھیں ذات الحناظی ''ذات الحناظل؟'' سے لے کر ذات الاساود تک کا علاقہ عطا کیا جاتا ہے۔ زنہار کوئی شخص اس میں مداخلت نہ کرے۔

گواہان: ۱- علی بن ابن طالب

۲- حاطب بن ابی بلتعہ

(۲۰۸)

وثیقہ برائے سلمہ بن ابو عامر سُلَمی یکے از قبیلۂ بنی حارثہ

وثیقہ برائے سلمہ بن مالک ابن ابو عامر سُلَمی از قبیلہ بن حارثہ

انھیں مدفوا (قریہ) عطا کیا گیا ہے۔ زنہار! کوئی شخص اس میں مداخلت نہ کرے۔ سلمہ کے مقابلے میں مداخلت کنندہ کا دعویٰ تسلیم نہ ہوگا۔

(۲۰۹)

وثیقہ برائے وقاص و عبداللہ از سُلمیّین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وثیقہ عطا ہے من جانب محمد رسول اللہ، برائے وقاص و عبداللہ پسران قمامہ سلمیین از بنو حارثہ۔

انھیں موضع محذب کہ مقام خد اور وابدہ کے درمیان ہے، عطا کیا گیا۔ بشرطیکہ دونوں ہمارے ساتھ وفاداری میں صادق رہیں۔

(۲۱۰)

برائے عباس بن مرداس اُلسّلمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وثیقہ از محمد نبی (''!'') برائے عباس بن مرداس سُلَمی۔ انھیں موضع مَدمورا عطا کیا گیا۔ جو شخص اس میں مداخلت کرے اس کا حق تسلیم نہ کیا جائے گا۔

محرر: علا بن عقبہ

گواہ: علا بن عقبہ

(۲۱۱)

وثیقہ برائے ھوذہ بن نبیشہ سُلَمی

وثیقہ برائے ھوذہ ابن نبیشہ سُلَمی[1] (بنی عصب) انھیں موضع جفر کا گرد و نواح عطا کیا جاتا ہے۔

(۲۱۲)

وثیقہ برائے آجب اُلسّلمی

آجب سُلَمی از قبیلۂ بنی سلیم کو موضع فالس عطا کیا گیا ہے۔ محرر: ارقم

(۲۱۳)

وثیقہ برائے راشد سُلَمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وثیقہ من جانب محمد رسول اللہ برائے راشد بن عبد رب السلمی بہ تفصیل ذیل:

۱- اُھاط کے گرد و نواح کی اراضی ایک سمت سے دوسری سمت میں۔

۲- تیر کی مار تک دوسری طرف میں اِدھر سے اُدھر تک۔

۳- پتھر کی مار تک (گوپھن میں رکھ کر) اس میں مداخلت پر بھی انھی کے حق میں تصفیہ ہوگا۔

(۲۱۴)

وثیقہ برائے حرام بن عوف از بنی سُلیم

حرام کے لیے قریہ اذام اور موضع شواق دونوں کا وثیقہ تحریری ہے۔ زنہار! اگر

۱- ثم؟ ھوذہ اصلاً سلمی تھے مگر بعد میں خود کو بنی عصبہ سے ملحق کر لیا۔ (مترجم)

کوئی شخص ان مواضع میں مداخلت کرے یا کوئی شخص حرام پر زیادتی کرے اور نہ وہ کسی پر زیادتی کریں۔

محرر: خالد بن سعید

(۲۱۵)

وثیقہ برائے عتبہ بن فرقد السلمی

یہ وثیقہ نبی (صلعم) کی طرف سے عتبہ بن فرقد کے لیے ہے۔ انھیں ایک گھر کے لیے جگہ دی گئی ہے۔ جو شخص اس میں مداخلت کرے اس کی بجائے عتبہ کا حق تسلیم کیا جائے گا۔

محرر: معاویہ

(۲۱۶)

وثیقہ برائے قبیلہ عقیل بن کعب

عقیل ابن کعب مسلمان ہوئے تو اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کر لی۔ رسول اللہ صلعم نے انھیں وادی العقیق (جو بعد میں "عقیق بنی عقیل" کے نام سے مشہور ہوئی) عطا فرمائی۔ اس وادی میں چشمے اور پھل دار درخت بکثرت ہیں۔ آنحضرت صلعم نے ان کے لیے یہ وثیقہ لکھوا دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسمیان ربیع و مطرف اور انس کو وادی العقیق بطور عطیہ دی جاتی ہے، جب تک وہ مندرجہ ذیل امور کے پابندی رہیں: (۱) قیامِ نماز (۲) ادائے زکوٰۃ (۳) سمع و طاعت۔

اس سے قبل یہ مقامات کسی مسلمان کے نہیں ہیں۔

یہ فرمان مطرف کے قبضے میں تھا۔

(۲۱۷)

امان نامہ ربیعہ بن عمر بن ربیعہ از قبیلۂ مضر

مولف: جو کہ مکہ اور بصرہ کے درمیان مکہ سے دو دن کی مسافت پر آباد ہیں۔

یہ تحریری فرمان محمد النبی صلعم کی طرف سے مسمی فُجیع اور ان کے ہم قبیلہ مسلمانوں کے لیے ہے۔ بصورتِ امان از خدا اور رسول صلعم بشرطیکہ وہ ان شرائط کی پابندی کریں:

(۱) قیامِ نماز (۲) ادائے زکوٰۃ (۳) اللہ اور رسول کی اطاعت (۴) غنیمت سے خمس برائے خدا (۵) نبی صلعم اور ان کے صحابہ کی حمایت (۶) اپنے قبولِ اسلام کا عملی ثبوت (۷) مشرکوں سے ترکِ موالات۔

(۲۱۸)

امان نامہ برائے ماعز البکائی

ماعز حضرت نبی صلعم کے حضور باریاب ہوئے تو آنحضرت صلعم نے ماعز کے لیے یہ امان نامہ تحریر فرما دیا:

ماعز بکائی جو اپنے قبیلے میں سب سے آخر میں مسلمان ہوئے ہیں زنہار! کوئی شخص ان پر ظلم کرے۔ وہ خود اپنے پر ظلم[1] کریں تو اس کی سزا انھیں مل کر رہے گی۔

۱- یہاں پر ظلم سے منشا ارتداد ہے مگر ارتداد پر سزا وقتی ہے یعنی جب کسی فرد یا گروہ کے ترکِ اسلام سے ارتداد کی وبا کا خطرہ ہو تب ایسے لوگوں کی سزا امام جو چاہے دے لیکن جب آج کا عالم ہو تو مرتد جانے اور اس کا کام۔ (مترجم)

(۲۱۹)

امان نامہ برائے معاویہ بن ثور البکائی

مگر اس فرمان کی نقل نہیں ملی۔

(۲۲۰)

برائے عامر بن طفیل از بئرِ معونہ

خطہ بئر معونہ کے ابو براء عامر بن طفیل بن جعفر ملاعب الاسنہ نام کے شخص مدینہ آئے اور آنحضرت صلعم سے گفتگو پر اسلام قبول کیا نہ صاف انکار کیا۔ اور عامر نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا "اے محمد! اگر آپ اپنے اصحاب میں سے چند برگزیدہ اشخاص ہمارے ہاں بہ غرض تبلیغ بھجوا دیں تو زیادہ مناسب ہے۔" رسولِ خدا صلعم نے ۴۰ سر برآوردہ حضرات کو بئرِ معونہ بھجوا دیا اور ایک دعوتی خط بھی اپنے امیر دستہ منذر بن عمرو الساعدی کے حوالے فرمایا۔

منذر ممدوح نے یہ خط اپنے لشکری حرام بن ملحان کے ہاتھ عامر مذکور کو بھجوایا جو اپنے ہم قبیلہ لوگوں کے ساتھ تھے۔ لیکن حرام بن ملحان کے خط حوالہ کرنے سے پہلے عامر نے حملہ کر کے انھیں قتل کر دیا۔ مسلمانوں نے دور سے یہ منظر دیکھا تو لڑائی کیے بغیر چارہ نہ پایا اور اپنے تمام احباب کو موت کی نذر کر بیٹھے۔[1]

مگر اس خط کی نقل نہیں ملی۔

۱- مترجم: ان صحابہ کرام میں سے ایک صاحب بچ گئے اور مدینہ آ کر رسول خدا سے یہ واقعہ بیان فرمایا۔ (بخاری وغیرہ) (مترجم)

(۲۲۱)

بنام سُہیل بن عمرو مقیمِ مکہ

نبی صلعم نے سُہیل بن عمرو کی طرف ان کے قیام مکہ کے زمانے میں لکھا "میرا یہ فرمان اگر رات کے وقت پہنچے تو صبح کا انتظار کیے بغیر آپ زمزم میرے ہاں بھجوا دو اور اگر یہ صبح کے وقت پہنچے تو غروب آفتاب سے قبل آپ زمزم میرے پاس بھجوا دو۔"

(۲۲۲)

قبالۂ آزادی از رسول خدا صلعم مسمّٰی اسلم ابو رافع کے لیے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ قبالہ محمد رسول اللہ صلعم کی طرف سے ہے برائے مرد جوان اسلم۔

میں تمھیں اپنی غلامی سے قطعاً آزاد کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تمھیں آزاد رکھے اور ہم دونوں پر مہربان ہو۔

کوئی شخص تمھاری آزادی پر مواخذہ کا مجاز نہیں۔ مگر تم اسلام اور ایمان کی حفاظت سے آزادی مت سمجھو۔

محرر: معاویہ بن ابوسفیان

گواہان: ۱- ابوبکر

۲- عثمان

۳- علی

(۲۲۳)

برائے عدا بن خالد از قبیلۂ عامر بن عکرمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وثیقہ من جانب محمد رسول اللہ صلعم برائے مسمّی عدا بن خالد اور ان کے ہم قبیلہ

مسلمان افراد۔

انھیں قریۂ مصباعہ سے لے کر موضع زح[1]، اور، لواثہ تک قبضہ دیا جاتا ہے۔

(لواثہ: لواثہ الخراز ہے، دوسرا نہیں)۔

محرر: خالد بن سعید

(۲۲۴)

بیع نامہ برائے عدا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ بیع نامہ ہے محمد رسول اللہ کی طرف سے ایک غلام یا کنیز کی فروخت کا، جو غلام یا کنیز عدا ابن خالد بن ھوذہ کے ہاتھوں فروخت کیا گیا ہے، جس (غلام یا کنیز) میں کوئی بیماری، اعضا میں خامی اور کوئی اندرونی نقص نہیں ---- یہ بیع ایک مسلمان کی طرف سے دوسرے مسلمان کے لیے ہوئی ہے۔

(۲۲۵)

فرمان برائے سُعیر بن عَدا (ابنِ عدا مذکور در نمبر ۲۲۴)

مِن جانب محمد (صلعم)

مسمی سُعیر کو میں موضع رنیع عنایت کرتا ہوں اور بنی سبیل کی قیادت بھی ان کے سپرد کرتا ہوں۔

(۲۲۶)

وثیقہ برائے رَقاّد بن ربیعہ از قبیلۂ ھوازن

رسول اللہ صلعم کے حضور رَقاّد بن عمرو بن ربیعہ بن جعدہ بن کعب حاضر ہوئے۔ ان کی قیادت میں ایک وفد تھا۔ رسولؐ اللہ نے انھیں فلج کے تمام منافع (شجر د

۱- ح - اور - جیم یہ ہر دو۔ (مترجم)

ہجر وغیرہ) کا وثیقہ تحریر فرما دیا جو اس قبیلے کے پاس موجود ہے۔

مگر اس فرمان کی نقل نہیں ملی۔

(۲۲۷)

جاگیر برائے ثور بن عُروۃ القُشیری (از قبیلۂ ھوازن)

حضرت رسول اللہ صلعم کے حضور بنی قُشیر کا وفد پیش ہوا جس (وفد) کے امیر ابوالعکیر ثور بن عُروہ بن عبداللہ بن سَلمہ بن قُشیرؔ تھے۔ جناب رسالت مآب نے ثور کو وادیِ عقیق کے دو موضع جُمام اور سَدّ جاگیر میں عطا فرما کر وثیقہ لکھوا دیا۔

مگر اس فرمان کی نقل نہیں ملی۔

(۲۲۸)

بنام ضحاک بن سفیان دربارۂ حق توریث زوجۂ اشیم الضبابی

رسول خدا (صلعم) نے اپنے عامل ضحاک بن سفیان کو حکم دیا کہ اَشیم[1] الضبابی کی دیت میں سے اس کی اہلیہ کو بھی حصہ دیا جائے۔

(۲۲۹)

قَبالہ جاگیر برائے زُبیر بن العوام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موضع سَوارق کی تمام اراضی جو کہ موضع مُورِع اور موضع مُوقِث کے درمیان

۱- اشیم، رسولؐ اللہ کی زندگی میں قتل خطا سے جان گنوا بیٹھے۔ قتل خطا میں قصاص نہیں بلکہ دیت ہے۔ اس مال میں سے ورثائے قتیل کی دیت کا سوال شاید جاہلیہ کے اثر سے پیدا ہو گیا، جس سے قتیل کی بیوہ کے لیے ترکہ کے طور پر حصہ لینا مانع ہو۔ تب نبی کریم صلعم نے ان کے سوال کرنے پر یہ خط اپنے تحصیلدار ضحاک ممدوح کی طرف لکھا "ترمذی: باب ماجاء فی میراث المرءۃ من دیۃ زوجھا"۔ (مترجم)

ہے، نشیبی اور ہموار دونوں قسم کی دھرتی زبیر کو بطور جاگیر عطا کی جاتی ہے۔ یہ جاگیر بنونضیر[1] سے دوبارہ جنگ تک ہے۔ کوئی شخص اس میں مداخلت نہ کرے۔

محرر: علی

(۲۳۰)

ایضاً قبالۂ جاگیر برائے جمیل بن رزام العدوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد النبی رسول اللہ نے جمیل بن رزام العدوی کو موضع رداء بطور جاگیر عطا فرمایا۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص اس میں مداخلت کرے۔

محرر: علی

(۲۳۱)

قبالۂ جاگیر برائے سعید بن سفیان الرعلی

رسول اللہ صلعم نے سعید بن سفیان الرعلی کو سوارقیہ کے باغات اور محل بطور جاگیر عطا فرما دیے ہیں۔ جو شخص اس میں مداخلت کرے اس کا حق تسلیم نہ کیا جائے۔

محرر: خالد بن سعید

(۲۳۲)

تقرری خزیمہ ابن عاصم ابن قطن العکلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از محمد رسول اللہ بنام خزیمہ ابن عاصم

میں تمھیں تمھاری قوم پر تحصیلدار مقرر کرتا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ کسی پر ظلم کرو۔

۱- حضرت زبیر کو یہود مدینہ بنی نضیر کے متروکہ باغات و امکنہ و اراضی میں سے یہ جاگیر ملی مگر بنونضیر کو دوبارہ واپس لینے کی توفیق نہ ہوئی۔ (مترجم)

(۲۳۳)

امان نامہ برائے زُہیر بن اقیش بن عکل

بروایت علاء بن عبداللہ ابن شخیر

ہم مقام مربد میں خیمہ زن تھے۔ ایک اعرابی آیا۔ وہ ایک تحریر پڑھوانا چاہتا تھا جو چمڑے کے پارچے پر لکھی تھی۔ اعرابی نے کہا ”آپ لوگوں میں سے کوئی صاحب نوشت و خواند سے واقف ہیں؟“ اس تحریر میں ذیل کا فرمانِ نبوی مسطور تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرمان مِن جانب محمد رسول اللہ برائے زُہیر بن اقیش از قبیلہ عکل

اگر تم مندرجہ ذیل شرائط کی پابندی کرو تو تمھارے لیے امان ہے:

(۱) شہادت لا الٰہ الا اللہ و ان محمداً رسول اللہ (۲) قیام نماز (۳) ادائے زکوٰۃ (۴) مشرکین سے ترکِ موالات (۵) مالِ غنیمت سے خمس اور نبی کی پسندیدہ شے ادا کرو۔

(۲۳۴)

تقرری عبادہ بن اشیب عنزی

مِن جانب محمد نبی اللہ برائے عبادہ ابن اشیب عنزی

میں تمھیں تمھاری قوم کے اُن لوگوں پر تحصیلدار مقرر کرتا ہوں جن پر میرا اور تمھارے عزاد بھائیوں کا اثر ہے۔ ان میں سے جو شخص میرا یہ فرمان سن کر بھی تعمیل نہ کرے اس کے لیے خدا کی طرف سے اعانت نہ ہوگی۔

(۲۳۵)

امان نامہ برائے رِعیہ سُحیمی

رسول اللہ صلعم نے مسمی رعیہ سحیمی کی طرف دعوتی فرمان بھیجا تو اُس نے فرمان

کا پارچہ ڈول پر منڈھ لیا۔ اس پر رسول اللہ نے ایک فوجی دستہ بھیجا۔ رعیہ گھر بار چھوڑ کر بھاگ گیا۔ مسلمانوں نے اس کا اثاثہ اور بیوی بچے اسیر کر دیے۔ اب رعیہ مسلمان ہو گیا اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا ''یا رسولؐ اللہ! میرا مال و متاع اور بیوی بچے مجھے واپس ملنے چاہئیں'' رسولؐ اللہ نے فرمایا: مال و متاع تو مسلمانوں پر تقسیم کر دیا گیا تھا۔ اپنے متعلقین تلاش کر لو اور مجھے ان کا نشان بتاؤ۔

مگر اس فرمان کی نقل نہیں ملی۔

(۲۳۶)

فرمان بنام سَمعان بن عمرو الکلابی

رسول اللہ صلعم نے سمعان بن عمرو الکلابی کی طرف جو تحریری فرمان (چرمی پارچے پر لکھوا کر) بھیجا وہ پارچہ اس نے ڈول پر منڈھ لیا[1] جس سے اس قبیلے کا لقب بنوالمرقع[2] پڑ گیا۔

(۲۳۷)

فرمان برائے عامر بن ہلال

رسولؐ اللہ نے عامر کی طرف جو فرمان بھجوایا وہ عامر کے عم زاد قبیلہ خثعمیین کے پاس ہے۔

مگر اس فرمان کی نقل نہیں ملی۔

(۲۳۸)

جاگیر برائے سمعان بن عمرو بن حجر

رسولؐ اللہ نے رِسْلین - اور - ذرکا دو مواضع سمعان بن عمرو کو جاگیر میں عطا

۱- معلوم نہیں نمبر ۲۳۵ اس سے مختلف ہے یا یہی واقعہ ہے۔ (مترجم)

۲- عربی میں مرقع منڈھے ہوئے کو کہتے ہیں۔ (مترجم)

فرمائے۔

مگر اس فرمان کی نقل نہیں مل سکی۔

(۲۳۹)

فرمان برائے شدّاد بن شمامہ بن کعب ابن اوس

اس فرمان کی نقل نہیں مل سکی۔

(۲۴۰)

فرمان برائے رافع القُرظی

اس فرمان کی بھی نقل نہیں مل سکی۔

(۲۴۱)

فرمان برائے قیس بن یزید امیر وفد باشندگان وادی سبا

مگر اس کی نقل دستیاب نہیں ہوئی۔

(۲۴۲)

برائے زیاد بن حارث الصُّدائی

اس کی نقل فراہم نہ ہو پائی۔

(۲۴۳)

برائے کُنیش ابن ھوذہ از قبیلۂ بنی حارث بن سدوس

مگر اس فرمان کی نقل دستیاب نہیں ہو سکی۔

(۲۴۴)

قبالۂ آزادی برائے ابوضُمیرہ حبشی آزاد کردۂ رسول اللہ صلعم

مضمونِ قبالہ:

رسول اللہ نے ابوضمیرہ کو ان کے متعلقین سمیت آزاد فرما دیا ہے۔ یہ لوگ

عرب نژاد ہیں۔ اگر چاہیں تو رسولؐ اللہ کے قرب و جوار ہی میں رہیں اور اگر وہ اپنے وطن میں سکونت رکھنا چاہیں تو انھیں اختیار ہے۔ ان پر غلامی میں رہنے کی وجہ سے کوئی دھبہ نہیں اور قانون شکنی پر ان سے عام مسلمانوں جیسا سلوک کیا جائے۔ مسلمانوں میں سے جو شخص ان سے ملاقی ہو انھیں نیکی کی تلقین کرتا رہے۔ والسلام۔

محرر: ابن کعب

(۲۴۵)

بنام ذوالکلاع الاصفر بن نعمان

حضرت نبی اکرم نے ذوالکلاع الاصفر بن نعمان کے نام خط میں ان کے فرزند عبداللہ کو بھی مخاطب فرمایا۔ رسولؐ اللہ کے موصولہ فرامین پر مکتوب الیہ نے ۴ ہزار غلام آزاد کیے۔

مگر اس فرمان کی نقل نہیں ملی۔

(۲۴۶)

بنام املوک درمان

حضرت نبی صلعم نے املوک[1] درمان کے نام خط لکھا مگر اس خط کی نقل نہیں ملی۔

۱- املوک قوم من العرب من حمیر و فی التہذیب ہم مقاول و روسا من حمیر (متن، ص ۳۴۸) (املوک قبیلہ حمیر (یمن) کی شاخ ہے۔ تہذیب (کتاب) میں ہے کہ قیل کا لقب انھیں املوک کا ہے جو کہ حمیر کے روسا ہیں۔ یہ لوگ شاہی خاندان کے گویا چھٹ بھیا تھے اور مقاول جمع ہے قیل کی جس کا استعمال فرمان نمبر ۱۳۳ و ۱۳۴ دونوں میں ہوا ہے۔ (مترجم)

(۲۴۷ تا ۲۸۱)

ارتداد کے متعلق روایات

از مؤلف علام:[1]

مشہور مورخ طبری نے ۱۱ھ کے حوادث میں لکھا ہے کہ:

اسلام میں سب سے پہلے ارتداد کی باقاعدہ مہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (آخری) عہد میں شروع ہوئی۔ بانیٔ ارتداد مدعیٔ نبوت اسود عنسی تھا۔ اس کا لقب ذی الخمار اور نام عَبہلہ ابن کعب ہے۔ اس نے آغازِ ارتداد حجۃ الوداع کے موقع پر کیا۔

پہلے اسود نے قبیلۂ مذحج کو متاثر کیا جنھوں نے اُسے اعانت کا تمسک لکھ دیا۔ مسیحیانِ نجران نے بھی اسود سے یہی معاہدہ کیا اور اہلِ نجران نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو امراء: عمرو بن حزم اور خالد بن سعید بن العاص کو ان کے دارالامارۃ سے دھکیل کر خود ان کے منصب پر قابض ہو گئے۔ اسود کا ایک ماتحت قیس بن عبد یغوث اٹھا اور اس نے قبیلۂ مراد کے عامل فروہ بن مسیک کو شکست دے کر مرادیوں کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ اسود آگے بڑھا اور صنعاء پر قبضہ کر لیا۔

خط نمبر ۲۴۷: فروہ بن مُسیک ممدوح نے اسود کے یہ تمام حالات نبی صلعم کی خدمت میں لکھوا کر ارسال کر دیے۔

مگر اس خط کی نقل نہیں ملی۔

قبیلۂ مذحج میں سے جو لوگ احسیہ (مقام) میں تھے اسود کے اصرار پر بھی اس سے متفق ہوئے نہ انھوں نے صنعاء اور یمن کی شورش میں

۱- مؤلف علام نے ان فریقین کا تذکرہ یک جا کر دیا ہے جن کی تعداد ۳۴ ہے۔ (مترجم)

مرتدین کی ہم نوائی کی بلکہ فروہ (عامل) کے شریکِ حال ہو گئے۔

اور مسیلمہ کذاب بھی۔ اسود ادھر یمن پر مسلط ہو چکا تھا، اُدھر مسیلمہ کذاب نے یمامہ پر اپنی نبوت و بغاوت کا جھنڈا گاڑ دیا۔

طلیحہ اسدی

خط نمبر ۲۴۸ و ۲۴۹: طلیحہ اسدی نے نبوت کی یہ فراوانی دیکھی تو اس سے بھی نہ رہا گیا۔ وہ ایک لشکر جرار لے کر نکلا اور اس نے سمیرا پر اپنی نبوت کا علم لہرا دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور معاہدہ فی النبوت والریاست دونوں کے لیے خط کے ساتھ اپنا ایک سفیر بھی بھجوا دیا۔

مگر طلیحہ کے خط اور حضرت رسول خدا صلعم کے جواب دونوں کی نقل نہیں ملی۔

خط نمبر ۲۵۰: طلیحہ کی بغاوت اور دعویٰ نبوت دونوں کے متعلق سب سے پہلے سنان بن ابو سنان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحریری اطلاع بھجوائی۔ جب وہ (سنان) بنو مالک پر عامل تھے (اور قضاعی بن عمرو بن حارث پر عامل تھے)

اس خط کی نقل بھی نہیں ملی۔

خط نمبر ۲۵۱: رسول اللہ صلعم نے اسود کے خلاف اپنے عاملوں کے ہاں قاصد دوڑائے اور تحریری طور پر حکم دیا کہ اسود کو گھیر لو۔ حضرت ابوبکر نے قبیلۂ بنی تمیم اور قیس دونوں کے فلاں، فلاں اشخاص کی طرف نام بنام خط لکھا کہ ہمارے لشکر کی امداد کرو۔

خط نمبر ۲۵۲: اور اسلامی لشکر کے سرداروں کی طرف بھی خط لکھوائے۔

ان عاملوں نے اسود پر ہر طرف سے یلغار کر دی۔ اسود جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری دن یا ایک روز پہلے دنیا سے چل بسا۔

طلیحہ اور مسیلمہ اور ان کے ہم شیوہ مرتدین اپنے قاصدوں کے ذریعے

رسول اللہ سے مصالحت بصورتِ اشتراک در نبوت و ریاست کے لیے قاصد بھیجتے رہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دین کے خیر خواہ، حکمِ خداوندی کی بجاآوری اور اسلام کو خارجی الائش سے محفوظ رکھنے کے مکلف تھے۔ ان لوگوں کی درخواستوں پر متوجہ نہ ہوئے۔

خط نمبر ۲۵۳ و ۲۵۴: وبر بن یحنس[1] کو فیروز دیلمی اور جُشیش[2]: (دیلمی) کے پاس اسود عنسی کے خلاف استمداد کے لیے بھیجا۔

خط نمبر ۲۵۵: اس فرمان کے مخاطب داؤد یہ اصطخری بھی تھے۔

خط نمبر ۲۵۶: اور سمیفع ذوالکلاع حمیری بھی مخاطب تھے[3]۔

خط نمبر ۲۵۷: اور رسول اللہ صلعم نے جریر بن عبداللہ احمیری کو (اسود ہی کے لیے) مسمی حوشب[4] ذی ظلیم کی طرف خط دے کر بھجوایا۔ اور:

۱- وبر: یہ کلبی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے الوداع کے وقت فرمایا "اذا قدمت صنعاء فائت مسجدھاالذی بحیال الخیل جبل بصنعاء فصلّ فیه - فلما قتل الاسود الکذاب قال وبر ھذا الموضع الذی امرنی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اصنع فیه المسجد" (اصابہ، ج ۶، نمبر ۹۱۰۵)

(وبر! جب تم مقام صنعاء پر پہنچو تو کوہ صنعاء کے دامن میں مقام خیل پر نماز ادا کرو۔ اسود کذاب کے قتل کے بعد وبر نے کہا "ہاں! ہاں! یہی وہ جگہ ہے جس پر رسولؐ اللہ نے نماز ادا کرنے کے لیے فرمایا تھا")۔

۲- یہ واقعہ اصابہ، ج ۶، نمبر ۱۲۷۳ میں وضاحت سے منقول ہے۔ رسولؐ اللہ کے خط کے جواب میں جُشیش نے بھی خط کے ذریعے آپ کو اسود کے قتل کی بشارت بھجوائی۔ اس وقت تک رسالت مآب صلعم زندہ تھے۔ (مترجم)

۳- اور ان سب نے مل کر اسود کو گھیر کر فی النار کر دیا۔ (مترجم)

۴- یہ (حوشب) صحابی نہیں (اصابہ) کہ صحابی کے لیے رسولؐ اللہ کی زیارت لازم ہے۔ (مترجم)

خط نمبر ۲۵۸: افرع بن عبداللہ الحمیری کو ذی زود

خط نمبر ۲۵۹: اور ذی مران کی طرف بھیجا

اور:

خط نمبر ۲۶۰: فرات بن حیان العجلی کو ثمامہ بن اثال کی طرف خط دے کر بھجوایا۔

اور زیاد بن حنظلہ التمیمی ثم العمری کو ان دو حضرات کی طرف خط دے کر بھیجا:

خط نمبر ۲۶۱: قیس بن عاصم۔

خط نمبر ۲۶۲: زبرقان بن بدر۔

اور صلصل بن شرجیل کو ان ۴ حضرات کی طرف خط دے کر بھیجا:

خط نمبر ۲۶۳: ۱- سبرۃ العنبری۔

خط نمبر ۲۶۴: وکیع الداری۔

خط نمبر ۲۶۵: عمرو بن المحجوب العامری۔

خط نمبر ۲۶۶: عمرو بن خفاجی از بنی عامر۔

اور ضرار بن ازور اسدی کو ان تین حضرات کی طرف بھیجا:

خط نمبر ۲۶۷: (۱) عون الزرقانی از بنی الصید۔

خط نمبر ۲۶۸: (۲) سنان الاسدی ثم الغنمی۔

خط نمبر ۲۶۹: (۳) قضائی الدیلمی۔

اور نعیم بن مسعود اشجعی کو ان دو اشخاص کی طرف:

خط نمبر ۲۷۰: (۱) ابن ذوالّلحیۃ

خط نمبر ۲۷۱: (۲) ابن مشیمصہ الجبیری

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ان فرامین میں سے جُشیش (نمبر ۲۵۳) کے سوا کسی خط کی نقل نہیں ملی (جشیش کا خط بعد میں مذکور

ہوگا)

اور ان حضرات کی اسود عنسی کے ساتھ کیسے گزری

از مؤلفِ علام: سب سے پہلے عامر بن شہر الہمدانی نے اسود پر حملہ کیا۔ دوسری طرف سے فیروز اور دادویہ نے حملہ کیا۔ ان کے بعد تمام متذکرۃ الصدر حضرات اس کی فوجوں پر ٹوٹ پڑے۔

خط نمبر ۲۷۲: عبید بن صخر سے مروی ہے کہ ہم مرتدین کے مقابلے میں مقام جند پر جمع ہوئے۔ یہاں سے اسود کی طرف ہم نے ایک خط بھی لکھا۔ ہمارے خط کے جواب میں اسود نے اپنے خط میں یہ جواب دیا:

خط نمبر ۲۷۳: "اے حملہ آوران!

ہماری سرزمین سے جو اموال تم نے حاصل کر لیا ہے وہ تمھارا ہے، جو باقی رہ گیا ہے اس مال کے ہم زیادہ مستحق ہیں۔"

عبید بن صخر ممدوح فرماتے ہیں:

ہم یک جا ہو کر مشورہ کر رہے تھے کہ دفعتاً ایک گروہ پہنچا اور سنا گیا کہ ان کے پاس اسود عنسی کا سر ہے۔ ذرا دیر بعد سنا کہ اُسے شہر بن باذام نے قتل کیا ہے۔ اتنے میں شہر ممدوح بھی آ پہنچے اور اُنھوں نے فرمایا "ہاں میں نے ہی اسود کو قتل کیا ہے۔"

اب تک اسود مندرجہ ذیل علاقوں پر قابض ہو چکا تھا:

۱- صہید پر۔

۲- حضر موت کے ریگستانی علاقہ پر۔

۳- طائف کے سوائے بحرین بست عدن تک۔

اسود کی تاخت و تاراج میں اہلِ یمن اور قبیلہ عک نے تہامہ سر کرنے میں اس کی امداد کی۔ اسود نے مسلمانوں کے خون سے زمین کو لالہ زار

بنا دیا۔ اتنے میں قیس ابن عاصم (خط نمبر ۲۶۱) فیروز اور دادویہ نے اسے گھیر لیا۔ اس وقفے میں ہم خود اس کی یا اس کے لشکر کی طرف سے حملے کے انتظار میں تھے یا یہ کہ وہ (اسود) حضرموت کے علاقے سے کہیں اور چلا جائے گا۔ ہمارا پڑاؤ حضرموت ہی میں تھا کہ ہم سب کے نام فرداً فرداً رسول اللہ صلعم کے فرامین پہنچے کہ ہم اسود کو گھیرے میں لے آئیں یا اس کے ساتھ مقاتلہ کریں۔

خط نمبر ۲۷۴: رسولؐ اللہ کے ان فرامین میں یہ بھی مسطور تھا کہ جو لوگ اسود کے لشکر میں کسی اُمید پر جمع ہیں انھیں بھی رسولؐ اللہ کے ان فرامین سے آگاہ کر دیں۔ اور یہ اطلاع رسانی معاذ بن جبل کے ذمے کی گئی۔

بروایت جشیش الدیلمی:

وبر ابن یحنس ہمارے ہاں رسول اللہ صلعم کا یہ فرمان لائے جس میں ہمیں اسلام پر استحکام اور جنگ (مرتدین سے) میں آگے بڑھنے کی تلقین تھی اور یہ کہ ہم اسود کو نرغے میں لے لیں یا اُس سے مقاتلہ کریں۔ اور یہ کہ ہم ہر اُس شخص کو رسول اللہ کا یہ خط سنا دیں کہ جو دین پر قائم ہے وہ صاحبِ عزت واحترام ہے۔

مگر اس خط کی نقل نہیں ملی۔

ہم نے رسولؐ اللہ کے احکام کی حرف بہ حرف تعمیل کی اور لوگوں کو بھی مضمونِ خط سے مطلع کیا۔

ہم پیش آمدہ مصیبت کے متعلق گومگو ہی میں تھے کہ ہمیں اسود پر مندرجہ ذیل مؤمنین کے حملے کی اطلاع ملی:

۱- عامر بن شہر

۲- ذوزود

۳- ذُومران

۴- ذوالکلاع

۵- ذوظلیم

خط نمبر ۲۷۵: ان حضرات نے ہمیں امرِ واقعہ سے تحریراً مطلع کیا جس سے گویا انھوں نے ہماری حمایت کی۔ ہم نے بھی ان کی طرف خطوط لکھے جن میں مرقوم تھا کہ فی الحال کسی شے کو اِدھر اُدھر نہ کیا جائے حتیٰ کہ اسود کا معاملہ ایک طرف ہو جائے۔

خط نمبر ۲۷۶: آخر رسول اللہ صلی اللہ وسلم کا تحریری حکم آ گیا، تب انھوں نے وہاں کی چیزوں میں رد و بدل کیا۔

اور اہلِ نجران کی طرف

خط نمبر ۲۷۷: رسول اللہ صلعم نے نجران کے عرب مسیحیوں اور وہاں پر باہر سے آ کر مقیم عیسائیوں کی طرف بھی استمداد کے لیے لکھا مگر وہ جہاں تھے وہاں سے ایک قدم اِدھر اُدھر نہ ہوئے۔

اس فرمان کی نقل بھی نہیں ملی۔

قتلِ اسود کے بعد اس کی بیوی کا محاصرہ

قتلِ اسود کے بعد مسلمان اسود کی نوداشتہ بیوی مسمیہ آزاد کے درپے ہوئے جس کے پہلے شوہر کو اسود نے قتل کرا دیا تھا۔ ادھر اہل صنعاء نے ان مسلمانوں کا مقابلہ نہایت ثابت قدمی سے کیا جس میں ان کے ستر (۷۰) گھوسوار اور شتر سوار کام آئے اور مسلمانوں کے ۷ سو افراد و بچہ سمیت غائب تھے۔ فریقین نے قیدیوں کا تبادلہ اس شرط پر کیا کہ ان میں کوئی قیدی ادھر کی چیز اُدھر نہ لے جائے اور جب یہ ہو گیا تب مسلمان وہاں سے چلے آئے۔ اسود کے بقیۃ السیف اور ان کے ہم شیوہ باغیوں نے نجران، صنعاء، حضرموت اور جند کو خالی کر دیا۔ اس

طرح خدائے تعالیٰ نے اسلام کو غالب فرمایا اور امارۃ (صدیقی) کا استقبال ہوا۔

ہم (عمال) حسب ہدایت معاذ بن جبل اپنے اپنے صوبوں کے صدر مقامات کی طرف لوٹ گئے۔ ہمارے جدید مرکز میں معاذ ہمارے امامِ صلوٰۃ تھے۔

خط نمبر ۲۷۸: ہم نے ان تمام حوادث کی اطلاع رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لکھوا کر بھجوا دی۔ لیکن جب ہمارے قاصد مدینہ میں داخل ہوئے تو اس دن کی صبح کے وقت رسول اللہ صلعم رحلت فرما چکے تھے جن کے بعد ہم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کا استخلاف منظور کرلیا۔

مگر ان (خط نمبر ۲۷۸ اور اس کے جواب ---- از طرف ابوبکر، خط نمبر ۲۷۹) دونوں کی نقل نہیں ملی۔

بعثِ جیشِ اُسامہ - ارتدادِ عرب اور چار مزید انبیائے کاذبین کا ظہور

وہ کذابین یہ ہیں:

۱- مُسیلمۂ کذّاب: یمامہ میں۔

۲- طلیحہ کذّاب: غُطیفان میں۔

۳- سجاع (عورت) تمیمیہ: بنی تمیم میں۔

۴- ذوالتاج لقیط بن مالک ازدی: عمان میں۔

اتنے میں رسول اللہ صلعم کے قاصد یمن، یمامہ اور بنی اسد کے علاقے سے مدینہ واپس لوٹ آئے۔ نیز وہ وفود جنھیں رسولؐ اللہ نے اسود عنسی، مسیلمہ اور طلیحہ کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے بھیجا تھا وہ اپنے ساتھ موقع کی خبریں لے کر واپس مدینہ آگئے اور خط نمبر ۲۸۰ کے مطابق وہ اپنے اپنے خطوط بھی ہمراہ لائے۔

خط نمبر ۲۸۱: ان وفود نے یہ خطوط اور خبریں ابوبکرؓ کے سامنے پیش کیے۔

خط نمبر ۲۸۲: اتنے میں رسول اللہ صلعم کے مقرر کردہ امرا و عمال کے خطوط بھی آ پہنچے۔ ان خطوں اور خبروں کا ایک ہی مضمون تھا کہ:

"عام اور خاص دونوں طبقے باغی ہو گئے ہیں"

تب ابوبکرؓ نے باغیوں سے انھی شرائط پر جنگ شروع کر دی جن شرائط پر رسول اللہ صلعم نے دین کے مخالفوں سے جنگ کی تھی۔ ابوبکرؓ نے قاصدوں کو واپس لوٹایا اور ان کے عقب میں مزید ہدایات کے ساتھ دوسرے سفیر بھجوائے۔ ادھر آپ (ابوبکر صدیقؓ) اُسامہ کی (تبوک سے) واپسی کے منتظر تھے کہ ان کے آنے پر مرتدین کا قلع قمع پوری طرح ہو سکے گا۔ مرتدین میں سب سے پہلے اسلامی لشکر کا مقابلہ قبیلۂ عبس و ذبیان نے کیا جنھیں اسامہ کی واپسی سے قبل ٹھکانے لگا دیا گیا۔

مگر اس خط کی نقل نہیں ملی۔

(۲۸۲)

اعلام بنام جملہ مرتدین (از خلیفۃ الرسول ابوبکر الصدیق)

جب اسامہ کا لشکر (تبوک سے) آبل الزیت اور قبیلہ غنم کو پامال کرتا ہوا فاتحانہ کرّ و فرّ کے ساتھ واپس مدینہ پہنچا تو ستانے کے لیے ہتھیار کھول کر رکھ دیے۔ ادھر بیت المال میں صدقات آنے لگے، تب حضرت ابوبکرؓ نے انسدادِ فتنہ کے لیے گیارہ سپہ سالاروں کے دستے علیحدہ علیحدہ مقرر فرمائے اور ہر ایک دستے کا علم بھی علیحدہ بنایا۔

تفصیل یہ ہے:

(۱) حضرت خالد بن ولید کو: طلیحہ بن خویلد (اسدی)

کے لیے۔ خالد اپنے حریف کو زیر کرنے کے بعد مقام بطاح میں (مشہور منکرِ زکوٰۃ) مالک بن نویرہ کی طرف لوٹے۔

(۲-۳) حضرت عکرمہ بن ابوجہل کو: مُسیلمہ کذّاب کے لیے، جن کی کمک میں شرجیل بن حسنہ کو بھیج کر حکم دیا کہ جب وہ مسیلمہ سے فارغ ہو جائیں تو گھوڑے کی پشت پر سے اُترے بغیر قبیلہ قضاعہ پر دھاوا بول دیں۔

(۴) حضرت مہاجر بن اُمیہ کو: اسود عنسی مدعیٔ نبوت پر مقرر کر کے فرمایا کہ وہ قیس بن مکشوح اور اس کے یمنی ہمدردوں کے خلاف ابناء کی حمایت کریں اور اُس کے بعد حضرموت میں باغیوں کا استیصال کیا جائے۔

(۵) حضرت خالد بن سعید ابن العاص کو: جو یمن سے ناکام لوٹے تھے انھیں شام میں حمقتین پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا۔

(۶) حضرت عمرو ابن العاص کو: قبائلِ قضاعہ اور ودیعہ و حارث کے شوریدہ سر باغیوں پر۔

(۷) حضرت حذیفہ بن محصن علھائی کو: عمان کے اہل دبا کی بغاوت فرو کرنے پر۔

(۸) حضرت عرفجہ بن ہرثمہ کو: قبیلۂ مہرہ کی سرکشی مٹانے کے لیے۔

(۹) حضرت طریفہ بن حاجز کو: بنی سلیم اور قبیلہ ہوازن کے خلاف نبرد آزمائی کی غرض سے۔

(۱۰) حضرت سُوید بن مقرون کو: تہامہ یمن کے باغیوں کی سرکوبی کے لیے۔

(۱۱) حضرت عُلاء بن حضرمی کو: حملہ آوران بحرین کی پامالی کے لیے۔

اس موقع پر خلیفۃ الرسول (حضرت ابوبکرؓ) نے خود مقام ذوالقصہ پر ہر ایک سپہ سالار کو اس کا دستہ سپرد کیا اور لشکروں کی روانگی سے قبل جناب ابوبکرؓ نے ذیل کا اعلان عام لکھوا کر ہر ایک سپہ سالار کے حوالے کیا جو (اعلام) مرتدین کے نام تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ اعلام ابوبکر خلیفۂ رسول اللہ صلعم کی طرف سے ملک کے گم راہ عوام و خواص، ہر ایک مسلمان اور مرتد کے لیے ہے۔

سلامتی ہے اُس جویائے ہدایت کے لیے جو مسلمان ہونے کے بعد گمراہی اور تاریکی کی طرف نہیں لوٹا۔ (اے سامعین!) میں تمھارے سامنے صدق قلب سے اقرار کرتا ہوں کہ خدائے واحد لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا عبد و رسول۔

رسول اللہ صلعم پر جو کتاب نازل ہوئی اس کا اعتراف کرتا ہوں اور اس کتاب کے منکرین کی تکفیر کے ساتھ ان کے خلاف جہاد کا حکم دیتا ہوں۔ بلاشبہ خدا تعالیٰ ہی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف سے مخلوق کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا۔

مُبَشِّراً وَّ نَذِیراً وَّ دَاعِیاً اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجاً مُّنِیرا (۳۳:۴۶)

(اے نبی! ہم نے تمھیں مبشر جنت اور منذر دوزخ بنایا اور خدا کی طرف دعوت دینے کے لیے بھجوایا۔ آپ روشن چراغ ہیں)۔

لِیُنْذِرَ مَنْ کَانَ حَیًّا وَّ یَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَی الْکٰفِرِینَ (۳۶:۷۰)

(تاکہ نبی اُن لوگوں کو دوزخ سے ڈرائے جن کے دلوں میں ابھی

عاقبت کا خوف ہے۔ مگر کافر تو عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں)۔

جس خوش نصیب نے رسول اللہ صلعم کی دعوت قبول کی اور خدا کے ہاں ہدایت یاب ہوا رسولؐ اللہ نے اُسے خدا کی راہ سے پھر جانے پر متنبہ فرمایا۔ اس کے لیے طوعاً یا کرھاً مسلمان ہونا ہی بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور امّت کی نصیحت کا فریضہ پورا کر گئے، جس پر خدا نے اپنی کتاب قرآن میں پہلے سے ان لفظوں میں وضاحت فرما دی اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ[1] (۳۹: ۳۱) اور فرمایا ذات صمدیت نے:

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ اَفَاِنْ مِّتَّ فَھُمُ الْخَالِدُوْن (۲۱: ۳۵)

(اے نبی! ہم نے تجھ سے قبل کسی بشر کو حیات دوام نہیں بخشی۔ اگر تجھ پر موت وارد ہونے کو ہے تو یہ بھی سدا زندہ نہ رہیں گے)۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُل اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُم عَلٰی اَعقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْأً وَ سَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْن (۳: ۱۴۴)

(محمد (صلعم) فائز بہ رسالت ہی تو ہیں (نہ کہ خدا ہیں) ان سے قبل بے شمار رسول آئے اور چل بسے۔ اگر محمد (صلعم) پر موت وارد ہو یا قتل کر دیے جائیں تو اے لوگو! تم دین سے برگشتہ ہو جاؤ گے؟ اگر تم ایسا کرو گے تو خدا کو نقصان نہ دو گے۔ توحید پر شکر گزاروں کا معاوضہ خدا کے ہاں موجود ہے۔

پس جو شخص محمد (صلعم) کی عبادت کرتا تھا اسے معلوم ہونا چاہیے کہ

۱- اے نبی! آپ اور آپ کے مخاطبین سب پر موت وارد ہونے کو ہے۔ (مترجم)

(جناب) محمدؐ واقعی دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں اور جو شخص خدائے وحدہ لاشریک کا عبادت گزار ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اجر دینے کا منتظر ہے۔ جو (اللہ) خود زندہ ہے، اس ہی نے دوسروں کو زندگی بخشی۔ خدا تعالیٰ پر موت وارد نہیں ہو سکتی۔ موت تو کیا اس پر نیند اور اُونگھ بھی طاری نہیں ہو سکتے۔ وہ تمام کائنات کا نگران ہے اور دشمنوں سے انتقام لینا اس کے لیے آسان ہے۔

میری نصیحت: سنو میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو۔ تمھارے نبی صلعم نے تمھارے لیے جو دعائیں کیں اور بشارات دی ہیں تم ان کے مستحق رہو۔ خدا کی راہ پر قائم اور دین سے وابستہ رہنا چاہیے ورنہ جس کسی کو اللہ گمراہ کرے اُسے کوئی راہ پر نہیں لا سکتا اور جسے وہ معاف نہ کرے اُسے سزا سے دوچار ہونا ہی ہے۔ اس کی اعانت سے محروم رہنے پر تباہی لازم ہے۔ جسے وہ کامیابی بخشے وہ کامیاب اور جس کو وہ خود سے دور کرے وہ گم کردہ راہ ہے۔

وَمَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَھُوَ الْمُھْتَدِی وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَلَھُمْ اَوْلِیَاءَ مِنْ دُوْنِہٖ (۱۷: ۹۷)

(جس کی ہدایت یابی میں خدا کا ہاتھ ہو وہ ہدایت یاب ہے اور جس کی دستگیری وہ نہ کرے اس کا کوئی حمایتی اور رہبر نہ پاؤ گے)۔

توحید قبول کرنے کے بغیر دنیا کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا اور آخرت میں گناہوں کے عوض کوئی ہدیہ یا بدل منظور نہ کیا جائے گا۔

مجھے خبریں ملی ہیں تم میں سے ایسے لوگوں کے دین سے لوٹ جانے کی جو اسلام کا اقرار کر چکے تھے۔ یہ لوگ خدا کی بے فرمانی، جہالت نفس اور شیطان کے دھوکے میں آ گئے ہیں۔

وَ اِذْقُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسَ کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِرَبِّہٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَہٗ وَ ذُرِّیَّتَہٗ اَوْلِیَاءَ مِنْ

دونِی وَ ھُمْ لَکُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا (۱۸: ۵۰)

(دیکھو! جب ہم نے فرشتوں سے آدمؑ کے حضور اطاعت کے لیے کہا تو ابلیس کے سوا سب نے آدم کی تعظیم کی۔ ابلیس فرشتہ نہ تھا، جن تھا۔ اس نے حکمِ خداوندی سے انکار کیا۔

اے مسلمانو! اگر تم ابلیس اور اس کے چیلوں کو اپنا دوست بناؤ گے اور مجھ (خدا) کو چھوڑ بیٹھو گے تو ابلیس تمھارا ظاہری دشمن ہے۔ جو لوگ اسے دوست بنائیں وہ ظالم ہیں اور ان کا بدلہ بھی بہت خراب ہی ہے۔

اور:

اِنَّ الشَّیْطَانَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْ حِزْبَہٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ (۳۵: ۶)

(دیکھو! شیطان جو تمھارا دشمن ہے اسے دشمن ہی سمجھو۔ اس کی ہم نوائی تو لوگوں کو دوزخ میں دھکیلنے کا ذریعہ ہے)۔

سنیے:

میں آپ کی طرف فلاں صاحب کو لشکر کا سپہ سالار بنا کر بھیج رہا ہوں۔ یہ لشکری بڑے ستودہ صفات لوگ ہیں۔ ان میں کچھ مہاجر اور کچھ انصار ہیں۔ بعض تابعین ہیں۔ میں نے ان کو حکم دیا ہے کہ وہ تلوار کی زبان سے گفتگو کا آغاز نہ کریں۔ پہلے وہ اللہ کی طرف آنے کی تلقین کریں۔ جو شخص دل اور زبان سے یہ دعوت قبول کرنے کے ساتھ اپنے اطوار کی اصلاح پر مائل ہو، ہماری طرف سے اس کے لیے تسلیم و رضا کے ساتھ دستِ اعانت بھی حاضر ہے۔ لیکن اس دعوت سے انکار کرنے والے کے لیے حکم دے دیا گیا ہے کہ اس سے مقابلہ کیا جائے اور جو سامنے آئے اُسے فی النار کر دیا جائے۔ اس کی عورتیں اور بچے قید کر لیے جائیں اور ان سے اسلام کے سوا کوئی فدیہ قبول نہ ہو۔ جو شخص اس ہدایت پر عمل کرے اس کے لیے بہتر ہے اور منکرِ ہدایت اللہ کا

کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

میں نے اپنے ہر ایک لشکر کے سربراہ سے کہہ دیا ہے کہ میرا یہ فرمان مجمعِ عام میں سنائیں۔ ان لوگوں کے جمع کرنے کے لیے اذان دیں۔ اگر اذان پر وہ خود بھی اذان کہیں تو ان کے قتل سے ہاتھ روک لیں اور اگر وہ اذان نہ کہیں تو ان کے تباہ کرنے میں عجلت سے کام نہ لیں۔

اذان کے بعد ان سے صدقات طلب کریں۔ اگر اس سے انکار ہو تب بھی ان کی تباہی میں توقف نہ کیا جائے۔ اگر وہ صدقہ ادا کرنے پر آمادہ ہوں تو ہمارا سپہ سالار ان پر مناسب تحصیلدار مقرر کر دے۔

(۲۸۳)

اعلام بنام سپہ سالارانِ عساکرِ خلافت برائے استیصالِ مرتدین

مکتوب نمبر۲۸۲ کے مطابق مرکز (خلافت) کے نامہ بر مرسل الیہم کی طرف روانہ ہوئے اور ذیل کا فرمان حاضرین میں سے جملہ سپہ سالاران کو دستی عنایت فرما کر روانہ کیا:

یہ اعلامیہ اُن سپہ سالارانِ عساکرِ اسلامیہ کے لیے ہے جنھیں مرتدین کی سرکوبی کے لیے مقرر کیا گیا ہے، جو مندرجہ ذیل احکام پر مشتمل ہے:

۱- سپہ سالار اپنے علانیہ اور خفیہ تمام امور میں خدا سے ڈرتے رہیں۔

۲- جو لوگ مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو گئے ہیں اور ان کے دلوں میں شیطانی وسوسے اُبھر آئے ہیں، تندہی سے ان کی سرکوبی کریں۔

۳- پہلے ان کے سامنے کلمۂ شہادت بیان کریں اور ان کے قبولِ اسلام پر ان سے ہاتھ روک لیں۔ اگر وہ ارتداد پر جمے رہیں تو انھیں ہر طرف سے گھیر لیں حتیٰ کہ وہ دوبارہ اسلام پر لوٹ آئیں۔

۴- اور جب وہ از سرِ نو اسلام قبول کریں تب انھیں ان کی اسلامی ذمہ داری سمجھائیں اور ان کے جو حقوق اسلام پر ہیں ان سے انھیں آگاہ کریں۔

۵- ان سے زکوٰۃ لی جائے اور جس جنگ میں وہ مسلمانوں کی حمایت کریں انھیں اس میں سے غنیمت کا حصہ دیا جائے۔ ان کے حقوق کے ادا کرنے میں تاخیر نہ کی جائے اور نہ مسلمانوں کو دشمنانِ اسلام کے ساتھ جنگ جاری رکھنے سے منع کیا جائے۔

۶- مرتدین میں سے جو شخص اللہ عزوجل کے حکم کی تعمیل کرے اور کلمۂ شہادت کا مقر ہو جائے ایسے لوگوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے بلکہ ان کے ساتھ عمدہ برتاؤ کیا جائے۔

ہماری جنگ ان لوگوں کے خلاف ہے جو خدا سے کفر کرتے ہیں اور اس کی نازل کردہ وحی کے منکر ہیں۔ مگر اس کے اقرار پر ان کے خلاف کوئی کارروائی جائز نہیں۔ اگر ہمارا سپہ سالار ایسے لوگوں کے ساتھ خفیہ بدسلوکی روا رکھے تو اُس سے خدا خود سمجھ لے گا۔

۷- مگر جو لوگ کلمۂ شہادت سے گریز کریں انھیں قتل کر دیا جائے گا۔ جہاں ان کا کھوج ملے ان کا تعاقب کر کے انھیں ختم کیا جائے۔ ایسے لوگوں سے اسلام کے سوا کوئی جزیہ یا معاوضہ قبول نہ کیا جائے۔ مگر اس کے اسلام قبول کر لینے کے بعد کسی طرح تعرض نہ ہو لیکن انکار پر اُسے قتل کر دیا جائے۔ ایسے لوگوں کو آگ میں دھکیل دینے سے بھی احتراز نہ کیا جائے۔

اے سپہ سالاران!

۸- اس قسم کے لوگوں سے یکسوئی کے بعد مالِ غنیمت میں سے ۱/۵ مرکز کے لیے علیحدہ کر کے ۴/۵ حصہ مجاہدین میں تقسیم کر دیا جائے۔

۹- سپہ سالاروں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ اپنے فوجیوں کو عجلت اور بے موقع لوٹ مار

سے باز رکھیں۔

۱۰- مبادا لشکر میں گھٹیا قسم کے سپاہیوں کو بھرتی کر لیا جائے۔ ممکن ہے کچھ لوگ جاسوسی کے لیے بھی آئے ہوں جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچنا ممکن ہے۔

۱۱- سپہ سالار کو اپنے ماتحت سپاہیوں سے بہتر سلوک کرنا چاہیے۔ کوچ اور پڑاؤ دونوں حالتوں میں لطف و عنایت سے پیش آنا لازم ہے۔ سپاہیوں کے آرام اور جذبات کا خیال رہے۔ روانگی کے وقت لشکر کے پروں میں فاصلہ رکھنا نہ چاہیے۔

۱۲- سپہ سالار اپنے سپاہیوں سے میٹھے بول بولے۔

(۲۸۴)

بہ نام سپہ سالارانِ عساکرِ اسلامیہ برائے استیصالِ مرتدین

حضرت ابوبکرؓ نے ذیل کا فرمان اپنے سپہ سالاروں کے نام نافذ فرمایا:

اما بعد، اس مہم کے لیے میرے نزدیک سب سے زیادہ موزوں وہ افراد ہیں جو نہ تو خود مرتد ہوئے اور نہ مرتدین سے واسطہ رکھا۔ اے دوستو! آپ بھی اس روش پر قائم رہیے۔ اسی قسم کے افراد کو اپنا مقرب بنائیے اور انھیں مناسب عہدوں پر ممتاز کیجیے۔ جو عرب مرتد رہ چکے ہیں ان سے دشمن کی لڑائی میں مدد نہ لیجیے۔

(۲۸۵)

ایضاً بنام

بروایت موسیٰ بن عقبہ

یہ خط مہاجر ابن اُمیّہ کے نام ہے۔ مہاجر نے قبیلہ بنو کِندہ کی دو ڈومنیوں میں سے ایک ڈومنی کا ہاتھ قلم کرا دیا۔ یہ ڈومنی رسول اللہؐ کی توہین میں شعر گاتی پھرتی تھی۔

اور دوسری (ڈومنی) مسلمانوں کی ہجو گاتی تھی۔ مہاجر نے اس دوسری

کے سامنے کے دو دانت اُکھڑوا دیے۔

اور جس کے ہاتھ قلم کرائے گئے اس کے بارے میں حضرت ابوبکرؓ نے مہاجر کی طرف یہ خط لکھا:

تم نے رسولؐ اللہ کی ہجو کرنے والی ڈومنی کا ہاتھ قلم کرا دیا ہے۔ اگر تم نے اُسے سزا نہ دی ہوتی تو میں تمھیں اس کے قتل کا حکم دیتا۔ انبیاء اور اُمتیوں کے ہجو میں سزا مختلف ہے۔ انبیاء کی توہین کا مرتکب اگر مسلمان ہے تو مرتد ہے اور اگر معاہد ہے تو غدار اور محارب ہے۔

(۲۸۶)

ایضاً برائے مہاجر بن اُمیّہ

اور دوسری عورت جو مسلمانوں کی ہجو میں شعر گاتی رہتی تھی اس کے لیے (مہاجر بن اُمیّہ کے نام) یہ خط بھجوایا:

مجھے اطلاع ملی ہے کہ جو عورت مسلمانوں کی ہجو میں شعر گاتی پھرتی تم نے اس کے سامنے کے دو دانت اُکھڑوا دیے ہیں۔ ایسی عورت اگر مسلمان ہو تو اُس کے لیے زجر و توبیخ کافی ہے۔ اسے تادیب اور مثلہ سے کم سزا دینا چاہیے اور اگر ذمیّہ ہے تو جب اس کا شرک جیسا ظلمِ عظیم گوارا ہے تو اس کے مقابلے میں مسلمانوں کی ہجو کون سی بات ہے۔ کاش! میں اس بارے میں تمھیں پہلے سے آگاہ کر سکتا، تب تمھیں اس سزا کا خمیازہ بھگتنا پڑتا۔ غصے میں آ کر کوئی کام نہ کیجیے۔ مثلہ کی سزا نہ دینا چاہیے۔ مثلہ کرنا سخت گناہ اور لوگوں کو اسلام سے منحرف کرنے والا اقدام ہے۔ یہ (مثلہ) صرف قصاص کے طور پر جائز ہے۔

(۲۸۷/الف)

ایضاً برائے مہاجر بن اُمیّہ

از مترجم: نمبر ۲۸۷/الف کا پس منظر تفصیل کا محتاج ہے۔ یہ خط کندہ

کے سردار اشعث بن قیس اور ان کے قبیلے کے متعلق ہے۔ جس قبیلہ پر رسول اللہ صلعم نے زیاد بن لبید البیاضی انصاری کو تحصیلدار زکوٰۃ مقرر فرمایا تھا۔ زیاد وہاں پہنچے ہی تھے کہ رسالت مآب نے داعیِ اجل کو لبیک کہا اور بیعت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر ہوئی۔ یہ دونوں خبریں بیک لحہ اطرافِ ملک میں پھیل گئیں۔ اشعث کندی کہ شاہان حمیر کی آخری یادگار اور ایک مختصر سے قبیلے کا سربراہ تھا، حضرت ابوبکرؓ کے غیر ہاشمی ہونے کے باعث ان کا استخلاف اس کی سمجھ میں نہ آیا۔ دل میں ویسے بھی چور گھسا ہوا تھا۔ وہ برگشتہ سا ہوگیا۔

ادھر سرکاری محصل زیاد بن لبید نے ایک کندی نوجوان سے وصولی زکوٰۃ میں سختی کی۔ یہ سختی ایک اونٹ کے معاملے میں تھی جس پر سرکاری شحنہ نے فوراً اپنا نشان کر دیا۔ بات بڑھ گئی۔ کندی اور سرکاری محصل زیاد میں چل پڑی۔ کئی لڑائیاں ہوئیں۔ خود اشعث بن قیس مقابلہ پر نکل آیا، مگر وقت نے اس کی مساعدت سے انکار کر دیا۔ ادھر مسلمانوں کے ہاتھ سے کندی نوجوانوں کی لاشوں کے پشتے لگ گئے۔ اشعث اور ان کے محصور ہمراہی سر کے بال کٹوا کر مقابلے کے لیے نکل آئے۔ وقت نے اب بھی ان کی مساعدت نہ کی۔ البتہ ایک موقعے پر اشعث مسلمانوں کی رسد بند کرنے میں کامیاب ہوگیا مگر غلبہ اس کے مسلمان حریف زیاد کی قسمت میں تھا۔ زیاد بن لبید نے مہاجر بن امیّہ سے امداد طلب کی۔ یہ موقعہ فریقین کے لیے نازک تھا، مگر اشعث ہی کو منہ کی کھانا پڑی۔

ان معرکوں میں زیاد بن لبید البیاضی کے ہاتھوں کندی بُری طرح قتل ہوئے۔ ان کے اکثر افراد قید کر لیے گئے۔ یہ خبریں لحہ بہ لحہ مرکز میں

پہنچتی گئیں۔ تب خلیفۂ وقت حضرت ابوبکرؓ نے مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھوں لبید کی طرف یہ خط بھجوایا۔

از مؤلفِ علّام:

رسول اللہ صلعم کی وفات کے موقع پر آپ کے عمال میں سے زیاد بن لبید البیاضی حضرموت میں تعینات تھے۔ عکاشہ بن محصن کا کندہ کی دو بستیوں سکاسک اور سکون پر تقرر تھا اور مہاجر بن لبید بھی کندہ ہی پر تعینات تھے۔ اس موقع پر ابوبکرؓ نے مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھوں مہاجر بن اُمیّہ کے نام یہ فرمان بھجوایا:

اگر تم یہ خط پہنچنے تک بنو کندہ پر غالب نہیں آسکے تو بھی ان سے لڑائی جاری رکھو۔ جو شخص مقابلے میں آئے اُسے قتل کر دو۔ ان کے بچوں کو اسیر بنا کر میرے فیصلے کا انتظار کرو۔ اگر وہ صلح پر آمادہ ہوں تو صلح میں ان کے لیے جلاوطنی پہلی شرط ہو۔ میں پسند نہیں کرتا کہ ایسے مفسدوں کو ان کے وطن میں رہنے دوں۔ انھیں ان کے کیے کی سزا جلاوطنی کی صورت میں ملنا چاہیے۔

(۳۸۷/ب)

از مترجم: مؤلفِ علّام نے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبۂ حجۃ الوداع اس مقام پر نقل فرمایا ہے۔ ہم بھی ان کے تتبع کے پابند ہیں۔

ع: "چہ تواں کرد چو فرمودۂ بیدل باشد" بظاہر یہ خطبہ مقدمہ ہے آیتِ تکمیلِ دین کی مانند اور حضرت روحی فداہ صلعم کے ما فی الباب ارشادات واحکام ومراسیل ومواثیق کا۔

لیکن یہ خط یا تحریری فرمان نہیں۔ اس نہج کے مطابق بے شمار خطبات اور انفرادی احکام اور بھی ہیں جو اس ذیل میں آسکتے ہیں مگر نہیں آنے

چاہئیں۔

خطبۂ حجۃ الوداع

از مؤلف: ہم رسول اللہ کے وثائق و فرامین کو اُس مشہور خطبہ پر ختم کرتے ہیں جو آپ نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز مقام جبلِ رحمت پر ارشاد فرمایا اور آیہ:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (۵ : ۵)

اسی خطبہ کے بعد نازل ہوئی۔ (مؤلف)

الحمدللہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نتوب الیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضلل فلا ہادی لہ و اشہدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہدان محمداً عبدہ و رسولہ۔[1]

اے بندگانِ خدا!

میں تمھیں خدا سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اُس ذات کی فرماں برداری پر قائم رہو۔ میں اسی ذات کے نام سے خطبے کی ابتدا کرتا ہوں جس کی ذات خیر و برکت کا مبدا ہے۔

صاحبان!

غور سے سنیے! میں نہیں جانتا کہ آئندہ سال اس مقام پر حج کے لیے آسکوں یا نہ آسکوں۔

میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں:

۱۔ اس حصے کا ترجمہ محبین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی خاطر قلم انداز کر دیا گیا ہے۔ (مترجم)

کہ جس طرح آج (حج کے روز) اور شہر مکہ میں فسق و فجور کا ارتکاب حرام ہے، اسی طرح ہر ایک مقام پر ایک دوسرے مسلمان کا قتل، اس کا مال اور اس کی توہین بھی فعل حرام ہے۔

یا اللہ! تو گواہ رہیو کہ میں نے مسلمانوں کو یہ تنبیہ کر دی ہے!

سنو! جس کے پاس کسی کی امانت ہے وہ اُسے ادا کرنے میں پس و پیش نہ کرے!

اور:

جاہلیت کی رسم سود خوری ختم کی جاتی ہے۔ قرض دار اصل رقم ادا کرے۔ قرض خواہ اور مقروض دونوں ایک دوسرے سے کم یا زیادہ پر معاملہ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ربا حرام قرار دے دیا ہے۔ میں خود بھی خدا کے اس حکم پر عمل کرتا ہوا اپنے حقیقی چچا عباس بن عبدالمطلب کا سود لوگوں کے نام سے ساقط کرتا ہوں۔

صاحبان!

اسلام لانے سے قبل تم لوگوں سے جو قتل ہوئے ہیں ان کی دیت اور قصاص بھی ساقط کیے جاتے ہیں۔ اس بارے میں اپنے ہم قبیلہ عامر (بن ربیعہ ابن حارث بن عبدالمطلب) کا قصاص معاف کرتا ہوں۔

اور سنو!

جاہلیت کے مناصب میں سے صرف دو عہدوں۔

الف: بیت اللہ کی مجاورت و تولیت

ب: حاجیوں کی سقایت (پانی فراہم کرنا)

کے سوا تمام عہدے ختم کرتا ہوں۔

لیکن آج سے قتل میں دیت کا یہ نصاب ہوگا:

قتل عَمَد اور شِبہ عَمَد: (جس میں لاٹھی یا پتھر سے قتل کیا جائے) اس

کی دیت ایک سو اونٹ ہے۔ جو شخص اس سے زیادہ کا مطالبہ کرے وہ جاہلیت کا پرستار ہے۔

یا اللہ! گواہ رہیو! کہ میں نے مسلمانوں کو یہ تنبیہ بھی کر دی ہے۔

اے صاحبان!

آج سے ملک عرب کے اندر شیطان اپنے پرستاروں سے مایوس ہو گیا ہے لیکن اس کے لیے یہ سہارا کافی ہے کہ حجاز کے باہر تو لوگ اس کی پرستش سے کنارہ نہ کریں گے بایں صورت کہ مسلمان کہلانے والے بھی اُسے اپنے برے اعمال سے خوش رکھیں گے۔ اے مسلمانو! دین کی اس طرح تحقیر تو نہ کرنا۔

صاحبو!

اب سے مہینوں کا آگے پیچھے کرنا کفر قرار دیا جاتا ہے۔

اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْکُفْرِ یُضَلُّ بِهِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُحِلُّوْنَهٗ عَاماً وَّ یُحَرِّمُوْنَهٗ عَاماً لِّیُوَاطِئُوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ یُحَرِّمُوْا مَا اَحَلَّ اللّٰهُ. (۹:۳۷)

مہینوں کا سرکا[1] دینا بھی ایک کفر مزید ہے جس کی وجہ سے کافر (دین کے رستے سے) گمراہ ہوتے رہتے ہیں۔ ایک برس ایک مہینے کو حلال سمجھتے ہیں اور اسی کو دوسرے برس حرام۔ اور اس سے ان کی غرض یہ

۱- قمری مہینوں میں موسم کے لحاظ سے تو کمی بیشی ہوتی ہی رہتی ہے۔ وہی مہینے جو کبھی جاڑوں میں پڑتے ہیں، دنوں کا تفاوت ہوتے ہوتے گرمیوں میں آ پڑتے ہیں تو کبھی ایسا ہوتا کہ امن و ادب کے ۴ مہینے لڑائی کے موسم میں آ پڑتے تو ایسے موقعوں پر مشرکین مہینوں کو اپنی مرضی کے مطابق سرکا دیتے۔ اس کی ممانعت فرما دی گئی۔ کیونکہ لوگوں کو دھوکا ہوتا تھا۔ (حاشیۂ قرآن نذیر احمد)

ہوتی ہے کہ اللہ نے جو (۴ مہینے) حرام کیے ہیں وہ اپنی گنتی سے اللہ کے حرام کیے ہوئے (مہینوں کو) حلال کر لیں۔ (نذیر احمد)

ابتداء میں خدا نے جب آسمان اور زمین کو پیدا کیا تھا، زمانہ پھر پھرا کے آج پھر اُسی نقطے پر آگیا ہے۔[1]

صاحبان!

انَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَاللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ! (۳۶:۹)

جس دن خدا نے زمین اور آسمان پیدا کیے (تب ہی سے) خدا کے یہاں مہینوں کی گنتی کتاب اللہ (لوح محفوظ) میں بارہ مہینے (لکھی چلی آتی ہے) جن میں ۴ مہینے ادب اور امن عالم کے ہیں۔

ان ۴ مہینوں میں ۳ مسلسل آتے ہیں۔ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور چوتھا ماہ رجب ہے جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان ہے۔

یا اللہ! تُو گواہ رہیو کہ میں نے مسلمانوں کو یہ تنبیہ بھی کر دی ہے۔

صاحبان!

تمھاری عورتوں کا تم پر حق ہے اور تمھارا حق ان پر ہے۔ تمھارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمھاری امانت ---- میں خیانت نہ کریں اور نہ تمھاری غیر حاضری میں ان کے پاس غیر محرم مرد آئیں (تمھارے بالمواجہہ کسی کا آنا جانا اَور بات ہے)۔ تمھاری عورتوں کو فحش کا ارتکاب نہ کرنا چاہیے۔ اگر ان پر یہ شبہ گزرے تو کچھ دن شوہر کو خواب گاہ میں ان سے علیحدہ بستر لگانا چاہیے۔ ایسی حالت میں عورتوں کی معمولی بدنی سرزنش بھی روا ہے

۱- ترجمہ مولانا شبلی کی سیرۃ النبی، ج ۲، ص ۱۶۱ سے نقل کیا گیا ہے۔ (مترجم)

مگر انھیں چٹیل[1] نہ کر دیا جائے۔

وہ (عورتیں) اگر نیک چلن بن کر رہیں اور شوہروں کی مطیع فرمان ہو کر رہنا چاہیں تو (اے مردو!) تمھارے ذمے ان کا لباس اور خورونوش ہے۔ (اس کے ساتھ) عورتوں کی خیرخواہی بھی تم پر واجب ہے۔ آخر تو وہ تمھاری خدمت گار ہیں۔ ایسی خدمت گار کہ تمھارے گھر کی کسی شے پر حق تملیک بھی انھیں حاصل نہیں۔ وہ صرف اپنی ذات ہی کی مالکہ تو ہیں۔

دیکھو! تم نے انھیں بطور امانت حاصل کیا ہے اور تمھارے ان سے تعلقاتِ زناشوئی ایجاب و قبول ہی کی وجہ سے ہوئے۔ ان سے بدمعاملگی میں خدا سے ڈرتے رہنا۔ ان کی خیرخواہی تم پر واجب ہے۔

یا اللہ! تو گواہ رہیو کہ میں نے مسلمانوں کو یہ تنبیہ بھی کر دی ہے۔

صاحبان!

تمام مومنین ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ اپنے بھائی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر تو لینا نہ چاہیے۔

یا اللہ! تو گواہ رہیو کہ میں نے مسلمانوں کو یہ تنبیہ بھی کر دی ہے۔

مسلمانو!

ایسا نہ ہو کہ میرے بعد تم آپس میں خون ریزی کرنے لگو۔ میں تمھاری رہبری کے لیے اللہ کی کتاب اور اس کے نبی (صلعم) کی سنت دونوں باتیں چھوڑ رہا ہوں۔ تم جب تک ان دونوں سے متمسک رہو گے گمراہ نہ ہوگے۔

۱- یہ تفسیر ہے آیت: واهجروهن واخرجوهن :- (۳۷:۴) کی۔ (ترجمہ مولانا ابوالکلام) یہ کہ "پھر خواب گاہ میں ان سے علیحدہ رہنے لگو اور (اس پر بھی نہ مانیں تو) انھیں (بغیر نقصان پہنچائے بطور تنبیہ کے) مار بھی سکتے ہو۔"

یا اللہ! تو گواہ رہیو کہ میں نے مسلمانوں کو یہ تنبیہ بھی کر دی ہے۔

صاحبان!

تمھارا رب یکتا ہے۔ تم سب ایک باپ آدم کی صلب سے ہو۔ آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی۔ تم میں وہی شخص اللہ کے نزدیک موقر ہے جو متقی ہو۔ کسی عربی نژاد کو کسی عجمی پر فوقیت نہیں۔ تفوق تو پرہیزگاری پر منحصر ہے۔

یا اللہ! گواہ رہیو کہ میں نے مسلمانوں کو یہ تنبیہ بھی کر دی ہے۔

ہم نے بہ یک زبان عرض کیا: بے شک آپ نے یہ احکام بیان فرما دیے۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الغَائِبَ!

جو لوگ اس مجمع میں موجود ہیں ان پر فرض ہے کہ یہ نصائح اُن لوگوں کے سامنے بیان کریں جو اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں۔

صاحبان!

خداوند عالم نے (قرآن میں) جملہ وارثوں کا حصہ متعین فرما دیا ہے۔ اب تو نہ کسی وارث کے لیے مال میں سے علیحدہ وصیت کرنا جائز ہے اور نہ وارث کے ماسوا کسی اور مصرف کے لیے ۱/۳ مال سے زائد کی وصیت کرنا جائز ہے۔

اپنی کنیز سے پیدا شدہ بچہ کنیز کے مالک سے منسوب ہوگا، کسی اور سے نہیں۔

جو شخص اپنے باپ کے سوا غیر کے ساتھ نسب کا الحاق کرے اور وہ شخص جو اپنے آزاد کنندہ آقا کے ماسوا کسی دوسرے شخص سے اپنی تولیت منسوب کرے، ان دونوں پر خدا کی اور فرشتوں اور جملہ ابن آدم کی لعنت ہے۔ قیامت کے روز ایسے گناہوں کے بالعوض کوئی معاوضہ یا ہدیہ قبول نہ ہوگا۔ والسلام علیکم!

قسمِ دوم

بہ زمانہ ہائے خلافتِ راشدہ

فرامین بعہدِ خلافتِ حضرت ابوبکر صدیقؓ

(۲۸۸)

خالد بن ولید کی طرف

مترجم: خالد بن ولید مرتدین کے استیصال کے درپے رہے جس میں وہ کامیاب ہوئے۔ خلیفۂ رسول حضرت ابوبکرؓ عرصے سے عراق پر نیا محاذ قائم کرنے پر مائل تھے کہ سیاسی خطرہ اس طرف سے بھی تھا۔

خالد، یمامہ میں تھے کہ ابوبکرؓ نے ان کی طرف یہ فرمان بھجوایا:

"(اے خالد!) اب عراق کی طرف کوچ کیجیے اور مقام فرج الہند کہ ابلہ کے نام سے مشہور ہے، اسے پہلے فتح کیجیے۔ اہل فارس اور ان کے ہاں کے غیر ملکی باشندوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آیئے۔"

(۲۸۹)

مِن جانب خالد بن ولید بنام سپہ سالار سرحدِ فارس

خالد کو جب خط (نمبر ۲۸۸) ملا تو انھوں نے یمامہ سے (مثنیٰ)

ابو الزباذبہ (آزادبہ) کے ہاتھوں ہرمز بہ سالار سرحد فارس کے نام مندرجہ ذیل خط بھجوایا:

"اگر تم اسلام قبول کرلو تو ہماری جانب سے کوئی تعرض نہ ہوگا، ورنہ تم اپنی ذات اور اپنی قوم کی طرف سے ہماری رعیت ہونے کا قبالہ لکھ دو اور ادائے جزیہ کا ذمہ قبول کرلو۔ اگر تم نے اس کی تعمیل نہ کی تو ایک دن خود کو ملامت کیے بغیر نہ رہو گے۔ اُس قوم کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے حملہ کرتا ہوں جسے موت سے اسی طرح محبت ہے جس طرح تمھیں زندگی سے لگاؤ ہے۔

(۲۹۰)

اہلِ حیرہ کے ساتھ خالد کا معاہدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ معاہدہ ہے خالد بن ولید اور مسمیان ۱- عدی و ۲- عمرو (پسران عدی) - و- ۳- عمرو بن عبدالمسیح اور ۴- ایاس بن قبیصہ و حیری ابن اکال کے درمیان۔

(مگر ۱- بروایت ۲- عبیداللہ حیری کی بجائے جبری ہے)

(متذکرۃ الصدر پانچوں افراد) حیرہ کے سربراہ ہیں۔ اہلِ حیرہ نے انھیں اس معاہدے کے لیے بہ رضا و رغبت منتخب کیا ہے۔

شرائط معاہدہ یہ ہیں:

پانچوں اشخاص سالانہ ایک لاکھ نوے ہزار درہم بطور جزیہ عوام اور اپنے علما اور زہاد کی طرف سے مسلمانوں کے حضور پیش کریں۔

البتہ ان کے تارکِ دنیا اور قلاش درویشوں سے جزیہ نہ لیا جائے گا (بہ روایت عبید[۲] اللہ، ایضاً الفاظ تارکِ دنیا کے معنی ہیں قلاش درویش کے)۔

۲،۱- ابو عبید بن سلام صاحب کتاب الاموال تو نہیں؟ (مترجم)

تب ان کی ذمیت اور ادائے جزیہ کے عوض میں ان کے دشمنوں کے مقابلے میں ان کی حمایت کی جائے گی۔

اگر ایسے موقع پر مسلمان آگے نہ بڑھیں گے تو وہ جزیہ کے حقدار نہ رہیں گے۔

اور اگر یہ (ذمی) جزیہ ادا نہ کریں گے تو مسلمان ان کی حمایت کی ذمہ داری سے بری ہوں گے۔

تاریخ تحریر ماہ ربیع الاول ۱۲ھ

(۲۹۱)

ایضاً فرمان خالد بنام اہلِ حیرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلیفۂ رسول اللہ صلعم حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یمامہ سے براہِ راست عراق میں عرب و عجم دونوں قسم کے باشندوں کے ہاں پہنچوں۔ انھیں اللہ عزوجل اور اس کے رسول علیہ السلام کی طرف آنے کی دعوت دوں جس پر جنت کی بشارت اور نجات منحصر ہے۔ اگر یہ دعوت وہ قبول کرلیں تو ان کے حقوق ان سے پہلے مسلمانوں کے برابر ہیں اور جو ذمہ داری اُن پر ہے وہی ذمہ داری ان پر ہے۔

مَیں جب حیرہ میں وارد ہوا تو ایاس بن قبیصہ طائی اپنے چند رکاب داروں کو مشایعت میں لیے ہوئے میرے پاس آئے۔ میں نے انھیں خدا اور رسولؐ کی طرف بلایا تو یہ انھیں منظور نہ ہوا۔ تب میں نے ان کے سامنے جزیہ یا جنگ دونوں میں سے کوئی ایک امر پیش کیا تو انھوں نے کہا۔ ہمیں لڑائی کرنا منظور نہیں البتہ اہل کتاب کی مانند ہم جزیہ پر صلح کر سکتے ہیں۔ اور میں نے اسے منظور کرلیا۔ شمار میں ان کی تعداد ۷ ہزار

مردوں پر مشتمل تھی۔ اب ان میں (معذور) قابلِ معافی مردوں کا شمار کیا تو وہ ایک ہزار نکلے۔ آخر ساٹھ ہزار[1] جزیہ تجویز کیا گیا۔

اور ان پر مندرجہ ذیل پابندیاں عائد کی گئیں:

جس طرح یہود اور نصاریٰ پر خدا کا عہد اور میثاق عائد کیا گیا ہے تم بھی ان شرائط کے پابند ہوگے۔

۱- کسی کافر کی مسلمانوں کے خلاف اعانت مت کرو۔

۲- مسلمانوں کی مخالفت نہ کرو۔

۳- ہمارے دشمن کو ہمارے خفیہ راز مت بتاؤ۔

یہ عہد اُس قسم کے ہیں جو خدا تعالیٰ نے پہلے نبیوں کی اُمتوں سے بھی لیے ہیں:

۴- اگر وہ ان دفعات کی پابندی نہ کریں گے تو ہماری طرف سے بھی ان کی امان دہی کا معاہدہ ختم ہو جائے گا۔

۵- اور ایفا کی صورت میں جس میں ادائے جزیہ بھی شامل ہے، ہم ان کی کسی وقت اعانت اور حمایت میں سبقت سے دریغ نہ کریں گے۔ ہماری فتوحات میں بھی ان کی طرف سے اطاعت و انقیاد اسی طرح رہے اور وہ بھی ہماری امان میں اسی طرح رہیں گے جس طرح انھوں نے کسی نبی سے عہد و میثاق کیا ہے بشرطیکہ وہ ہماری مخالفت کے درپے نہ ہوں۔

اگر وہ ہمارے ماتحت رہیں گے تو ان کے لیے ذمیوں کے سے جملہ مراعات ہوں گے، لیکن وہ کسی معاملے میں ہماری مخالفت کے درپے نہ ہوں۔

۱- غالباً درہم ہے نہ کہ دینار کیونکہ فی کس ایک دینار سے زائد جزیہ نہیں اور ان کی تعداد ۶ ہزار ہے۔ (مترجم)

اور جزیہ مندرجہ ذیل اشخاص پر سے ساقط ہے اور دیگر شرائط:

۱- اُن بوڑھوں پر سے جو کام کاج نہیں کر سکتے۔

۲- آسمانی آفات کے ہاتھوں تباہ شدگان پر سے۔

۳- جو تونگر غریب ہو کر اپنے ہم مذہب امرا کی خیرات پر بسر کرتا ہو۔

۴- اسلامی بیت المال سے اور ریاست کی طرف سے ہر سہ قسموں کے عیال کی پرورش کے لیے وظیفے دیے جائیں گے، بشرطیکہ وہ مفتوحہ علاقے سے کسی غیر جگہ منتقل نہ ہوں ورنہ ان کے وظیفے بند کر دیے جائیں گے۔

۵- اگر ذمیوں کا غلام مسلمان ہو جائے تو اُسے مسلمانوں کی منڈی میں نیلام کیا جائے گا اور آخری بولی پر یہ رقم اس کے مالک کو دی جائے گی۔ اس میں کسی قسم کا فریب یا بولی ختم کرنے میں تاخیر اور ادائے قیمت میں مہلت روا نہ رکھی جائے گی۔

۶- ذمی لوگ فوجی لباس کے سوا جو چاہیں پہنیں البتہ مسلمانوں کی سی پوشش نہ ہو۔

۷- فوجی لباس پہننے کی صورت میں ان پر مقدمہ چلایا جائے گا۔ اگر وہ عدالت کو مطمئن نہ کر سکے تو اس جرم کے مطابق انھیں سزا دی جائے گی۔

۸- وہ اپنے ہاں کے سرکاری مسلمان سربراہوں کو مقررہ جزیہ ادا کرتے رہیں۔

۹- اگر وہ مسلمانوں سے کسی قسم کی اعانت کے طلب گار ہوں، خواہ مالی امداد ہو، اس سے دریغ نہ کیا جائے گا۔

(۲۹۲)

معاہدہ خالد بن ولید باشندگانِ موضع بانقیا و باروسما اور اُلیس کے ساتھ

جب حضرت خالد سوادِ عراق میں ان مواضع تک آ پہنچے تو قریہ بانقیا و

باروسما اور اُلیس (ہر سہ مقامات) کے باشندوں نے ان سے صلح کر لی اور شرائط صلح ابن صلوبا سے طے ہوئے۔ یہ واقعہ ۱۲ھ کا ہے۔ خالد نے ان سے جزیہ پر معاہدہ کر کے مندرجہ ذیل تحریر ان کے حوالے کر دی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من جانب خالد بن ولید بہ طرف ابن صَلوبا السوادی (مقیمِ ساحلِ دریائے فرات)۔

تم اللہ کی پناہ میں ہو اور جزیہ کے بالعوض تمھارا قتل روک دیا گیا ہے۔ تم نے اپنی ذات، اہلِ جزیرہ اور باشندگانِ موضع بانقیا و باروسما کی طرف سے ایک ہزار درہم جزیہ میں پیش کیے اور میں نے (یہ) قبول کر لیے۔ میرے ہمراہی مسلمان بھی تمھاری اس روش سے خوش ہیں۔ تمھارے لیے اس جزیے کے عوض خدا، اُس کے رسول محمد صلعم اور مسلمانوں کی پناہ ہے۔

گواہ

ہشام بن ولید

(۲۹۳)

معاہدہ خالد بہ اہلِ بانقیا و بسما[1]

خالد کے اہلِ حیرہ سے معاہدے کے بعد صلوبا بن نسطونا مالک موضع قس الناطف خالد کے لشکر میں حاضر ہوا اور موضع بانقیا و بسما کے بارے میں یہ معاہدہ کیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریری معاہدۂ امان خالد بن ولید کی طرف سے صلوبا بن نسطونا اور اس کی قوم

۱- باروسما اور یہ بسما علیحدہ علیحدہ مقام ہیں (فہرست الاسما والاعلام از مؤلف) (مترجم)

کے لیے ہے۔

۱- تمھیں دس ہزار دینار سالانہ جزیہ دینا ہوگا۔ مگر اس میں خرزہ[1] نہ لیے جائیں گے۔ یہ رقم دولت مند اور غریب دونوں پر ان کی حیثیت و وسعت کے مطابق عائد ہوگی۔

(اے صلوبا!) آپ اپنی قوم کے سردار ہیں اور وہ آپ کی سیادت پر مطمئن ہیں۔ میں نے اپنے ہمراہیوں کی رضامندی سے آپ پر یہ رقم عائد کی ہے جس پر آپ کی قوم بھی مطمئن ہے۔ اس رقم کے عوض میں آپ کی امان اور ہماری طرف سے حمایت دونوں کا ذمہ لیا جاتا ہے، جو جزیہ کے عوض میں ہے۔ اگر جزیہ نہ دو گے تو ہماری طرف سے حمایت نہ ہوگی۔

گواہان: ۱- ہاشم بن ولید
۲- قعقاع بن عمرو
۳- جریر بن عبداللہ حمیری
۴- حنظلہ بن ربیع

تاریخ تحریر ماہ صفر ۱۲ھ

(۲۹۴)

فرمان خالد بنام رؤسائے فارس

از مؤلفِ علّام: جب خالد سوادِ عراق کے دو حصوں میں سے ایک پر غالب آ گئے تب آپ نے رؤسائے فارس و شہریارِ مدائن کی طرف علیحدہ علیحدہ خط لکھے۔ اس وقفے میں اہلِ فارس کے درمیان اردشیر کی موت کی وجہ سے جھگڑا برپا تھا۔

۱- خرزہ وہ ایرانی سکّہ ہے جو ایران کے فوجی ملازموں کے سوا رعایا کے ہر فرد سے بطور ٹیکس لیا جاتا تھا۔ (از متن صفحہ ۳۱۳ بضمن لفظ خرزہ)۔ (مترجم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من جانب خالد بن ولید بنام شاہانِ فارس

اُس خدائے برتر کا شکر ہے جس نے تمھارا شاہی نظام درہم برہم فرما دیا۔ تمھارا دجل و فریب کھل گیا اور تم باہم ایک دوسرے کے درپے ہو گئے۔ اگر خدا تعالیٰ تمھارے ساتھ یہ برتاؤ نہ کرتا تو تمھارے لیے اور زیادہ مصیبت تھی۔

اب اگر تم ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ تو ہمیں تمھاری سرزمین اور رعایا و برایا سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس حالت میں ہم اپنی فوجوں کا رخ دوسرے سرکشوں کی طرف پھیر دیں گے۔ اور اگر تم مسلمان نہیں ہوتے تو تمھیں ایسی قوم کے سامنے مغلوب ہونا پڑے گا جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ یہ قوم موت سے اسی طرح محبت کرتی ہے جس طرح تم زندگی پر جان چھڑکتے ہو۔

(۲۹۵)

فرمانِ خالد بنام رؤسائے فارس

از مؤلف: غالباً یہ خط ان دو خطوں میں سے دوسرا ہے جن کا تذکرہ خط نمبر ۲۹۴ میں بالفاظ ''وکتب کتابین'' سے کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من جانب خالد بن ولید بنام رستم ومہران اور جملہ سپہ سالاران فارس

جو شخص خود طالب ہدایت ہو وہ سلامتی کا مستحق ہے۔

میں تمھارے سامنے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اِنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ (خدا کے سوا کوئی قابلِ عبادت نہیں اور محمد صلعم خدا کے رسول ہیں) کا اعتراف کرتا ہوں۔

واضح ہو کہ

خدا کا شکر ہے جس نے تمھاری بادشاہت ختم کر دی اور تم آپس ہی میں ایک

دوسرے کے دشمن ہو گئے۔ تمھاری وحدت پارہ پارہ ہو گئی۔ تمھارا دبدبہ خاک میں مل گیا اور تمھاری حکومت کا تیا پانچا ہو گیا۔

یہ خط پہنچنے کے ساتھ اپنا ایک معتمد میرے پاس بھیج دو اور ادائے جزیہ قبول کر لو جس کے عوض میں تمھیں پناہ دی جائے گی۔ اگر تم نے سرکشی دکھائی تو اُس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی اور معبود نہیں، میں تم پر ایسی قوم کو ساتھ لے کر حملہ کرنے کو ہوں جو موت سے اُسی طرح محبت کرتی ہے جس طرح تم نے زندگی کو سینے سے چمٹا رکھا ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

محررہ ۱۲ھ

(۲۹۶)

فرمانِ خالد بنام باشندگان اعین التمر ایرانیاں

مگر اس خط کی نقل نہیں ملی۔

(۲۹۷)

فرمان خالد بنام باشندگان اَلیس

اور اس خط کی نقل بھی نہیں ملی۔

(۲۹۸)

فرمان خالد بہ طرف باشندگانِ عانات

جب خالد بن ولید عانات کی بستیوں سے گزرے تو ایک پادری حاضر ہوا۔ اس نے صلح کی درخواست کی۔ تب یہ فرمان اُسے عنایت فرمایا:

۱- ان کے گرجے اور خانقاہیں منہدم نہ کیے جائیں گے۔

۲- وہ ہماری نماز پنج گانہ کے (وقت کے) سوا ہر وقت اپنا ناقوس بجائیں، ان پر پابندی نہیں۔

۳- وہ شوق سے اپنی عید پر صلیب کا جلوس نکالیں۔

ان کی ذمہ داری:

۱- مسلمان مسافر کی ۳ روز تک ضیافت کریں۔

۲- اور وقتِ ضرورت مسلمانوں کی جان و مال کی نگہداشت کریں۔

(۲۹۹)

از طرف خالد بنام اہلِ نقیب و کواثل

بمثل معاہدۂ اہلِ عانات (نمبر ۲۹۲)

مگر اس کی نقل کہیں بیان نہیں ہوئی۔

(۳۰۰)

معاہدۂ خالد مع اہل قرقیسیا

ایضاً بمثلِ اہل عانات (نمبر ۲۹۸)

لیکن نقل اس کی بھی بیان نہیں ہوئی۔

(۳۰۱)

معاہدۂ خالد مع اہلِ بھقباذ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرمان من جانب خالد بن ولید بنام زاد ابن بُہیش وصلوبا بن نسطونا

تم دونوں ہماری پناہ میں ہو۔ اس پناہ کے عوض میں تم پر جزیہ واجب الادا ہے۔ بھقباذ اسفل اور بھقباذ الاوسط جن دونوں کے تم سربراہ ہو، ان کے بھی تم ضامن ہو۔ (عُبید اللہ ابن سلام کی روایت میں) ان کی طرف سے لڑائی نہ ہونے کے بھی ذمہ دار ہو)۔

۱- تم دونوں کو سالانہ دو لاکھ جزیہ دینا ہوگا۔

۲- اس کے سوا ہر اُس شخص پر جو قوت بازو سے کما سکتا ہے، سالانہ ایک ہزار جزیہ علیحدہ ہوگا جیسا کہ بانقیا اور بسمار کے باشندوں پر عائد ہوا۔ (در فرمان نمبر ۲۹۲)

جس طرح آپ لوگ مجھ سے اور میرے ہمراہی مسلمانوں سے مطمئن ہیں اسی طرح ہم بھی اہل بھقباذ الاسفل اور اہلِ بھقباذ الاوسط سے خوش ہیں۔

۴- ہمیں مقررہ رقم کے سوا تمھارے اموال سے کوئی تعرض نہیں۔

۵- لیکن آلِ کسریٰ اور ان کے ندیموں کے اموال بحق خلافت ضبط ہوں گے۔

گواہان: ۱- ہشام بن ولید
۲- قعقاع بن عمرو
۳- جریر بن عبداللہ الحمیری
۴- بشیر بن عبیداللہ بن الخصاصیہ
۵- حنظلہ بن الربیع

نوشتہ ماہ صفر ۱۲ھ

(۳۰۲)

فرمانِ ابوبکر بنام خالد

اس دوران میں خالد خفیہ طریق پر حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے جس کی اطلاع خلیفۃ المسلمین ابوبکرؓ کو ہوگئی۔ ذیل کے خط میں اسی کی طرف اشارہ ہے: (مؤلف)

یہاں سے یرموک پہنچے۔ دماں پر ہمارے لشکر کو گھمسان کا رن درپیش ہے۔ مسلمان آپ کی عدم موجودگی سے ہراساں ہیں اور دیکھو! جس طرح تم اس مرتبہ لشکر کو چھوڑ کر حج کرنے چلے گئے تھے آئندہ ایسا نہ کرنا۔ خدا نے دشمن کے دل میں جس قدر تمھاری ہیبت پیدا کر رکھی ہے اس میں کوئی اور تمھارا حریف نہیں اور جس طرح تم مسلمان

فوجوں کے لیے اُمید کی کرن ہو کسی اور میں یہ وصف نہیں۔ ابوسلیمان! دعا ہے کہ تمھاری لگن اور خدا کی طرف سے تم پر عنایت اور زیادہ ہو۔ خدا تمھارے اسلام میں اور استواری بخشے۔ مبادا! غرور اور تمکنت پر اُتر آؤ۔ اس سے تم تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ اپنے کارناموں پر تکیہ مت کرو۔ عزت اور وقار اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اعمال کی جزا بھی اسی کے قبضے میں ہے۔

(خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فرامین و وثائق ختم ہوئے)۔

بعہدِ خلافتِ حضرت عمرؓ

(۳۰۳)

بنام سعد بن ابی وقاص

۱- مجھے القا ہوا ہے کہ تمھارے مقابلے میں دشمن کو شکست ہوگی، اس لیے شک کو دل سے نکال کر خشیت اللہ کو جگہ دو۔

۲- اگر تمھارا کوئی سپاہی کسی فارسی کو اشارے یا اپنی بولی میں امان دے جسے فارسی امان سمجھے تو تم اسے امان ہی قرار دو۔

۳- میدانِ جنگ میں باہم ہنسی مذاق سے پرہیز کرتے رہو۔

۴- دشمن سے جو وعدہ کیا گیا ہو اسے پورا کرو۔ ایفائے وعدہ غدار مخالف پر بھی مؤثر ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں نقضِ عہد غلطی سے بھی کیا جائے تو انجام ہلاکت ہے۔ نقضِ عہد سے تمھاری طاقت کم اور دشمن کی قوت میں اضافہ ہوگا اور تمھاری فتح شکست سے بدل جائے گی۔

۵- مبادا! تمھارا رویہ مسلمانوں کی ہتک کا باعث ہو یا انھیں کسی صدمے سے دوچار ہونا پڑے۔

(۳۰۴)

فرمان نمبر ۳۰۳ کا دوسرا نسخہ

بہ روایت ابو وائل

ہم (سعد بن ابی وقاص) کی ماتحتی میں خانقین میں تھے جب یہ فرمان وارد ہوا: "قلعے میں دشمن کی فوج کے محاصرے پر انھیں خدا کے فیصلے کے نام سے امان مت دو۔ تمھیں خدا کی مرضی کا تو علم ہی نہیں۔ البتہ

اپنے فیصلے (یا حکم) پر امان دو جس کے مطابق تم مختار ہو۔"

یہ بھی دشمن کے لیے امان ہی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص دشمن کے سپاہی سے کہہ دے: "مت ڈرو!"

یا: "خوف مت کھاؤ!"

یا: "مطرس!" (درفارسی مترس)

کہ الفاظ کا منطوق خدا کے علم میں ہے۔

(۳۰۵ تا ۳۰۷)

قادسیہ کے متعلق حضرت عمر اور سعد بن ابی وقاص کی خط وکتابت

از طرف حضرت عمر بنام سعد (بر مقام زرودان)

کسی معتمد علیہ کو فرج الہند کی طرف بھیجیے جو وہاں مورچہ لگا لے۔ اگر دشمن تم پر عقب سے حملہ آور ہو تو یہ اُسے وہاں روک لے۔

مؤلف: اس پر سعد نے مغیرہ ابن شعبہ کو ۵ سو سپاہی دے کر وہاں تعینات کیا۔ ادھر سعد جب قادسیہ (مقام) سے شراف تک آ پہنچے تو حضرت عمر کی طرف اپنے پڑاؤ کی اطلاع لکھی۔ یہ مقام غضی اور جبانہ کے درمیان تھا۔ حضرت عمر کا خط یہ ہے:

یہ خط پہنچنے پر ان ہدایات پر عمل کرو:

۱- تمام لشکر دس حصوں میں تقسیم کیا جائے۔

۲- ہر دس سپاہیوں پر ایک افسر مقرر ہو۔

۳- دس دس سپاہیوں کے دس حصوں (ایک سو) پر ایک بڑا افسر ہو۔

۴- اور انھیں مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کردو۔

(الف) میمنہ

(ب) میسرہ

(ج) قلب

(د) پیدل

(ھ) سوار

(و) گشتی دستہ

۵- اس معاملے میں اکابر صحابہ اور مقتدر مسلمانوں سے بھی مشورہ کرتے رہو۔

۶- اب ان پر علیحدہ علیحدہ افسر مقرر کر کے انھیں مقررہ جہتوں میں بھجوا دو۔

۷- ان میں جو دستہ قادسیہ پہنچ جائے وہ وہاں پڑاؤ کر لے۔

۸- مغیرہ بن شعبہ کو فرج الہند سے واپس بلا لو اور مجھے تمام صورت حال سے آگاہ کرو۔

مؤلف: سعد نے مغیرہ بن شعبہ اور قبائل کے سرداروں کی طرف قاصد بھجوائے۔ سب جمع ہو گئے۔ فوج کی گنتی ہوئی، انھیں شراف ہی میں مرتب کر لیا گیا۔ سرداروں کو حکم دیا کہ اپنے اپنے دستے کو دس دس پر تقسیم کریں۔ تب ان پر سپہ سالار متعین کیے گئے اور یہی دستور زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی تھا۔

اور حضرت عمر نے اسی اصول کے مطابق دیوان (وظائف) بھی مقرر کیے۔

ہر ایک دستے پر اکابر صحابہ کو افسر مقرر کیا جس میں جنگی مہارت کا خیال بھی تھا۔ اسی طرح میمنہ، میسرہ، قلب، راحلہ اور گشتی دستوں کو مرتب کیا گیا جیسا کہ حضرت عمرؓ کی ہدایات تھیں۔ عمرؓ نے مندرجہ ذیل ماہرین کو بھی سعد کے پاس بھجوا دیا:

۱- عبدالرحمن بن ربیعہ باہلی ذوالنور کو جمع غنیمت اور تقسیم اموال کے لیے۔

۲- سلیمان فارسی کو ترتیب لشکر اور راستے بتانے کے لیے۔

۳- ہلال الہجری کو ایرانیوں کی ترجمانی کے لیے۔

۴- زیاد بن سفیان کو کتابِ معاہدات کے لیے۔

(۳۰۸)

ایضاً

مقامِ شراف پر سعد بن ابی وقاص کے نام حضرت عمرؓ کا یہ فرمان پہنچا:

۱- شراف سے (فوجوں سمیت) قلب فارس کی طرف کوچ کرو۔ خدا پر بھروسہ رکھو اور ہر مشکل میں اس سے امداد طلب کرو۔

اے سعد! تم اس قوم پر حملہ کرنے کو ہو جو تم سے تعداد میں زیادہ، اسلحہ میں فائق، بہادر اور شجاعت پیشہ ہے۔ جن کی بستیاں سر بفلک ہیں۔ قدم قدم پر قدرتی چشمے اور فوجی استحکامات ہیں۔ یہ اگرچہ میدانی علاقہ ہے مگر اس میں دریاؤں اور نالوں کی کثرت سے نقل و حرکت دشوار ہے۔ دیکھو:

۱- مقابلے کے وقت بلا توقف حملہ کر دو۔

۲- ان سے کسی قسم کا مباحثہ مت کرو۔

۳- دشمن بڑا عیار ہے، اس کی جنگی چالوں پر نگاہ رکھو۔

۴- ایسے قوی دشمن پر ہمت کے بغیر قابو نہیں پایا جا سکتا۔

قادسیہ پہنچنے کے بعد:

۵- قادسیہ صدیوں سے بابِ فارس کے درجے پر ہے۔ یہاں ان کے فوجی استحکامات مضبوط ہیں۔ محل وقوع کے اعتبار سے بھی زرخیز جگہ ہے۔ نقیب کے فرائض وہاں

۱- مہاجرین و انصار سے لے کر حجاز و یمن کے شہری اور بدو ہر ایک کے لیے سالانہ موجب کا رجسٹر۔ تفصیل کتاب ''فقہ عمرؓ'' میں ملے گی۔ (مترجم)

کا پہاڑ ادا کر رہا ہے۔ قادسیہ کے اُدھر دریا اور نہریں ہیں۔ دریا پر پل ہے جس پر فوجی استحکامات ہیں۔ تمھیں قادسیہ کی پہاڑی پر جانے والے تمام راستوں پر مورچے لگا دینا چاہئیں۔

تمھاری فوج کے ایک طرف (اُدھر) فارس کا علاقہ ہو اور دوسری جانب صحرا۔

۶- تم اپنے مورچے پر ڈٹ جاؤ۔

۷- دشمن تمھارا فوجی نظم دیکھ کر ایک دم ٹوٹ پڑے گا۔ اگر تم صبر و ثبات سے اپنی جگہ پر مدافعت کرتے رہے تو اُمید ہے کہ فتح حاصل کرو گے اور تمھاری اس قربانی پر خدا تعالیٰ تم سے خوش ہوگا۔

۸- دشمن اس مقصد پر شکست کے بعد پھر کبھی دل جمی سے حملہ نہ کرے گا اور اگر وہ آگے بڑھے گا تو اس کا دل اس کے ساتھ نہ ہوگا۔

اور اگر تم نے شکست کھالی تب:

۹- تم وہاں سے ہٹ کر اُس صحرا میں آ جانا جس کے طور طریقے تم دشمن سے زیادہ جانتے ہو۔ پھر خدا تعالیٰ لڑائی کا پہلو پلٹ دے گا اور تمھیں فتح نصیب ہوگی۔

۱۰- دیکھو! فلاں روز شراف سے کوچ کر کے مقام عذیب الہجانات اور عذیب القوادس کے درمیان پڑاؤ ڈالو۔ اپنے خیمے کے مشرق اور مغرب دونوں طرف فوجیوں کو ٹھہراؤ۔

(۳۰۹)

ایضاً فرمان عمرؓ بنام سعد دربارۂ احکام متعلقہ قادسیہ

۱- مبادا نا اُمیدی کا وسوسہ دل میں پیدا ہو۔

۲- لشکر میں عزم و ثبات کی تلقین کرتے رہو۔

۳- آنے والی گھڑی کی آزمائش کے لیے خلوص نیت سے تیاری کرتے رہو۔

۴- اس راہ میں جاں سپاری کو اللہ کی خوشنودی کا وسیلہ اور انعام کا موجب سمجھو۔

۵- جو سپاہی ان دونوں باتوں سے خالی الذہن ہوں ان کے قلوب میں یہ جذبہ تازہ کرو کیونکہ خدا کی امداد خلوصِ نیت کے مطابق ہوتی ہے اور جس انداز سے قربانی کی جائے اُسی انداز سے خدا کی طرف سے انعام ملتا ہے۔

۶- مبادا! ماتحتوں کو تمھارے ہاتھ سے گزند پہنچے یا ان سے بے انصافی ہو۔

۷- جس مہم پر تم جارہے ہو اس کی تکمیل میں غلطی اور سہو نہ ہونے پائے۔

۸- تم میں سے ہر فرد خدا کی پناہ مانگتا رہے اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ کا ورد کرتا رہے۔

اور مجھے ان سوالات کا جواب دیجیے:

۱- تمھاری فوجیں کہاں تک آ پہنچیں؟

۲- ایرانی لشکر کس مقام پر ہے؟

۳- اُن کا سپہ سالار کون ہے؟

مَیں کچھ اور ہدایات بھی لکھنے کو تھا اگر مجھے وہاں کے کوائف کا علم ہوتا۔

۴- یہ ضرور لکھو کہ مسلمانوں کا پڑاؤ کس مقام پر ہے؟

۵- یہ مقام مدائن (پایۂ تخت فارس) سے کتنی دور ہے؟ یہ جغرافیہ اس تفصیل سے لکھو گویا میں ان مقامات کو موقع پر چل پھر کر دیکھ رہا ہوں۔

۶- مجھے لشکر کے حالات اور ضروریات سے بھی آگاہ کرو۔

۷- خدا سے ڈرتے رہو، اسی سے اعانت اور فتح کی اُمید رکھو، مبادا اپنی قوت پر فخر کرنے لگو البتہ خدا نے تم سے فتح کا وعدہ ضرور کیا ہے اور وہ اپنے وعدے کو کبھی نظرانداز نہیں کرتا۔ تم سے کوئی ایسا فعل نہ ہونا چاہیے جس سے موجودہ کامیابی اور نصرت خطرے میں پڑ جائے اور تمھارے سوا کوئی اور قوم خدا کی مہربانی کی مورد قرار پائے۔

(۳۱۰)

حضرت عمر اور سعد کی قادسیہ کے متعلق خط و کتابت

حضرت سعد کی طرف سے عریضہ (فرمان نمبر ۳۰۹ کا جواب)

"قادسیہ مقامِ خندق اور عتیق کے درمیان واقع ہے۔

اس کی بائیں سمت حیرہ اور اس سے دور تک دونوں طرف سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔

ایک طرف سمندر ہماری پشت پر ہے اور دوسری سمت دریائے خضوض ہے جو خوزنق اور حیرہ کے درمیان بہتا ہے۔

اور دائیں سمت میں ولجہ مقام تک دریا اور ندی اُمنڈ رہی ہے۔ میرے یہاں آنے سے قبل اہلِ سواد میں سے جن لوگوں نے مسلمان افسروں کے ساتھ معاہدے کیے تھے وہ قادسیوں کے دباؤ کی وجہ سے منحرف ہو گئے ہیں۔

اس وقت رستم ہمارے مقابلے میں ہے۔ وہ ہماری اور ہم اس کی قوت توڑنے کے درپے ہیں۔ معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ مقدر کا لکھا ہو کر رہے گا۔ ہم اپنے لیے خدا سے بہتر انجام کی طلب گار ہیں۔"

حضرت عمرؓ کی طرف سے جواب:

"تمھارا خط ملا، مفہوم سمجھا۔ خدا کی امداد کے بھروسے پر اپنے دشمن کے کمزور ہونے تک وہیں پڑاؤ رکھو۔ انجام خدا ہی کے علم میں ہے۔ اگر دشمن کو شکست ہو تو مدائن تک اس کا تعاقب نہ چھوڑیے۔ انشاء اللہ مدائن تمھارے ہاتھوں فتح ہو کر رہے گا۔"

(۳۱۱)

از سعد بخدمت عمر دربارۂ فتح قادسیہ

واضح ہو کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اہلِ فارس پر فتح عطا فرمائی اور انھیں ان کے

پہلوں کی مانند شکست سے دوچار کیا مگر طویل اور شدید جنگ کے بعد یہ وقت دیکھنا نصیب ہوا۔

مسلمان اس فتح کی بدولت ان نعمتوں سے بہرہ مند ہوئے جو نعمتیں ہم میں سے بہتوں نے بھول کر بھی نہ دیکھی تھیں۔ آخر اللہ نے اہل فارس کو ان چیزوں سے مستفیض ہونے سے دور کر دیا اور ان کی بجائے مسلمانوں کے لیے وقف کر دی گئیں۔ ان دنوں مسلمان ساحلِ دریا پر چہل قدمی کر رہے ہیں۔ کبھی سرسبز و شاداب پہاڑوں پر سرگشت ہے اور گاہے عام شاہراہوں پر گھوم رہے ہیں۔

افسوس ہے کہ مسلمانوں میں سے سعد بن عُبید القاری اور فلاں وفلاں نیز ان کے ماسوا کئی اور ایسے مسلمان کام آ گئے ہیں جن کے نام سے میں واقف نہیں۔ ان کے نام صرف اللہ کو معلوم ہیں۔ جنگ میں کام آنے والے یہ لوگ کتنے ستودہ صفات تھے۔ رات بھر قرآن مجید کی تلاوت میں رطب اللسان رہتے جیسے شہد کی مکھیاں اپنے چھتوں سے چمٹی ہوتی ہیں۔ یہ لوگ شرافت کے مجسمہ تھے جن کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ان کے بعد جو لوگ زندہ رہ گئے ہیں وہ کتنے برگزیدہ سہی مگر یہ خدا کی راہ میں شہید ہونے کے بغیر ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

(۳۱۳ تا ۳۱۴)

حضرت عمرؓ کا جواب دربارہ بنائے شہر کوفہ

مؤلف: سعد نے حضرت عمرؓ کے حضور فتح کی جو نوید لکھی اس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے تحریر فرمایا:

''(اس) فتح کے بعد کوئی اور شے طلب مت کرو۔''

مؤلف: اس جملے کے جواب میں سعد نے اپنی تحریر میں عرض کیا:

''یہ فتح پگ ڈنڈی ہے اور میدان تو ابھی آگے ہے۔''

حضرت عمر کا فرمان

''اس سے آگے قدم مت بڑھاؤ۔ مبادا اہل فارس کا تعاقب شروع کر دو۔ مفتوحہ علاقے کے قریب مسلمانوں کے لیے دارالہجرہ اور چھاؤنی بناؤ۔ زنہار میرے اور مسلمانوں کے درمیان سمندر حائل کر دو۔

مؤلف: اس فرمان پر سعد نے شہر انبار میں پڑاؤ ڈال دیا مگر یہاں رہ کر لوگ نڈھال رہنے لگے۔ اکثروں کو تپ نے گھیر لیا۔ سعد نے حضرت عمر کو اس حادثے سے مطلع کیا تو عمرؓ نے یہ خط بھجوایا:

''عربوں کا مزاج اُونٹ کا سا ہے۔ جو آب و ہوا اُونٹ کے لیے موزوں ہے، وہی ان کے موافق ہے، بخلاف اس کے بکری سرسبز و شاداب وادی میں خوش رہتی ہے۔ فوج کے لیے ایسا مقام تجویز کیجیے جس کے ایک طرف سمندر اور اس کے دوسری طرف صحرا ہو۔''

مؤلف: تب سعد نے وہ مقام تجویز کیا جو آج کوفہ کے نام سے موسوم ہے۔ سعد نے ہمراہیوں سمیت یہاں پڑاؤ کیا اور مسجد و رہائشی مکانات کے لیے احاطے کھینچ دیے۔

(۳۱۵)

مسلمان لشکریوں کا عریضہ بحضور عمرؓ

یہ عریضہ انس بن حُلَیس کے ہاتھوں بھجوایا گیا

مضمون عریضہ:

سواد (عراق) کے جن باشندوں نے ہمارے ساتھ معاہدہ کیا تھا بعد میں ان میں سے تین مقامات بانقیا، بسما اور اُلیس کے سوا تمام اپنے معاہدوں سے منحرف ہو گئے تھے۔ یہ جواب طلبی پر کہتے ہیں کہ انھیں اہل فارس کھینچ کر میدان میں لے آئے۔ یہ

درست ہے کہ انھوں نے ہم پر ہتھیار نہیں اُٹھائے نہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر کہیں اور آباد ہوئے۔

(۳۱۶)

حضرت عمرؓ کی طرف سے انس بن حُلیس کے خط (نمبر ۱۱۵) کا جواب

اللہ تعالیٰ مجبوری کے ہر معاملے میں رخصت کو ملحوظ کراتا ہے مگر دو معاملات میں رخصت (رعایت) نہیں:

الف: عدل۔

ب: یادِ خدا۔

انصاف کرتے ہوئے ایک کو ترجیح اور دوسرے کو نظر انداز کرنا جائز نہیں۔ اپنے بیگانے دونوں کے لیے ایک ہی ماپ تول ہونا چاہیے۔ انصاف دیکھنے میں نرم ہے مگر نفوذ میں قوی اور جور و باطل کے اندمال میں مؤثر ہے اور اگر وہ (انصاف) دیکھنے میں بھی قوی ہو تو کفر کے حق میں بے حد مؤثر ہو جاتا ہے۔

کہنا یہ ہے کہ:

باشندگانِ سوادِ عراق میں سے جو لوگ اپنے وعدے پر رہے اور تمھارے دشمن کی مدد بھی نہ کی ان کے لیے تمھاری طرف سے امان ہے مگر وہ تمھیں جزیہ ادا کریں۔

لیکن جو لوگ خود کو مجبور کہتے ہیں یا وہ لوگ جو اپنا گھر بار چھوڑ کر دوسری جگہوں پر جا بسے ہیں ان کے بارے میں تم جو چاہو کرو۔ انھیں معاف کر دو یا انھیں فارس میں بھجوا دو۔

(۳۱۷)

سعد بن ابی وقاص کا دوسرا عریضہ

سواد کے غیر مسلم باشندے، جو لڑائی کے موقع پر اپنی بستیوں سے نکل گئے تھے ان میں سے ایک گروہ واپس لوٹ آیا۔ یہ گروہ اپنے معاہدے پر قائم رہا اور ہمارے دشمن کے ساتھ ہو کر ہم سے جنگ نہیں کی۔ ان کے ساتھ ہمارا جو معاہدہ تھا اُسے ہم نے پورا کر دیا ہے۔

دوسرا گروہ جو مدائن میں پناہ گیر ہوا اس میں سے بھی ایک حصہ ہمارے خلاف میدان میں نہیں آیا۔ اور ان کا دوسرا گروہ ہمارے خلاف مجبور کر کے لایا گیا اور اس گروہ نے کسی نہ کسی طرح خود کو ہمارے حوالے کر دیا۔

امیر المومنین! یہاں کی مفتوحہ اراضی کا کہیں اور چھور نہیں۔ اس کے اصل باشندے اِدھر اُدھر بکھر گئے ہیں اور مسلمان قلیل تعداد میں ہیں۔ جن مفتوحین سے ہمارا معاہدہ ہوا ہے، غنیمت ہے کہ ان کی تعداد ہنوز کافی ہے۔ اگر ان کے ساتھ لطف و کرم کیا جائے تو ملک پھر سے آباد ہو سکتا ہے۔ اس بارے میں کیا حکم ہے؟

(۳۱۸)

حضرت عمرؓ کا جواب بنام سعد

اہل سواد میں سے جو لوگ اپنے گھروں میں چپکے بیٹھے رہے اگرچہ وہ کسی معاہدے میں شریک نہیں، چونکہ وہ تمھارے خلاف لڑائی میں شامل نہیں ہوئے ان کا معاملہ وہاں کے عام ذمّیوں کا سا ہے۔ اسی ذیل میں وہاں کے کسان شمار ہوں۔ اور ان کے سوا ہر وہ شخص جو تمھارے خلاف لڑائی میں شامل نہیں ہوا، اسے بھی اسی ذیل میں رکھیے۔

ان میں سے غلط بیانی کرنے والوں کے ساتھ جو سلوک خود چاہو وہ کرو۔

جو لوگ تمھارے خلاف دشمن کے معاون ہوئے یا اپنا گھر بار چھوڑ کر چلے گئے، ان کے بارے میں بھی تمھیں اختیار ہے۔ اگر چاہو تو انھیں ان کے گھروں میں پھر سے آباد کر دو اور ان کے ساتھ ذمیوں کا سا معاملہ کرو۔ وہ اسے بھی گوارا نہ کریں تو ان کا متروکہ باہم غنیمت میں تقسیم کر لو۔

(٣١٩)

سعد کا دوسرا خط (بخدمت امیر المؤمنین عمرؓ بن الخطاب)

مضمون:

قادسیہ اور بہرشیر دونوں کے وسط میں خونریزی کے بعد ہم نے بہرشیر پر قبضہ کر لیا ہے۔ وہاں کے باشندوں نے ہم سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ میں نے چاروں طرف سرکاری گھڑسوار دوڑا دیے جو نواحی بستیوں اور پہاڑوں میں دبکے ہوئے کسانوں کو سمیٹ کر بہرشیر میں لے آئے ہیں۔ ان لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟

(٣٢٠)

خط نمبر ٣١٩ کا جواب من جانب امیر المؤمنین عمرؓ

ان میں سے ایسے کسانوں کے لیے امان ہے، جنھوں نے تمھارے خلاف جنگ میں اقدام نہیں کیا۔

اور جو لوگ تم سے لڑے ہیں ان کے ساتھ تم جو مناسب سلوک چاہو کرو۔

(٣٢٢-٣٢١)

نمبر ٣١٩ کا جواب من جانب امیر المؤمنین عمرؓ

مؤلف: سعد نے مدائن کی نواحی بستیوں کے بکھرے ہوئے ایرانیوں کو مدائن میں جمع کیا جو گنتی میں ایک لاکھ تیس ہزار سے زائد تھے۔ ان میں ایک لاکھ کے سوا باقی سب لوگ گھر بار والے تھے۔ سعد نے ان میں

سے ہر ایک کے عمل کے مطابق انھیں تین قسموں میں تقسیم کر کے عمر سے ان کی بابت پوچھا۔

حضرت عمرؓ کا جواب:

١- جو کسان اپنے گھروں ہی میں رہے، ان کے اموال سے تعرض مت کرو۔

٢- اور ان میں سے جو کسان چلے گئے یا دشمن کی حمایت میں تم سے لڑے اور آج وہ تمھارے رحم و کرم پر ہیں ان کے ساتھ وہ سلوک کرو جو تم نے سواد فتح کرنے پر وہاں کے کسانوں سے کیا تھا۔

٣- ان دونوں قسموں کے سوا جو نیا معاملہ پیش آئے اس میں میری ہدایت پر عمل کرنا۔

(٣٢٤-٣٢٣)

سعد کا جواب بخدمت حضرت عمرؓ

"لیکن ان مفتوحین میں جو لوگ کسان نہیں ان سے کیا سلوک کیا جائے؟"

حضرت عمرؓ کا جواب

١- ان میں سے جو لوگ کسان نہیں اور ان پر تقسیم بھی لاگو نہیں ہوئی ان کا معاملہ تمھاری صواب دید پر موقوف ہے۔

٢- مگر جو لوگ تم سے لڑائی میں مغلوب ہونے کے بعد اپنی اراضی چھوڑ کر بھاگ گئے تو ان کی اراضی ریاست کی ملکیت ہے۔

٣- اور اگر تم نے ایسے لوگوں کو خود یک جا کر کے انھیں ذمّی قرار دے دیا ہے تو اب وہ ذمّی ہی رہیں گے۔

٤- اور اگر یہ لوگ تمھاری دعوت پر واپس نہیں آئے تو ان کا متروکہ تمھارے لیے مال غنیمت ہے۔

(٣٢٥)

فرمانِ عمرؓ بنام سعد بر تقریبِ فتحِ عراق

آپ کا خط ملا کہ مسلمان فاتحین عراق اب سے تقسیمِ غنیمت کے درپے ہیں۔

جواب یہ ہے کہ:

١- لشکریوں نے جس قدر منقولہ مال جمع کیا ہے اسے شرکائے جنگ پر تقسیم کر دیا جائے۔

٢- مگر سواد کی اراضی اور دریاؤں پر وہاں کے قدیم باشندوں ہی کو کاشت کے لیے بحال رکھا جائے۔

اس (نمبر٢) سے مقصد یہ ہے کہ ذرائع پیداوار اور ان کی آمدنی ہمارے اور آپ کے بعد آنے والے مسلمانوں کے لیے برقرار رہے جس کے آج تقسیم کر لینے سے آمدنی کے یہ سوتے بعد میں آنے والوں کے لیے خشک ہو جائیں گے۔

سعد!

آپ کو یاد ہونا چاہیے کہ فتحِ سواد پر متوجہ ہونے سے قبل میں نے حکم دیا تھا کہ حملے سے پہلے وہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت دی جائے۔ جو شخص مسلمان ہو جائے وہ اور دوسرے مسلمان دکھ سکھ دونوں میں مساوی ہیں اور ان نو واردانِ اسلام کو بھی غنیمت میں برابر کا حصہ دار قرار دیا جائے۔

مگر اہلِ سواد میں سے جو لوگ لڑائی کے بعد اسلام لائے ہوں وہ بھی دکھ سکھ دونوں میں عام مسلمانوں کے مساوی ہیں۔ اس گروہ کے اموال پر مسلمان فوج قابض ہی ہو چکی ہے[1] اس بارے میں میرا یہی حکم ہے۔

١- اس لیے مال واپس نہیں ہو سکتا۔ غنیمت میں اموال کی واپسی کا یہ اصول غزوہ حنین سے شروع ہوا اور آخر تک قائم رہا۔ (مترجم)

(٣٢٦)

امیر المؤمنین عمرؓ کا فرمان بنام اہلِ بصرہ

(دربارۂ تقرر صوبہ داریِ ابو موسیٰ اشعریؓ[1])

اے باشندگان بصرہ!

واضح ہو کہ:

میں نے ابو موسیٰ کو تم پر گورنر مقرر کیا ہے اور انھیں ان امور کے لیے پابند کر دیا گیا ہے:

١- کمزوروں کی داد رسی۔

١- حضرت ابو موسیٰ اشعری اکابر صحابہ میں سے ہیں۔ جن ٦ صحابہ نے کتاب و سنت میں ملکہ حاصل کیا ان میں ٦ ویں (ابو موسیٰ) ہیں۔ بقیہ پانچ یہ حضرات ہیں:

١- حضرت عمرؓ۔

٢- حضرت علیؓ۔

٣- حضرت ابی ابن کعبؓ۔

٤- حضرت عبداللہ ابن مسعود۔

٥- حضرت زید بن ثابتؓ۔

حضرت ابو موسیٰ ریاست کی طرف سے تیس سال تک مختلف شعبوں پر افسر اعلیٰ کی حیثیت سے متعین رہے۔

اہواز، فارس اور کرمان ان کی فتوحات سے ہیں۔ عہد عثمان میں امیر المؤمنین کے اصرار سے کوفہ کی گورنری قبول فرمائی مگر حضرت علیؓ کی خلافت کے پہلے سال گورنری سے محروم کر دیے گئے۔ بایں ہمہ صفین میں جناب علیؓ کی طرف سے تحکیم پر آپ کو مختار قضاۃ رکھا گیا۔

حضرت عمرؓ کے عہد میں بصرہ کی قضاۃ بھی ابو موسیٰ کو تفویض تھی۔ حضرت عمرؓ کا وہ مشہور اور مفصل فرمان انہی ابو موسیٰ اشعری کی طرف ہے جو دستور ریاست اور فیصلہ جات میں فصل الخطاب کے درجے پر تسلیم کیا گیا ہے۔ خط نمبر ٣٢٧ پر۔ (مترجم)

۲-تمہارے دشمنوں سے مقابلہ۔

۳-تمہاری تکلیفوں میں کفالت۔

۴-اموال غنیمت کی نگرانی اور تقسیم۔

۵-اور آپ لوگوں کی صحیح رہنمائی۔

(۳۲۷)

فرمانِ عمرؓ بنام ابوموسیٰ اشعری

"المشہور بہ کتاب سیاست وقضایا وطریقِ حکومت"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من جانب عبداللہ عمر امیر المؤمنین -- بنام عبداللہ ابن قیس (ابوموسیٰ اشعری)

سلامٌ علیک!

واضح ہو کہ:

پیش آمدہ مقدمات میں صحیح فیصلہ قرآن کا مقررہ کردہ فرض اور سنتِ نبوی کا قابلِ تمسک فریضہ ہے۔

اس طریق سے کہ:

۱- دورانِ ساعت میں مقدمے پر خوب غور کرو۔

۲- جو فیصلہ نافذ نہ ہو پائے اس کا حکم بے معنی ہے۔

۳- اہلِ مقدمہ میں بر سر اجلاس کسی گروہ یا فرد کے ساتھ امتیاز مت رکھو۔ جس سے مقتدر گروہ یا فردتم سے اپنے بارے میں رعایت کا متوقع ہو جائے اور کم درجہ فرد یا فریق تمہاری طرف سے بے انصافی کا خوف دل میں بٹھا لے۔

۴- مدعی سے اس کے دعوے پر شہادت طلب کرو۔

۵- اور مدعی کے انکار شہادت پر مدعا علیہ سے حلف[1] لو۔

۶- عدالت میں مسلمان اہلِ معاملہ کے درمیان مصالحت کی کوشش کرنا جائز ہے۔ مگر صلح میں جائز اور ناجائز کا امتیاز قائم رہے۔

نظر ثانی:

۷- ہر ایک فیصلہ (تجویز) پر بعد میں نظر ثانی جائز ہے۔ اس لیے کہ صداقت ازلی ہے۔ اس کے خلاف قائم رہنے سے اس کی طرف رجوع بہتر ہے۔

۸- ایسے مقدمات بھی پیش ہو سکتے ہیں جن میں فی الوقت کتاب وسنت سے رہبری نہ ہو سکے۔

(الف) ان مقدمات کے لیے دوسرے نظائر سے مدد حاصل کرو۔

(ب) یا قیاس[2] واجتہاد سے کام لو۔

۸- مدعی اپنا ثبوت یا گواہ پیش کرنے کے لیے تاریخ مہلت کی درخواست کرے تو اسے یہ موقع دیا جائے۔

۹- اس کے بعد اگر وہ لیت ولعل کرے تو اس کے خلاف فیصلہ نافذ کر دو۔ اس طرح ظلم وستم کے داغ مٹ جائیں گے اور فریقین کے لیے فیصلے پر اعتراض کا راستہ

۱- مدعی کے انکار شہادت پر مدعا علیہ سے حلف لینا صدیوں سے محلِ نظر ہے۔ امام ابن القیم نے اپنی مشہور کتاب الطرق الحکمیہ میں اس سے ان معنوں میں انکار کر دیا ہے کہ اب مسلمانوں میں دیانت اس حد تک نہیں رہی کہ وہ ہر معاملے میں سچا حلف لیں۔ راقم مترجم بھی یہی کہتا ہے کہ اب مدعا علیہ سے اس کے انکار پر حلف نہ لیا جائے بلکہ مروجہ طریق پر اس کے انکار کا ثبوت طلب ہو۔ (مترجم)

۲- یہاں قیاس واجتہاد سے مراد عقل ودانش کے ساتھ اصطلاحی قیاس واجتہاد مراد نہیں جس میں بعض قسم کے قیاس کو غلط اور فاسد قرار دیا گیا ہے۔ مصطلحہ اجتہاد کی بحثیں علمائے فقہ کی تصانیف کا مطالعہ کرنے سے واضح ہوتی ہیں۔ (مترجم)

بند ہو جائے گا۔

۱۰- شہادت میں ہر ایک برابر[1] ہے۔

مندرجہ ذیل افراد کے سوا کہ گواہ:

(الف) سزا یافتہ نہ ہو۔

(ب) پیشہ ور (گواہ) نہ ہو۔

(ج) ایسا غلام نہ ہو جو اپنی غلامی کی نسبت اصل آقا کے علاوہ دوسروں سے کرتا ہو۔

(د) نہ وہ آزاد[2] جو اپنی خاندانی نسبت اور خاندان یا فرد سے کرے۔

یاد رہے کہ انسان کوئی فریب کیوں نہ کرے۔ خدا تعالیٰ حقیقت سے آگاہ اور انسانوں سے درپردہ برائیوں کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے، اگرچہ مقدمات کا فیصلہ ظاہری شہادت ہی پر موقوف ہوتا ہے۔

دورانِ سماعت میں عدالت کا رویہ:

۱۱- ایسا ہرگز نہ ہو کہ عدالت میں اہلِ معاملہ کے ساتھ ترش روئی سے پیش آؤ یا ان کا بیان سننے سے گھبرا جاؤ یا کسی فرد کے ساتھ سخت کلامی کرو۔

۱- بعض علماء کے نزدیک غلام کی شہادت آزاد سے کم درجے پر ہے اور بعض علماء اس کی شہادت کے آزاد سے ہم پلہ ہونے پر (روایتِ حدیث میں اس کے آزاد سے برابر ہونے پر) اسے برابری کا درجہ دیتے ہیں۔ (مترجم)

۲- اس کی صورت یہ ہے کہ ایک بندہ، قبیلۂ "الف" کے ایک فرد کا غلام تھا۔ الف نے اسے آزاد کر دیا لیکن قبیلۂ ب شہرت میں الف سے برتر ہے۔ یہ آزاد شدہ غلام خود کو الف کی بجائے ب سے منسوب کرتا ہے۔ چونکہ یہ غلام کاذب ہے لہذا کاذب کی شہادت ناقابل قبول ہے۔ اسی طرح فرد آزاد جو اپنے خاندان یا ابویت کی نسبت اصل کی بجائے غیر سے کرتا ہے اس کی شہادت بھی ناقابلِ قبول ہے۔ (مترجم)

حاکم اگر برسرِ اجلاس انصاف و صداقت قائم رکھنے کی کوشش کرے تو خدا کا انعام اور عوام میں اچھی شہرت حاصل کر سکتا ہے۔

والسلام علیک!

(۳۲۸)

ایضاً از حضرت عمرؓ بنام ابو موسیٰ اشعری

۱- واضح ہو کہ عوام اپنے بادشاہ سے دور رہتے ہیں۔ خدا کی پناہ! اگر میں اور آپ ایسی کورانہ روش اور کینہ توزی پر گامزن ہوں (جس سے عوام ہم سے دور رہیں)۔

۲- روزمرہ عدالت کیجیے اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے ہو۔

۳- اگر بیک وقت دو ایسے امر پیش ہوں کہ ایک میں عاقبت اور دوسرے میں دنیا کا سود و بہبود ہے تو عاقبت کو ترجیح دیجیے۔ دنیا فنا ہونے والی ہے اور عاقبت کو دوام حاصل ہے۔

۴- بدکردار لوگوں پر پوری نگرانی رکھیے۔

۵- مسلمان مریضوں کی عیادت میں کوتاہی نہ کیجیے۔

۶- ان کے جنازے میں شرکت کیجیے۔

۷- عوام کے لیے اپنا دروازہ کھلا رکھیے اور ان کے معاملات میں ذاتی طور پر بھی دلچسپی لیتے رہیے۔ آپ بھی تو انھی میں سے ایک فرد ہیں۔ البتہ ان کے مقابلے میں آپ کی ذمہ داری کہیں زیادہ ہے۔

اے ابو موسیٰ!

۸- مجھے آپ اور آپ کے اہلِ بیت کی عوام کے مقابلے میں خوش لباسی، پُرتکلف کھانوں اور اعلیٰ سواری کی اطلاع ملی ہے۔ اس سے بچتے رہیے کہ مویشی کی مانند ہری ہری ڈوب سے پیٹ بھرتے رہنا خود کو فربہ بنانا ہے اور فربہی کا نتیجہ آخر میں

برا ہوتا ہے۔

۹- حاکم کی کج روی کے اثر سے رعیت بھی اسی قسم کی ہو جاتی ہے۔ بدبخت ہے وہ حاکم جس کی وجہ سے عوام بدبخت ہو جائیں۔

والسلام

(۳۲۹)

فرمان حضرت عمرؓ بنام معاویہ بن ابوسفیان

دربارۂ سماعتِ مقدمات

واضح ہو کہ فصل مقدمات کے بارے میں تمھیں ۵ امور کی ہدایت کرتا ہوں جس میں تمھارے لیے بہتری ہے اور میری اس میں ذاتی غرض نہیں۔

۱- مدّعی سے شہادت لو۔

۲- اور مدعی کے انکارِ شہادت پر مدعا علیہ سے صاف اور قطعی حلف لو۔

۳- اہلِ معاملہ میں کمزور فریق کے ساتھ ایسی نرمی اختیار کیے رکھو جس سے وہ آپ کے انصاف کی توقع کر سکے اور (وہ) اپنا مقدمہ بلاخوف و ہراس پیش کر پائے۔

۴- اہلِ معاملہ میں سے غریب الوطن افراد کے ساتھ التفات برتو ورنہ وہ اپنا حق چھوڑ کر اُلٹے پاؤں لوٹ جائے گا۔ اگر حاکم اس کی طرف دیکھنے کی زحمت تک نہ کرے تو وہ اپنے دعوے سے دستبردار بھی ہو سکتا ہے۔

۵- فریقین میں اس وقت تک صلح کی کوشش کرتے رہو جب تک حقیقت واضح نہ ہو جائے۔

(۳۳۰)

فرمانِ حضرت عمرؓ بنام امیرِ لشکر نُعمان بن مُقرن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف عبداللہ عمر امیر المؤمنین بنام نُعمان بن مُقرن

سلام علیک!

۱- خدائے وحدہ لاشریک کی حمد و ثنا کے بعد واضح ہو کہ مجھے عجمیوں کے نہاوند میں لشکر جرار کے ساتھ جمع ہونے کی اطلاع پہنچی ہے۔

۲- میرا یہ خط پہنچتے پر اپنی ہمراہی فوج کو خدا کے امر اور اس کے بھروسے پر لے کر نہاوند کا رخ کرلو۔

۳- اپنی فوج کو دشوار گزار راستوں پر نہ لے جانا، انھیں تکلیف ہوگی۔ ان کے آرام اور قیام کا خیال رکھیے، مبادا فوج کو گھنے نشیبی جنگل کی راہ پر ڈال دو۔ میرے لیے ایک مسلمان کی قیمت ایک لاکھ دینار سے زیادہ ہے۔

والسلام علیک!

(۳۳۱)

معاہدۂ نُعمان بن مُقرن بہ اہلِ ماہ بہرِ اذان

(وہاں کے ذمیوں کے لیے):

۱- ان کے اموال، نفوس اور اراضی ہر ایک پر ان کا قبضہ بدستور تسلیم کیا جاتا ہے۔

۲- انھیں نہ تو ان کے دین سے ہٹایا جائے گا اور نہ ان کی شریعت سے تعرض کیا جائے گا۔

۳- انھیں ہر سال ایک مرتبہ جزیہ ادا کرنا ہوگا۔ یہ جزیہ ہمارے مقرر کردہ امیر کو پیش کرنا ہوگا۔ جزیہ کے عوض ان کی حمایت کی جائے گی۔

۴- جزیہ کے مکلف صرف بالغ مرد ہوں گے۔

۵- جزیہ ہر فرد کی وسعتِ مالی کے مطابق ہوگا۔

۶- انھیں نووارد مسافروں کی رہبری کرنا ہوگی۔

۷- گزرگاہوں کی درستی اور حفاظت بھی ان کے ذمے ہوگی۔

۸- مسلمان فوجی دستوں کی ایک دن رات کی مہمانی اور قیام کا انتظام بھی ان کے

ذمے ہے۔

۹- اگر انھوں نے کسی معاملے میں دھوکہ دیا اور شرائط میں کمی کی تو ہماری طرف سے امان کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔

گواہان: ۱- عبداللہ بن ذی سہمین

۲- قعقاع بن عمرو

۳- جریز بن عبداللہ

تاریخ تحریر ماہ محرم ۱۹ ہجری

(۳۳۲)

معاہدۂ حذیفہ ابن یمان بہ اہلِ ماہ دینار

اس معاہدے میں صرف ایک لفظ ''دفوا'' کا فرق ہے جو (۳۳۱) میں تو ہے مگر (۳۳۲) میں نہیں اور گواہوں میں بھی دو حضرات کا فرق ہے۔

(یہاں کے ذمیوں کے لیے):

۱- ان کے اموال، نفوس اور اراضی ہر ایک پر ان کا قبضہ بدستور تسلیم کیا جاتا ہے۔

۲- انھیں نہ تو ان کے دین سے ہٹایا جائے گا اور نہ ان کی شریعت سے تعرض ہوگا۔

۳- انھیں ہر سال میں ایک مرتبہ جزیہ ادا کرنا ہوگا۔ یہ جزیہ ہمارے مقرر کردہ امیر کو پیش کرنا ہوگا۔ جزیہ کے عوض میں ان کی حمایت کی جائے گی۔

۴- جزیہ کے مکلف بالغ مرد ہوں گے۔

۵- جزیہ ہر فرد کی وسعتِ مالی کے مطابق ہوگا۔

۶- انھیں نووارد مسافروں کی رہبری کرنا ہوگی۔

۷- گزرگاہوں کی درستی اور حفاظت بھی ان کے ذمے ہوگی۔

۸- مسلمان فوجی دستوں کی ایک دن رات کی مہمانی اور قیام کا انتظام بھی ان کے

ذمے ہے۔

۹- اگر انھوں نے کسی معاملے میں دھوکا یا شرائط میں تبدیلی کی تو ہماری طرف سے امان کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔

گواہان: ۱- قعقاع بن عمرو

۲- نُعیم بن مقرن

۳- سُوید بن مقرن

تاریخ تحریر ماہ محرم

(۳۳۳)

معاہدۂ اصفہان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وثیقہ من جانب عبداللہ برائے اہلِ فاذوسفان[1] و اہلِ اصبہان اور نواحِ ایں ہر در مقامات:

۱- تم سب اس جزیہ کے عوض میں مامون ہو جو تم اپنی وسعت کے مطابق سالانہ ادا کرو۔

۲- یہ رقم ہر مرد بالغ کی طرف واجب ہوگی اور ہمارے مقررہ مُحصل کو پیش کرنا ہوگی۔

۳- آمد و رفت کے راستوں کی درستی اور نووارد مسلمانوں کو ان کی صحیح سمت بتانا بھی تمھارے ذمے ہوگا۔

۴- مسلمان سپاہیوں کی ایک دن رات کی مہمانی اور ان میں بے سوار سپاہی کے لیے سواری کا انتظام بھی تمھیں کرنا ہوگا۔

۵- کسی مسلمان کے ساتھ رعب داب کے ساتھ پیش آنا جرم ہوگا۔

۱- حفاظتی چوکی ''دھو موظف جندی'' (شرح الالفاظ، ضمیمہ کتاب، صفحہ ۳۳۱)۔

۶- مسلمانوں سے ہمدردی اور ان کے حضور مقررہ جزیہ ادا کرنا ہوگا۔

ان سب شرائط کی تکمیل کے عوض میں تمہیں امان ہے۔

اور اگر تم نے عائد کردہ امور میں سے کسی امر میں کمی کی یا تمہارے کسی فرد سے ایسا ہوا اور اس فرد کی حوالگی سے تم نے انکار کیا تو تمہاری امان سلب کر لی جائے گی۔

اگر تم میں سے کسی شخص نے مسلمان کو سب (دشنام) کیا تو اس کی سزا دی جائے گی اور مسلمان کے قتل پر تمہارے قاتل کو قتل کیا جائے گا۔

محرر: عبداللہ بن قیس

گواہان: ۱- عبداللہ بن قیس (مذکور)

۲- عبداللہ بن ورقاء

۳- عِصمہ بن عبداللہ

(۳۳۴)

معاہدہ از نُعیم بن مُقرن برائے اہلِ رَے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از نعیم بن مقرن الزینبی بن قُوله- برائے اہلِ رَے اور ان کے معاہدین:

۱- تمہارے ہر ایک بالغ مرد پر حسبِ استطاعت سالانہ جزیہ عائد کیا جاتا ہے۔

۲- جزیہ کے ساتھ مسلمانوں کی حمایت بھی تم پر لازم ہے۔ ان میں سے مسافروں کو راستے بتانا، دشمن سے ان کی مخبری نہ کرنا اور ان کے دشمن سے عدم تعاون اور ان کے حقوق و اموال میں خیانت سے باز رہنا بھی تم پر واجب ہے۔

۳- مسلمان نووارد کی ایک شبانہ روز مہمانی کرنا لازم ہے اور ان کی تعظیم و تکریم بھی۔

۴- مسلمان کو سبّ کرنا یا اس کی توہین سخت سزا کی مستوجب ہوگی۔ کسی مسلمان کو زدوکوب کرنے کی سزا قتل ہوگی۔ اگر حکومت کے ایسے باغیوں کو ہمارے حوالے

نہ کیا گیا تو اس جرم پر تمام بستی[1] پر ہلّہ بول دیا جا سکتا ہے۔

محرر اور گواہ: ؟

(۳۳۵)

معاہدۂ نُعیم بن مقرن بہ مردانِ شاہ قلعہ دنباوند واہلِ دنباوند و الخوار ولارز والشرز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معاہدہ از جانب نعیم بن مقرن برائے (مندرجہ ذیل افراد)۔

۱- مردانِ شاہ مصمغان[2] دنباوند۔

۲- اہلِ دنباوند۔

۳- اہلِ خوار۔

۴- اہلِ لارز۔

۵- اہلِ شِرز۔

۱- تم اور تمہارا ہر فرد اُس وقت تک مامون سمجھا جائے گا جب تک تمہاری سرزمین کے باشندے اطاعت گزار رہیں گے اور مسلمان امیر (جو سرحدوں کا محافظ ہے) کی فرماں برداری پر جان و دل سے کاربند رہیں گے۔

۱- متن میں لفظ "و من بدل منهم فلم يُسَلّم برُمته فقد غير جماعتكم" ہے۔ ان الفاظ کی شرح مؤلفِ علّام نے ضمیمۂ کتاب شرح الالفاظ (صفحہ ۳۰۷) میں یوں فرمائی ہے: "والجماعة تشتمل على جميع اهل البلاد ممن لهم حق التسويت." (مترجم)

۲- متن میں لفظ مصغان ہے "وهو اسم قلعة دنباوند من اعمال الرے و يقال جرحد ايضاً و هى من القلاع القديمة و الحصون الوثيقة -- الخ" (شرح الالفاظ، صفحہ ۳۲۸، از مؤلفِ علام)۔ (مترجم)

۲- تمھیں سالانہ دو لاکھ درہم جزیہ ادا کرنا ہوگا اور اس درہم کا وزن [1] . . . ہوگا۔

اگر تم ان شرائط کے پابند رہے تو ہماری طرف سے کسی قسم کا تعرض نہ ہوگا اور نہ تمھارے معاملات میں تمھاری خواہش کے بغیر دخل اندازی ہوگی۔

لیکن اس معاہدے پر اظہار رضامندی نہ کرنے والے کے لیے ہماری طرف سے شرائط کے منحرف ہونے پر کوئی امان اور عفو نہ ہوگا۔

کاتب اور گواہ: ؟

(۳۳۶)

معاہدہ سُوید بن مقرن بہ اہلِ قومس اور اس کے نواحی باشندگان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معاہدہ از طرف سُوید بن مقرن برائے باشندگان قومس و نواح قومس

مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ ان کے نفوس، اموال و مذہب کے بارے میں امان دی جاتی ہے۔

۱- ہر مرد بالغ اپنی وسعت کے مطابق سال بسال جزیہ ادا کرے۔

۲- ہر فرد پر مسلمانوں کی خیر طلبی اور دشمن سے ان کی جاسوسی میں اجتناب واجب ہے۔

۱- درہم کا وزن ہر صوبے اور ملک میں مختلف ہے۔ مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے بحوالہ ''مظاہر حق'' اس کا وزن ۳ ماشہ ۱ رتی اور ۱/۵ رتی لکھا ہے۔ یہ رقم اہلِ ایران پر لگائی گئی جہاں کا درہم حجاز سے مختلف تھا۔ متن کتاب ''الوثائق'' صفحہ ۲۵۱ نمبر وثیقہ ۳۳۸ میں فارس کی سرزمین میں ۔۔ سے اہلِ طبرستان وہ اہلِ جیلان ۔۔ سے معاہدہ میں یہ الفاظ ہیں ''و تتقی ۔۔ من ذلبی فرج ارضک ۵ لاکھ درھم من دراھم ارضک'' (مترجم)

۳- تم پر مسلمانوں کی گزرگاہوں کی درستگی کی پابندی ہے۔

۴- اپنی بستی میں مسلمانوں کے ورود پر ان کے شبانہ روز اوسط درجے کے کھانے کی مہمانی تمھارے ذمے ہے۔

ان شرائط میں سے کسی ایک شرط کی عدم پابندی یا کسی مسلمان کی توہین پر ہماری طرف سے یہ امان ختم ہو جائے گی۔

کوتب و گواہ: ؟

(۳۳۷)

معاہدہ از سُوید بن مُقرن برائے رُزبان صُول بن رُزبان واہلِ دہستان و جملہ باشندگانِ جُرجان

یہ معاہدہ سوید بن مُقرن کی طرف سے مندرجہ بالا افراد کے لیے ہے۔

تمھارے لیے مندرجہ ذیل شرائط کی پابندی پر امان اور حمایت کا وعدہ کیا جاتا ہے:

۱- ہر مرد بالغ اپنی وسعت کے مطابق سالانہ جزیہ ادا کرے۔

۲- جزیہ کے پابند افراد میں سے جو شخص اپنی مصیبت میں ہم سے اعانت کا خواستگار ہوگا، ریاست کی طرف سے اس کی امداد کی جائے گی۔

۳- ایسے ہر فرد کا مال، جان، مذہب اور شریعت ہماری گرفت سے آزاد ہے۔

۴- انھیں ہمارے راہ گیر مسافروں کو ان کی صحیح سمت بتانا ہوگی۔

۵- مسلمانوں سے ہمدردی کرنا ان پر واجب ہے۔

۶- نو وارد مسلمانوں کی مہمانی ان پر لازم ہے۔

ایسا نہ ہو کہ تم لوگ ہماری مخبری کرو یا کسی رقم و جنس کی ادائیگی میں خیانت کا ارتکاب کرو۔

۸- اگر غیر متعلق افراد میں سے کوئی فرد یا قبیلہ ان کے ہاں آباد ہو جائے تو اس پر بھی یہی پابندی اور یہی مراعات ہوں گی۔

۹- اور جو فرد یا قبیلہ یہاں سے ترک وطن کرنا چاہے اسے معاہدین کی سرحد تک امن کے ساتھ پہنچانا ریاست کا ذمہ ہے۔

۱۰- مسلمان کے سب پر انھیں سزا ملے گی۔

۱۱- اور مسلمان کے قتل پر قاتل کو مباح الدم قرار دیا جائے گا۔

گواہان: ۱- سواد بن قطبہ ۲- ہند بن عمر
۳- سماک بن مخرمہ ۴- عتیبہ بن نہاس

محررہ: در ۱۸ ہجری

(۳۳۸)

معاہدہ از طرف سوید بن مقرن برائے فرخان سپہ سالار[1] و رئیس اعظم خراسان متعین بر طبرستان و جیل جیلان از محاربین بہ عساکرِ اسلامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معاہدہ از سوید بن مقرن برائے فرخان سپہ سالار اعظم و رئیس خراسان متعین بر طبرستان و جیل جیلان از محاربین بہ عساکر اسلامیہ

تمھارے لیے مندرجہ ذیل شرائط پر امان ہے:

۱- اپنے خطے اور اس کے گرد و نواح کے چوری پیشہ لوگوں پر نگرانی رکھنا۔

۱- متن میں لفظ اصبہذ ہے۔ فاضل مؤلف نے جس کی وضاحت یوں فرمائی ہے "---- کلمۃ فارسیہ مرکبہ من اسپاہ الجیش و بذ الرئیس اعظم فالاصبہذ عظیم الجیش و قائدہ" (از شرح الالفاظ، ملحق بہ الوثائق السیاسیہ، صفحہ ۲۹۸)۔ (مترجم)

۲- ہمارے دشمنوں کو اپنے ہاں پناہ نہ دینا۔

۳- اپنے ماتحت علاقے پر ہمارے متعینہ صوبہ دار کو سالانہ ۵ لاکھ درہم بسکۂ رائج الوقت در طبرستان بطور جزیہ ادا کرنا۔

تب ہماری طرف سے کوئی تعرض ہوگا نہ تمھاری سرزمین کو روندا جائے گا اور نہ تمھاری اجازت کے بغیر ہمارا لشکر ادھر سے گزرے گا۔ فریقین کو ایک دوسرے سے بہتر سلوک کرنا ہوگا۔ مبادا ہمارے دشمنوں[1] کو اپنے ہاں پناہ دو یا ہماری مخبری کرو۔ یہ خیانت ہوگی اور اس سے معاہدہ ختم ہو جائے گا۔

گواہان: ۱- سواد بن قطبہ تمیمی

۲- ہند ابن عمر المرادی

۳- سماک بن مخرمہ اسدی

۴- سماک بن عبید عبسی

۵- عتیبہ بن نہاس البکری

تاریخ تحریر: ۱۸ ہجری

(۳۳۹)

معاہدہ عتیبہ بن فرقد بہ اہلِ آذربیجان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معاہدہ از عتیبہ بن فرقد عامل امیر المؤمنین عمر بن الخطاب بہ اہلِ آذربیجان!

اس خطے کے لیے مندرجہ ذیل امور میں کامل امن، امان اور آزادی ہے۔

ہر قسم کی اراضی، پہاڑ اور ان کے اطراف کی وادیاں، چشمے۔ ہر کہ و مہ کی

۱- متن میں "ولا توون لنا بغی" ہے "بغی الشئی خیراً کان اوشراً وابتغاء طلبہ" ہے (شرح الالفاظ، از مؤلف علام، صفحہ ۳۰۱)

آزادی، ان کی جان و مال، مذہب اور شریعت سے عدمِ تعرض بالعوض اس حد تک جزیہ کے جو وہ اپنی استطاعت کے مطابق ادا کرسکیں اور یہ بھی مندرجہ ذیل افراد پر سے ساقط ہے:

۱- کم سن بچوں پر سے ساقط ہے۔

۲- عورتوں پر سے ساقط ہے۔

۳- بے مایہ مرد پر سے ساقط ہے۔

۴- جو شخص ہماری طرف سے جہاد میں شریک ہو اس سے اس سال کا جزیہ ساقط ہے۔

۵- اگر دوسرے خطے کا فرد یا قبیلہ ان کے ہاں آباد ہو جائے تو وہ بھی انھی شرائط کا پابند اور انھی مراعات کا مستحق ہے۔

۶- اور اگر ان میں کوئی فرد یا قبیلہ اپنے وطن سے ترکِ اقامت کرنا چاہے تو اپنی سرحد تک اس کی حفاظت ہم پر واجب ہے۔

محرر: جُندب

گواہان: ۱- بکیر بن عبداللہ اللیثی

۲- سماک بن خرشہ انصاری

تاریخ: ۱۸ہجری

(۳۴۰)

حضرت عمرؓ کے عہد میں ماتحت ذمیوں پر جزیہ اور تشخیص کنندہ افسروں کے نام (صدر دفتر کے رجسٹر میں) لکھ دیے گئے۔ ان افسروں کی متعین کردہ رقم سرکاری طور پر تسلیم کر لی گئی جس پر ذیل کا فرمان بصورتِ قانون نافذ کر دیا گیا۔ (مؤلف)

۱- ہمارے ماتحت ذمیوں میں سے جو فلاں و فلاں و- و- و- بستیوں اور ملکوں کے رئیس یا باشندے ہیں، ان پر ہمارے سپہ سالار خالد بن ولید نے جزیہ کی صورت

میں جو رقم عائد کی ہے ان ذمیوں کو اس رقم (جزیہ) کے علاوہ ہر قسم کے مالی بار سے سبکدوش کیا جاتا ہے۔ مجھے خالد کی مقرر کردہ رقوم منظور ہیں۔

۲- جو شخص مقررہ جزیہ میں ردوبدل پر مصر ہو، اس کے خلاف خالد اور تمام مسلمان ان کے معاون ہیں۔

۳- مسلمانوں کی طرف سے غیر مسلم کو پناہ دینا اور اس سے صلح دونوں کام ہمیں منظور ہیں۔ اس بارے میں ہم تم سے متفق ہیں۔

۴- خالد کے سوا دوسرے مسلمان نگران اور سپہ سالار بھی ایسے معاہدے پر مندرجہ ذیل صحابہ کی شہادت ثبت کرا لیا کریں۔

ہشام، قعقاع، جابر بن طارق، جریر، بشیر، حنظلہ، ازداد، حجاج (بن ذوالعنق)، مالک بن یزید۔

(فرمانِ عمرؓ بنام مغیرہ ابن شعبہ امیر بصرہ

دربارۂ خصّی کردنِ اسپاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف عبداللہ عمر امیر المومنین بنام مغیرہ ابن شعبہ

السلام علیکم!

خدائے برتر وحدہ لاشریک کی حمد وثنا کے بعد:

میری طرف ابوعبداللہ[1] نے لکھا ہے کہ وہ بصرہ میں اپنے غزوان[2] کے عہد امارت میں دو کام کرتے رہے:

۱- کھیتی باڑی۔

۱- تابع (م:)

۲- عتبہ (م:)

٢-نوعمر بچھڑوں کا خصی کرنا۔

ابوعبداللہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ بصرہ میں نمبر ٢ کا آغاز انھوں نے کیا ہے۔

میری رائے یہ ہے کہ ابوعبداللہ کے دونوں کام مفید ہیں۔ آپ دونوں کاموں میں ان کی مدد کیجیے۔ البتہ کھیتی باڑی کی اراضی ذمیوں کی خراجی زمین نہ ہو اور نہ ان چشموں سے اس کی آب پاشی کی جائے جو خراجی چشمے ہیں۔ بہرصورت ابوعبداللہ سے مناسب سلوک کیجیے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کاتب: معیقب بن ابو فاطمہ

تاریخ تحریر: ماہ صفر ١٧ھ

(٣٤٢)

از حضرت عمر: نافع ابوعبداللہ کی سفارش بنام عاملِ بصرہ ابوموسیٰ اشعری

بصرہ سے قبیلۂ ثقیف کے ایک صاحب نافع ابوعبداللہ مدینہ آئے اور حضرت عمر سے عرض کیا:

''بصرہ میں بود و باش اختیار کرنے پر وہاں کی آب و ہوا[1] سے ہمیں کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ وہاں کی اراضی بھی خراج سے مستثنیٰ ہے۔ میں وہاں بچھڑوں کو خصی کرنا چاہتا ہوں۔ مناسب ہو تو مجھے اجازت دی جائے۔'' اس پر حضرت عمرؓ نے عاملِ بصرہ ابوموسیٰ اشعری کی طرف یہ خط لکھا:

''اگر نافع کی یہ اطلاع صحیح ہے تو اسے کاشت کی اجازت دی جائے۔''

١- بخلاف اس کے کوفہ میں آبادکاری سے عرب مسلمانوں کی صحت گر گئی تھی۔ (م)

بہ روایت ابوجُمیلہ

میں نے حضرت عمر کا یہ خط بنام ابوموسیٰ پڑھا کہ:

ابوعبداللہ نے مجھ سے دجلہ کے کنارے کی اراضی طلب کی ہے۔ اگر ان کی یہ اطلاع صحیح ہے کہ وہ اراضی خراجی نہیں اور لگان سے بھی مستثنیٰ ہے اور خراجی چشمے سے اس کی آبپاشی بھی نہیں ہوتی تو یہ اراضی ابوعبداللہ کے سپرد کر دیجیے۔

(٣٤٣)

بہ رؤسائے افغانستان

من جانب امیر لشکرِ مسلمانان عبداللہ بن عامر

افغانستان کے صوبۂ ھرات کے بادشاہ سے معاہدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکم نامہ از عبداللہ بن عامر بنام بادشاہ ھرات و بُوشُنج و بادغیس۔

جس معاہدے میں عبداللہ بن عامر نے انھیں مندرجہ ذیل امور کا پابند کیا:

١- خوف خدا ملحوظ رہے۔

٢- مسلمانوں کی ہمدردی پیش نظر ہو۔

٣- اپنے ماتحت کاشت کاروں کی اصلاح اور ان پر مزروعہ اراضی کی منصفانہ تقسیم کی جائے اور انھیں ماتحت علاقے کی جملہ اراضی اور پہاڑوں کی پیداوار پر بدستور قابض رکھا جائے۔

٤- بادشاہ ہَرات کو ہمارے حضور مقررہ جزیہ ادا کرنا ہوگا اور عدم ادائیگی کی صورت میں معاہدہ و امان دونوں ختم ہو جائیں گے۔

کاتب: رَبیع بن نُہشَل

مُہر: ابن عامر

(۳۴۴)

سپہ سالار سرحد مروالروز[1] کا خط بنام امیر الجیش احنف بن قیس

بخدمت امیر الجیش

میں اُس ''اللہ'' برتر و بالا کی حمد و ثنا بیان کرتا ہوں جس کے ہاتھ میں کُلّی غلبہ ہے اور جسے وہ ہر لحہ اپنی مشیت کے مطابق استعمال کرسکتا ہے۔ آج ایک شخص قعرِ مذلت میں ہے تو کل وہی ممتاز و سربلند ہے۔ اور بالعکس ازیں ایک شخص آج ممتاز و سربلند ہے تو کل وہی سرنگوں پڑا ہے۔

مصالحت کے لیے عریضہ ہذا پیش کرنے کا سبب یہ ہے کہ میں اس راہ میں مسلمانوں کی جدوجہد دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ خصوصاً ان کے صاحب الامر[2] کی لشکریوں میں تکریم و تعظیم سے۔ اے مسلمانان مرحبا!

درخواست ہے کہ میں ان شرائط پر آپ سے مصالحت کے لیے حاضر ہوسکتا ہوں۔

ایران کا یہ حصہ جس پر مَیں قابض ہوں اسے ملوک کسریٰ نے یکے بعد دیگرے ہمارے ایک جدِ اعلیٰ کو اس خدمت کے عوض میں بطور جاگیر عنایت فرمایا جو ہمارے اس جد نے ایک اژدھے کے کچل دینے کی شکل میں کی۔ یہ اژدہا انسان کو سموچا نگل جاتا تھا۔ اس کی دہشت سے راستے بند ہوگئے اور گرد و نواح کی بستیاں خالی ہوگئیں۔

۱۔ متن میں لفظ مرزبان مروالروز ہے جس کے معنی مؤلفِ علام نے (نمبر ۳۴۷ میں) ''صاحب الثغر و'' قائم رکھے ہیں۔ (م)

۲۔ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب۔ (م)

میں آپ کے حضور ساٹھ ہزار درہم سالانہ بطور خراج بھی پیش کردیا کروں گا مگر نہ تو میرے قبیلۂ مرزبانی میں سے کسی فرد سے اراضی کا لگان وصول فرمائیں اور نہ میرے اہلِ بیت میں سے کسی مرزبانی کو اس کے گھر سے نکالا جائے۔

اگر یہ درخواست منظور ہو تو میں حاضر خدمت ہونے کی عزت حاصل کروں؟

یہ عریضہ اپنے حقیقی بھائی مالک کے ہاتھوں بھجوا رہا ہوں جو معاہدے کے لیے ان مبادی پر گفتگو کریں گے۔

(۳۴۵)

(جواب خط نمبر ۳۴۴) از احنف ابن قیس بنام باذان محافظِ سرحد و سرداران ریاست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف صخر[1] بن قیس امیر الجیش بنام باذان محافظ و سرداران ریاست ایران

سلامتی ہے اس کے لیے جو راہ ہدایت کا متلاشی اور امن و آشتی کا خواہاں ہے۔

واضح ہو کہ تمھارے بھائی مالک میرے ہاں آئے اور انھوں نے تمھاری طرف سے صلح کی درخواست مناسب پیرائے میں پیش کی جسے میں نے اپنے ہمراہی مسلمانوں کے سامنے بیان کیا کہ وہ اور میں صلح کے معاملے میں یکساں مختار ہیں۔

۱- ہم آپ کے ساتھ بالعوض ۶۰ ہزار درہم سالانہ جزیہ کے صلح منظور کرتے ہیں جو رقم آپ اپنے خطے کے کاشت کاروں سے وصول کر کے جمع کرائیں گے۔

میرے بعد اس ملک میں آنے والے اور مسلمان امیر بھی اس معاہدے کے پابند رہیں گے۔

۱- ایضاً ان کے دو نام ہیں۔ احنف و صخر :از مؤلف

ہمیں یہ شرط بھی منظور ہے کہ آپ کے ایک جدِّاعلیٰ نے اس اژدہا کے قتل میں، جو بنی آدم کے لیے موت بنا ہوا تھا، ایسا کارنامہ دکھایا جس کے عوض میں کسریٰ جیسے دشمنانِ خویش نے آپ کے جدِّاعلیٰ کو جاگیر کے طور پر اس اراضی پر قابض کر دیا۔ ہم بھی اس جاگیر پر خراج وصول نہ کریں گے۔ تمام زمین اللہ اور اس کے رسول کی ملکیت ہے۔ خدا جسے چاہے عطا فرما دے۔

۲- مگر اس رعایت کے عوض میں اگر مسلمان لڑائی کے موقع پر آپ سے مدد کے طلب گار ہوں تو آپ کو اپنے سرداروں سمیت ان کی اعانت کرنا ہوگی۔

۳- اگر آپ کے خلاف آپ کے ہم مشرب لڑائی میں نکلیں تو مسلمان فوج آپ کی امداد کرے گی۔

۴- ہماری طرف سے امداد کی یہ شرط میرے بعد میرے قائم مقام بھی پوری کریں گے۔

۵- ہم آپ کو اور آپ کے قریبی اہل بیت کو ہر قسم کے خراج سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔

اگر آپ مسلمان ہو جائیں اور رسولؐ اللہ کی اطاعت پر قائم رہیں تو مسلمان آپ کے لیے جود و کرم کا دروازہ کھول دیں گے اور آپ کا احترام اپنا فرض سمجھیں گے۔ اس سے آپ میں اور مسلمانوں میں بھائی چارہ بھی ہو جائے گا۔

بہر صورت میں اس معاہدے کا پابند ہوں۔ میرا باپ، مسلمان اور ان کے آبا و اجداد سب پابند ہیں۔

گواہان: ۱- جزء ابن معاویہ- (یا معاویہ ابن جزء السعدی)۔

۲- حمزہ بن ھرماس از قبیلہ مازنی

۳- حُمید بن خیار از قبیلہ مازنی

۴- عیاض بن ورقاء اسیدی

محرر: کیسان مولیٰ بنی ثعلبہ

تاریخ: دوشنبہ ماہ محرم بہ نشان مہر احنف ''(نعبداللہ)''[1]

اہلِ آرمیبیا سے معاہدہ

(۳۴۶)

معاہدۂ امن اہلِ دَبیل (در آرمیبیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معاہدۂ امن مِن جانب حبیب بن مَسلمہ برائے باشندگانِ دَبیل از نصاریٰ و مجوس و یہود---موجودین در وطن خویش و غیر موجودین (بہر یک)۔

بعوض ادائے جزیہ خراج --- اور وفاداری۔

تمھارے نفوس، اموال، گرجے، خانقاہیں اور بستیوں کی فصیلیں کسی سے تعرض نہ ہوگا۔

تم میں سے ہر ایک کے لیے امان اور ہماری جانب سے ایفائے عہد ہوگا۔

(۳۴۷)

خط من جانب حَبیب بن مسلمہ بنام باشندگانِ طفلس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف حبیب بن مسلمہ بنام اہالیانِ طفلس

سلامت باشید! مَیں خدائے برتر وحدہ لاشریک کی حمد و ثنا کے بعد لکھتا ہوں کہ تمھارے سفیر تفلی نے مجھ سے میرے ہمراہی مسلمانوں کے بالمواجہہ گفتگو میں کہا کہ ''خدا نے ہمیں باعزت بنایا ہے۔'' جواباً لکھا جاتا ہے کہ اسی طرح اللہ نے ہمیں قلتِ تعداد

۱- لفظ ''نعبداللہ'' احنف صخر کی مہر کا طغریٰ تھا (م)

اور نا قابلِ بیان جہالت و ذلّت کے بعد معزز و محترم فرمایا ہے۔ جس پر ہم بصد عجز اس کے احسان کا اعتراف کرتے ہیں۔ الحمدللہ رب العالمین والسلام علی رسولہ و صلوتہ۔ جیسا کہ اُس نے ہمیں راہ حق دکھایا۔

آپ کے سفیر تفلی نے یہ بھی کہا ہے کہ "ہم آپ لوگوں کے رعب و داب سے تھرا اُٹھے ہیں" تو یہ اللہ کا رعب ہے نہ کہ ہمارا دبدبہ۔ تفلی نے یہ بھی کہا ہے کہ "آپ لوگ ہم سے صلح کرنا چاہتے ہیں" تو صلح سے مجھے اور میرے ہمراہیوں کو بھی انکار نہیں۔

تمھارے سفیر (تفلی) نے ہمارے سامنے کچھ ہدیہ بھی پیش کیا ہے۔ جس کی قیمت میں نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مل کر لگائی تو یہ ایک ہزار دینار تک پہنچ گئی۔ یہ چیزیں ہدیہ کی بجائے جزیہ میں محسوب ہوں گی۔ اور جزیہ صرف ایک ہزار دینار سالانہ نہ ہوگا، بلکہ ہماری طرف سے ہر ایک کنبے پر ایک دینار کامل سالانہ جزیہ ہوگا (جو فدیہ نہیں)۔

اور میں نے مومنین کی جماعت کے بالمواجہہ آپ لوگوں کے لیے شرائطِ صلح اور امان پر ایک خط لکھ دیا ہے جو ہماری طرف سے عبدالرحمٰن بن جُز السلمی آپ کے پاس لا رہے ہیں۔ وہ بڑے عالم و صائب الرائے اور کتاب اللہ کے ماہر ہیں۔ اگر آپ کو اس خط کے شرائط منظور ہوں تو وہ اسے آپ کے حوالے کر دیں گے۔ بصورتِ انکار میں تمھیں خدا اور رسول سے جنگ کا الٹی میٹم دیتا ہوں جس میں مسلمان بھی شریک ہیں۔ ان اللہ لا یحب الخائنین[1] ---- والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

(۳۴۸)

الفاظ امان نامہ برائے اہالیانِ طفلس

مِن جانب حبیب بن مسلمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ معاہدہ ہے حبیب بن مَسلمہ کی طرف سے برائے اہل طفلس (سابق

۱- خداوند عالم خائن کو پسند نہیں کرتا۔

رعایائے ہرمز)۔

فی گھر ایک کامل دینار جزیہ (سالانہ) کے بالعوض تمھارے لیے یہ مراعات تسلیم کی جاتی ہیں:

۱- تمھارے نفوس، اولاد اور اہل و عیال، گرجوں، خانقاہوں، دین اور طریق عبادت پر کُلّی امان ہے لیکن رقم جزیہ کم کرنے کے لیے اِدھر اُدھر کے گھروں کو ایک گھر میں منضم نہ کر لینا۔ اسی طرح ہم بھی جزیہ کی رقم بڑھانے کے لیے ایک گھر کو زیادہ گھروں پر تقسیم نہ کریں گے۔

۲- تمھیں خدا و رسول اور مومنین کے دشمنوں کے خلاف بحسب استطاعت ہماری امداد کرنا ہوگی۔

تم پر ذیل کے شرائط بھی عائد کیے جاتے ہیں۔

۳- راہ گیر مسلم مسافر کی ایک شبانہ روز دعوت جو اہل کتاب کے حلال خور و نوش سے ہو۔

۴- راہ گیر مسلمانوں کو ان کی منزل کا راستہ بتانا اُس حد تک کہ تمھیں ان کے ہمراہ دور تک نہ جانا پڑے۔

۵- اگر تمھاری بستیوں کے گرد و نواح میں کسی مسلمان کی لاش پائی گئی تو اس لاش کے قریب رہنے والوں پر مقتول کی دیت واجب ہوگی جس کی ادائیگی ان مسلمانوں کے حضور ہوگی جو اس لاش کے قریب رہتے ہوں۔ اگر مسلمان قریب نہ ہوں تو دوسری بات ہے (یعنی دیت دور کے مسلمان کے حوالے کرنا ہوگی)۔

۶- اور اگر تم لوگ کفر سے توبہ کر کے مسلمان ہو جاؤ اور ادائے نماز اور زکوٰۃ کی پابندی کر لو تو تم ہمارے بھائی بن جاؤ گے۔

۷- بخلاف اس کے تم میں سے جو شخص کفر پر رہ کر بھی جزیہ ادا نہ کرے، وہ اللہ، اس کے رسول اور مومنین کا دشمن ہے اور ایسوں کے خلاف خداوند عالم مسلمانوں کا

معاون ہے۔

۸- اگر مسلمان اپنی جگہ کسی معاملے میں مشغول ہوں اور اس لیے تمہارا دشمن تمھیں گھیر لے تو اس حالت میں مسلمان تمھاری امداد نہ کرنے پر معذور ہوں گے، نہ کہ اپنی ذمہ داری سے پہلوتہی کرنے والے۔ مگر یہ مسلمان اپنی مشغولیت سے یکسُو ہو کر تمھاری حمایت ضرور کریں گے۔

یہ ہے فریقین کی ذمہ داری۔

شھد اللہ و ملائکتہ و رسولہ والذین آمنوا و کفیٰ باللہ شھیداً

(اس پر گواہ ہے اللہ، اس کے فرشتے، رسول اور مومنین! اور اللہ کی شہادت کافی ہے)۔

(۳۴۹)

امان نامہ برائے اہالیانِ طفلس کی تجدید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تجدید امان نامہ از جرآح بن عبداللہ برائے اہلِ تفلس از پرگنہ منجلیس (درعلاقۂ جُرزان)۔

یہاں کے رئیس میرے پاس وہ امان نامہ لائے جو (میرے پیش رو) حبیب بن مَسلمہ نے بالعوض جزیہ کے انھیں عطا فرمایا تھا اور اپنے علاقے میں پن چکیوں اور انگوروں کی پیداوار پر سالانہ ایک سو درہم مزید جزیہ کے طور پر اُن پر عائد کیا۔

حبیب بن مسلمہ کے اس امان نامہ کی تفصیل یہ ہے:

۱- ان کے پرگنہ منجلیس کے مواضع آواری اور سابینا پر ان کا قبضہ برقرار رکھا جاتا ہے۔

۲- اور ان کے مواضع طعام و دیدونا از پرگنہ قُجویط درعلاقہ جُرزان پر بھی ان کا قبضہ

تسلیم کیا جاتا ہے۔

۳- اس تمام علاقے کی پن چکی اور انگوروں کے باغات پر بھی ان کا حق تسلیم کیا جاتا ہے۔

میں (جراح بن عبداللہ) ان کے پیش کردہ امان نامے کو نافذ کرتا ہوں اور اپنے ہم مسلک مسلمانوں کو حکم دیتا ہوں کہ وہ جزیہ اور خراج (ایک سو درہم سالانہ) پر اضافہ نہ کریں۔

جس فردِ حکومت کے سامنے میرا یہ تصدیق نامہ پڑھا جائے وہ ان ذمّیوں پر زیادتی نہ کرے۔ انشاء اللہ۔

محرر: ؟

(۳۵۰)

امان نامہ از بُکیر ابن عبداللہ بہ اہالیان مُوقان از قبج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ معاہدہ ہے بُکیر بن عبداللہ کی طرف سے اہالیانِ مُوقان از کوہِ قبج کے لیے۔

ان کے اموال ونفوس اور مذہب وشریعت ہر ایک کے لیے امان ہے بالعوض:

الف۔ سالانہ ایک دینار یا اس قیمت کی کوئی شے ان کے ہر ایک مرد بالغ کی طرف سے بطور جزیہ کے۔

ب۔ مسلمانوں کی ہمدردی، ان کے راہ گیر مسافروں یا فوج کی رہبری اور ایک رات دن کی خورونوش بھی ان کے ذمے ہے۔

ج۔ ان کی طرف سے تاایفائے شرائط ہر سہ ہماری طرف سے امان ہے اور اللہ تعالیٰ اس میں ہمارا معاون ہے۔

اگر ان شرائط میں غداری ہوئی تو جب تک تمام غداروں کو ہمارے حوالے نہ

کریں گے دونوں قسموں کو ایک دوسرے کا معاون سمجھا جائے گا۔

گواہان: ۱- شَماخ بن ضِرار

۲- رُساس بن جناب

۳- حَملہ بن جُویہ

تاریخ تحریر: ۲۱ھ

(۳۵۱)

معاہدہ بہ شہر براز و اہلِ ارمینیا و رئیسِ ارمن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ امان نامہ ہے جو سراقہ بن عمرو عاملِ امیر المؤمنین عمرو بن الخطاب نے رئیسِ شہر براز اور اہالیانِ آرمینیا کو لکھوا کر دیا:

۱- ان کے جان و مال اور مذہب ہر ایک کے لیے پوری امان ہے۔

۲- آرمینیا کے قدیم اور نوآباد اور ان کے گرد و نواح کے ذمی اپنے مسلمان صوبہ دار کے اعلانِ عام پر اس کے ہمراہ کوچ کریں اگرچہ ان کے نزدیک بظاہر خطرہ ہی کیوں نہ ہو[1]۔ ایسے لوگوں پر کوئی مالی جزیہ نہ ہوگا۔ مگر جزیہ کے عوض میں جنگوں پر ہماری امداد کرنا ان پر واجب ہوگا۔ جو شخص اس امداد سے پہلو تہی کرے اُسے اہل آذربیجان پر عائد کردہ جزیہ کے مطابق رقم ادا کرنا ہوگی[2]۔

۳- جزیہ حسب مقدور ہوگا۔

۴- راہ گیر مسافران کی ان کی منزل تک رہنمائی کرنا ہوگی۔

۵- اپنے ہاں نووارد مسلمانوں کی ایک شبانہ روز ضیافت کرنا لازم ہوگی۔

۱- جنگ میں فوجی شرکت یا جزیہ میں سے ایک کام ان کے ذمہ ہوگا۔ (مترجم)

۲- آذربیجان سے معاہدے کا نمبر ۳۳۹ ہے۔ (مترجم)

گواہان: ۱- عبدالرحمٰن بن ربیعہ

۲- سلیمان بن ربیعہ

۳- بُکیر بن عبداللہ

۴- مَرضی بن مُقرّن

محرر اور گواہ نیز

(۳۵۲)

معاہدۂ خالد بن ولید بہ اہلِ دمشق از شام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریری معاہدہ ہے خالد بن ولید کی طرف سے اہل دمشق کے لیے ہے۔

۱- میں ان کی جان و مال اور عبادت خانوں کی حفاظت کی ذمہ داری اس طرح سے لیتا ہوں کہ[1]:

الف: ان کے شہر کی فصیلیں منہدم نہ کرائی جائیں گی۔

ب: مسلمان ان کے سکونتی مکانوں میں آباد نہ ہوں گے۔

ج: ان کے ساتھ ہر طرح سے بہتر سلوک کیا جائے گا۔

ان مراعات کے عوض میں انھیں جزیہ ادا کرنا ہوگا۔

ہماری طرف سے اِن شرائط کی پابندی خدا، اس کے رسول صلعم اور خلفاء و مومنین پر ہے۔

۱- دمشق پر بہ یک وقت دو طرف سے حملہ ہوا اور دونوں سمتوں کے باشندوں نے امان طلب کر لی۔ مگر حملہ آوروں یعنی خالد اور ابوعبیدہ دونوں حضرات کو ایک دوسرے کی سرگذشت کا علم نہ تھا۔ مفتوحین کے طلبِ امان پر دونوں فاتحین نے تحریری امان مفتوحین کے حوالے کر دی اور دونوں نافذ العمل تسلیم کی گئیں۔ (مترجم)

گواہان: ۱- ابو عُبیدہ بن جراح

۲- شُرجیل بن حسنہ

۳- قضاعی بن عامر

محررہ: ۱۳ھ

(۳۵۳)

معاہدہ ابو عُبیدہ جرّاح بہ اہلِ دمشق[۱]

یہ پابندیِ شرائطِ ذیل نصاریٰ کے گرجوں اور یہود کی عبادت گاہوں سے تعرض نہ کیا جائے گا۔

۱- یہود اور نصاریٰ دونوں میں کوئی فریق نئی عبادت گاہ تعمیر نہ کرے۔

۲- مسیحی اپنی صلیب کے جلوس مسلمانوں کی مجالس اور آبادیوں میں نہ لائیں۔

۳- مسلمانوں کی اذان و نماز سے قریب اور ادائے نماز کے دوران میں یہود اور نصاریٰ میں سے کوئی فرقہ ناقوس نہ بجائے۔

۴- اپنی اپنی عیدوں پر یہود و نصاریٰ دونوں میں کوئی فریق اپنا مذہبی عَلَم نہ نکالے۔

۵- اور عید کے دن بھی یہ دونوں (یہود و نصاریٰ) ہتھیار لگا کر نہ نکلیں۔

۶- دونوں فریق اسلحہ بندی اپنے گھروں میں بھی نہ کریں ورنہ انھیں سزا دی جا سکے گی۔

۷- اپنے سؤروں کے گلّے مسلمانوں کے میدانوں اور اراضی کی طرف نہ لائیں۔

۸- راستہ پوچھنے میں مسلمان راہ گیر کی رہنمائی کریں۔

۹- دریاؤں پر اپنے خرچ سے پُل تعمیر کرائیں۔

۱۰- نووارد مسلمانوں کی تین شبانہ روز ضیافت کریں۔

۱۱- کسی مسلمان کو ہرگز دشنام نہ دیں اور نہ اُسے زدوکوب کریں۔

(۳۵۴-۳۵۵)

فرمان امیر المؤمنین عمر بن الخطاب بنام ابو عُبیدہ بن جراح دربارۂ تقسیمِ اراضیِ سوادِ عراق

از مؤلف: فتح سوادِ عراق پر ابو عُبیدہ بن جراح نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مشرکین کی شکست کی اطلاع کے ساتھ مندرجہ ذیل امور کے لیے اجازت طلب کی:

(الف) جملہ اموالِ غنیمت کی تقسیم پر اصرار۔

(ب) مفتوحہ بستیوں کی تقسیم کے لیے تقاضا۔

(ج) مغلوب باشندوں کی تقسیم کے لیے تقاضا۔

(د) اراضی و باغات کی تقسیم پر ضد۔

حضرت عمرؓ نے ان میں سے ہر ایک شے کی تقسیم سے منع فرمایا اور ابو عُبیدہ کی طرف مندرجہ ذیل خط لکھا:

اے ابو عُبیدہ!

آپ کے خط میں لکھے ہوئے یہ دونوں مسئلے میری نظر سے گزرے۔

(الف) مفتوحین سے شرائطِ صلح۔

(ب) ان کے اموال کے ساتھ ساتھ جملہ مالِ غنیمت کی تقسیم کا مطالبہ۔

میں نے آپ کا خط اصحاب رسول اللہ صلعم کے سامنے رکھ دیا اور ان میں سے ہر ایک صاحب نے اپنی اپنی صواب دید کے مطابق اظہار رائے فرمایا۔

اس بارے میں میری رائے کتاب اللہ کے تابع ہے۔

بہ تفصیل ذیل:

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ

وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ - كَیْ
لَايَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُم وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ
وَمَانَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُالْعِقَابِ.
لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ
يَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ط
اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (۵۹:۸/۷)

جو (مال) اللہ اپنے رسول کو (ان) بستیوں کے لوگوں سے مفت میں دلوا دے تو وہ اللہ کا (حق) ہے اور رسول کا اور (رسول کے) قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا اور (بے توشہ) مسافروں کا حق ہے۔ یہ حکم (اس لیے دیا گیا) کہ جو لوگ تم میں مال دار ہیں یہ (مال) (ان ہی) میں دائر نہ رہے۔ (مسلمانو!) جو چیز پیغمبر تم کو ہاتھ اُٹھا کر دے دیا کریں تو وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو منع کریں (اس سے) دست کش رہو۔ اور خدا (کے غضب) سے ڈرتے رہو (کیونکہ) خدا کی مار بڑی سخت ہے (وہ مال جو بے لڑے مفت میں ہاتھ لگا ہے من جملہ اُور حق داروں کے) محتاج مہاجرین کا (بھی حق) ہے جو (کافروں کے ظلم سے) اپنے گھر اور مال سے بے دخل کر دیے گئے اور اب وہ خدا کے فضل اور (اس کی) خوشنودی کی طلب گاری میں لگے ہیں اور خدا اور اس کے رسول کی مدد کو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہی تو سچے (مسلمان) ہیں۔[1]

ان دونوں آیتوں کے منطوق وہ حضرات ہیں جنھوں نے فتح مکہ سے پہلے

۱- ترجمہ از نذیر احمد

ہجرت کی۔

ان کے بعد (ان اموال کے مستحق) مدینہ کے انصار ہیں جن کا یہ استحقاق اسی سلسلے اور اسی سورۃ کی مندرجہ ذیل آیت سے واضح ہے:

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ
اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ
عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْكَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ. (۵۹ : ۹)

اور ہاں! (وہ مال جو بے لڑے ہاتھ آیا ہے) اُن کا (بھی حق) ہے جن مسلمانوں نے ابھی ہجرت نہیں کی اور وہ ان کے آنے سے پہلے مدینہ میں رہے اور اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ جو ان کی طرف ہجرت کر کے آتا ہے اس سے وہ محبت کرنے لگتے ہیں۔ اور (مالِ غنیمت میں سے) مہاجرین کو جو (کچھ بھی دے) دیا جائے، اس کی وجہ سے یہ اپنے دل میں اس کی کوئی طلب نہیں پاتے۔ اپنے اُوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو (مہاجرین بھائیوں کو) اپنے سے مقدم رکھتے ہیں۔ اور بخل تو سب ہی کی طبیعتوں میں ہوتا ہے مگر جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے تو ایسے ہی لوگ فلاح پائیں گے۔[1]

اور انصار مدینہ کے بعد (آنے والی) اولادِ آدم میں سے ہر وہ سفید و سیاہ مسلمان ہے جو مہاجرین اور انصار دونوں طبقوں کے دنیا سے گزر جانے کے بعد آنے کو ہے بمصداق ایں الفاظ:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ. (۵۹:۱۰)

۱- نذیر احمد

(اور ہاں! جو مال بے لڑے ہاتھ آیا ہے) ان کا (بھی حق) ہے جو مہاجرین اولین کے بعد (ہجرت کر کے) آئے۔

اے ابو عبیدہ!

متذکرۃ الصدر اشیاء (اراضی اور باغات وغیرہ) ذمیوں ہی کے پاس رہنے دیجیے۔[1]

اُن سے اُن کی وسعت کے مطابق جزیہ وصول کر کے مسلمانوں میں تقسیم کرتے رہیے۔

ان (ذمیوں) کی بحالی سے وہاں کی زمین آباد رہے گی اور وہی اپنی زمین پر کاشتکاری کے لیے زیادہ موزوں ہیں۔

آپ اور آپ کے ہمراہی فاتحین کو ان ذمیوں کی ذات پر بھی تقسیم کا حق نہیں۔

آپ نے ان سے کیے ہوئے جس معاہدے کی اطلاع دی ہے، اس کے مطابق اب آپ ان باشندوں کو تقسیم کر کے غلام نہیں بنا سکتے۔ ان سے جس قسم کے جزیہ پر آپ نے معاہدہ کیا ہے، اس سے زیادہ ان سے کچھ وصول نہیں کیا جا سکتا۔

خداوند عالم نے ہمارے اور آپ دونوں کے لیے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ. (۹:۲۹)

(لڑائی کرو اُن لوگوں سے جو نہیں ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور نہ ساتھ دن پچھلے کے اور نہیں حرام سمجھتے اُس چیز کو کہ اللہ نے اور رسول

۱- تا بہ قیامت۔ (مترجم)

اس کے نے حرام کیا، اور نہیں قبول کرتے دین سچا اُن لوگوں میں سے جو دیے گئے ہیں کتاب یہاں تک کہ دیویں جزیہ ہاتھ اپنے سے اور وہ ذلیل ہوں)۔[1]

جزیہ پر فیصلہ ہونے کے بعد آپ ان سے کوئی اور شے وصول نہیں کر سکتے۔

اس کے جواز کے لیے ہمارے پاس کوئی دلیل ہی نہیں۔

پھر دیکھیے! اگر ہم انھیں تقسیم ہی کر لیں تو ہمارے بعد آنے والوں کے لیے کیا رہ جائے گا۔ ان کی متروکہ اراضی لق و دق میدان ہو کر نہ رہ جائے گی؟ ہمارے بعد آنے والے مسلمانوں کو اس سرزمین کے اندر کوئی بات چیت کرنے والا بھی تو نظر آئے گا مگر ان (ذمی مفتوحین) کو ان کی اراضی پر آباد رکھنے کی صورت میں ہم اور آپ تازیست ان کی وجہ سے معیشت حاصل کر سکیں گے۔

ہمارے اور ان ذمیوں کے بعد نسلاً بعد نسلٍ ہماری اولاد اُن کی اولاد سے خراج وصول کر کے اپنی گزر بسر میں سہولت حاصل کرتی رہے گی۔

اور یہاں کے (یہ) ذمی اُس وقت تک مسلمانوں کے غلام بھی رہیں گے جب تک اسلام غالب ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ:

۱- ان سے صرف جزیہ پر اکتفا کیجیے۔

۲- ہرگز انھیں غلام نہ بنایا جائے۔

۳- مسلمانوں کو ان پر ظلم نہ کرنے دیجیے۔

۴- ایسا نہ ہو کہ ان کا مال ناجائز طریق سے کھایا جائے۔

۵- معاہدے میں دی ہوئی شرائط کا ایک ایک حرف پورا کیجیے اور معاہدے میں ان

۱- یہ ترجمہ شاہ رفیع الدین دہلوی کا ہے۔

عید کے دن صلیب کے بغیر جلوس کی شرط قلم زن کر دیجیے۔ وہ شہر سے باہر صلیب اور عَلَم کے ساتھ اپنے اپنے جلوس سال بھر میں ایک مرتبہ اجازت سے نکال سکتے ہیں لیکن مسلمانوں کے محلوں اور مسجدوں کے قریب سے انھیں صلیب کا جلوس نہ لے جانے دیجیے۔

(۳۵۶)

امان نامہ از ابوعُبیدہ بن جرّاح بہ رؤسائے بعلبک

مؤلف: ابوعُبیدہ بن جراح شہر دمشق فتح کرنے کے بعد اہل حمص کو مغلوب کرنے کے لیے بڑھے تو راستے میں بعلبک آ گیا۔ وہاں کے باشندوں نے امان طلب کی جس پر یہ معاہدہ قرار پایا۔

یہ امان نامہ ہے فلاں . . . و . . . فلاں اور باشندگانِ بعلبگ کے لیے جن میں رومی، ایرانی اور عرب سب شامل ہیں۔

۱- ان کے جان و مال اور مکانات آبادی اور آبادی سے باہر دونوں قسموں کے لیے امان اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری ہے۔

۲- رومی باشندوں کے لیے صرف اس بات میں استثنیٰ ہے کہ وہ اپنے گھوڑوں کے ریوڑ بستیوں سے ۱۵ میل دور رکھیں اور آبادی میں ہرگز نہ لائیں البتہ ماہ ربیع الثانی اور جمادی الاول میں وہ ان ریوڑوں کو بستیوں میں رکھ سکتے ہیں۔

۳- معاہدین میں سے جو افراد اسلام قبول کر لیں، ان کے لیے کوئی پابندی نہیں۔ جیسے ہم ہیں ویسے ہی وہ۔

۴- ان معاہدین کے تاجر ہمارے اور ہمارے معاہدین کے ہاں جہاں چاہیں جائیں جس طرح یہ لوگ ہمارے ذمّی ہیں اسی طرح وہ ہمارے ذمّی ہیں۔

شهد الله و كفى بالله شهيداً (اس معاہدے پر اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور اس

کی شہادت کافی ہے)۔

(۳۵۷)

امان نامہ برائے باشندگانِ بیت المقدس از امیر المؤمنین عمر بن الخطاب

مؤلف: حضرت عمرؓ نے باشندگان ایلیا (بیت المقدس) کو مقام جابیہ پر امان دی۔ امان نامے میں بیت المقدس کے علاوہ اس کی نواحی بستیوں کے لیے ایک ہی تحریر ''امن نامہ لدٗ''[1] پر اکتفا فرمایا۔ (بہ حسب نمبر ۳۵۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ امان نامہ عبداللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے باشندگانِ ایلیا کے لیے ہے۔ مشروط بہ دفعات ذیل:

۱- ان کے اموال، جان، عبادت گاہیں، صلیب، مریض و توانا ہر ایک شے سے عدمِ تعرض کیا جائے گا۔

۲- گرجوں کے لیے رعایت یہ ہے: نہ وہ مسمار کیے جائیں گے، نہ ان کا مرتبہ کم کیا جائے گا، نہ ان کے اندر اور باہر سے کوئی شے دور کی جائے گی۔ ان کی صلیب کے طول و عرض اور نقش و نگار سے بھی تعرض نہ ہوگا۔

۳- یہ مراعات ان کے ساتھ ان کے بھلے بُرے دونوں قسم کے حلیفوں کے لیے بھی ہیں۔

۴- ان کے اموال بھی دخل اندازی سے مستثنیٰ ہوں گے۔

۱- بالضم دہے بفلسطین۔ گویند کہ عیسیٰ علیہ السلام دجال را بر در آں دہ خواہد کشت (منتہی الارب) (م)

۵- ان کے دینی اعمال سے بھی مواخذہ نہ ہوگا۔

۶- ان سے بلاوجہ پُرسش ہوگی نہ ضرر رسانی ہوگی۔

۷- اور ایلیا میں ان کے جوار میں کسی یہود کو بھی آباد نہ کیا جائے گا۔

باشندگانِ ایلیا کے لیے شرائط:

۱- جزیہ میں وہ اہلِ مدائن کی شرائط کی پابندی (امن نامہ نمبر ۳۲۱ تا ۳۲۴) کے ساتھ مندرجہ ذیل شرائط کے پابند بھی ہوں گے۔

۲- وہ اپنے علاقے سے رومی اور چوری پیشہ لوگوں کو نکال دیں۔

۳- اگر دونوں گروہ ہماری رعیت بن کر وفاداری سے ایلیا میں رہنا چاہیں تو رہیں۔ ان کے لیے وہی مراعات اور شرائط ہوں گی جو ایلیا کے اصلی باشندوں کے لیے ہیں۔

۴- ایلیا کی اقامت اگر یہ چھوڑنا چاہیں تو اپنی مفتوحہ مملکت میں ہم ان کی جان اور اموال کی حفاظت کریں گے۔ ان کے ایلیا سے نکل جانے کی صورت میں ان کے متروکہ گرجے اور صلیب بحال رہیں گے۔

۵- ساکنانِ ایلیا میں سے جن لوگوں نے ہمارے خلاف جنگوں میں حصہ لیا، مثلاً ان کے فلاں شخص کے ہاتھ سے ہمارا فلاں سپاہی قتل ہوا، ایسے لوگوں سے باز پرس نہ ہوگی اور ان کے لیے جزیہ میں بھی وہی شرائط ہوں گی جو ایلیا کے عوام کے لیے ہیں۔

۶- ایلیا سے ملک بدر ہونے والوں کے سوا ملک میں مقیم باشندوں سے فصل کی کٹائی کے موقعے پر جزیہ وصول کیا جائے گا۔

اس تحریر پر اللہ، اُس کے رسولؐ، خلفاء اور مومنین سب کی ضمانت ہے بشرطیکہ وہ (طے شدہ) جزیہ ادا کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔

گواہان: ۱- خالد بن ولید ۲- عمرو ابن العاص

۳- عبدالرحمٰن بن عوف ۴- معاویہ ابن ابوسفیان

کاتب: معاویہ ابن ابوسفیان بتاریخ: ۱۵ھ

(۳۵۸)

نامۂ امان از امیر المؤمنین عمر بن الخطاب برائے ساکنانِ شہرِ لُدّ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ مراعات ہیں عبداللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے باشندگانِ لُدّ اور ان کے فلسطینی حلیفوں کے لیے:

۱- ان کے اموال، جانیں، عبادت گاہیں، صلیب، مریض اور توانا اور تمام ملت کو امان دی جاتی ہے۔

۲- ہم ان کے گرجے نہ مسمار کریں گے نہ ان میں سکونت اختیار کریں گے۔ نہ ان لوگوں کو تکلیف پہنچائی جائے گی۔

ان مراعات کے عوض میں:

باشندگانِ لُدّ اور ان کے فلسطینی حلیف ہمیں باشندگان مدائنِ شام کے برابر جزیہ ادا کریں گے اور اہلِ مدائن کے جملہ شرائط کی پابندی ان پر واجب ہوگی۔ (بمطابق نمبر ۳۲۱ تا ۳۲۴)

(۳۵۹)

معاہداتِ عیاض بن غنم

الف: بہ ساکنانِ رقّہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ امان نامہ ہے عیاض بن غنم کی طرف سے اہلِ رقّہ کے لیے بعوض مقررہ

جزیہ کے۔

حفظ و امان ہے ان کے مال و جان اور عبادت گاہوں کے لیے جن کو نہ مسمار کیا جائے گا نہ ان میں سکونت اختیار کی جائے گی، بشرطیکہ:

۱- وہ مقررہ شرائط میں خیانت کے مرتکب نہ ہوں۔

۲- اور از سرِ نو کسی کنیسہ کی تعمیر نہ کریں۔

۳- گرجوں اور عید فصح میں ناقوس نہ بجائیں۔

۴- اور نہ صلیب کا جلوس نکالیں۔

۵- کسی مسلمان کو فریب سے قتل نہ کریں۔

اس تحریر پر خدا گواہ ہے و کفیٰ باللہ شہیداً۔

بہ مُہر عیاض

(۳۶۰)

ب: امان نامہ (مقام) رُہا کے پادری کے لیے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ امان نامہ ہے عیاض بن غَنم کی طرف سے رُہا کے پادری کے واسطے:

۱- اگر تم ہمارے لیے شہر کا دروازہ کھول دو۔

۲- اور فی کس ایک دینار مع دو مُدّ گندم کے سالانہ جزیہ ادا کرو۔

۳- ہمارے آدمیوں کی انھیں راستہ بتانے میں رہبری کرو۔

۴- پُلوں اور راستوں کی درستگی کی پابندی کرو۔

۵- مسلمانوں کی خیر خواہی کرتے رہو۔

تب تمھاری اور تمھارے حلیفوں کی جان و مال کے لیے امان ہے۔

اس تحریر پر خدا گواہ ہے و کفیٰ باللہ شہیداً۔

(۳۶۱)

نامہ نمبر ۳۶۰ کی دوسری شکل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ امان نامہ ہے عیاض غَنم اور ان کے ہمراہی مسلمانوں کی طرف سے ساکنانِ مقامِ رُہا کے لیے۔

اگر وہ مندرجہ ذیل امور کی پابندی کریں تو ان کی جان، مال، اولاد، مستورات، شہر اور پن چکیاں ہر ایک کے لیے حفظ و امان ہے۔

شرائط یہ ہیں:

۱- مقررہ جزیہ کی ادائیگی۔

۲- پُلوں کی درستگی۔

۳- اور ہمارے آدمیوں کو راستہ بتانے میں سبقت۔

اس معاہدے پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور مسلمان گواہ ہیں۔

معاہداتِ عمرو ابن العاص

(۳۶۲)

فرمان امیر المؤمنین عمرؓ بنام عَمرو بن العاص

بر موقعِ سفر عَمرو بن العاص برائے تسخیرِ مصر

اگر یہ خط مصر کی سرحد میں داخل ہونے سے قبل پہنچے تو لٹے قدم واپس لوٹ آؤ۔

اور اگر مصر کے حدود میں قدم رکھنے کے بعد پہنچے تو فامض لوجھک (تب آگے بڑھتے چلے جاؤ!)۔

(۳۶۳)

ایضاً

اے عمرو!

اس خط کے جواب میں ملک مصر کی جغرافیائی اور قدرتی حالت کے ساتھ دریائے نیل، اس کی روانی و سیرابی اور اس کے فوائد اس انداز سے قلم بند کر کے بھیجو گویا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

(۳۶۳)

ایضاً

اے عمرو!

اس خط کے جواب میں مصر کی طبعی حالت، دریائے نیل کی افادیت اور مضرت ہر دو اس انداز سے لکھیے جیسے میں اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔

(۳۶۴)

مصر کی تعریف میں عمرو بن عاص کا خط[1]

(بجوابِ استفسارِ حضرت عمر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصر کی سرزمین ایسی سرسبز و شاداب ہے جسے سدا بہار کہیے۔ یہ دو پہاڑوں

۱- اس خط کے مآخذ سے معلوم ہوا کہ یہ خط ابھی تک صرف دو کتابوں میں منقول ہوا ہے۔
(۱) نخبۃ الدھر۔ (۲) نجوم الزاہرہ۔
فاضلِ گرامی محمد حسین ہیکل مصری نے بھی الفاروق عمر بن الخطاب میں یہ خط نقل کیا ہے۔ مگر ان کی عادت مآخذ قلمبند کرنے کی نہیں۔ تقابلی مطالعے سے معلوم ہوا کہ وہ خط "الوثائق" سے لفظاً مختلف مگر معناً تقریباً یکساں ہے۔ مرحوم ہیکل نے اس خط کی وضعیت پر بھی بحث کی ہے۔ کچھ بھی ہو، دونوں خطوں کے الفاظ لغاتِ نادرہ سے بھی زیادہ نادر ہیں۔ (مترجم)

کے درمیان گھرا ہوا ملک ہے جن میں سے ایک پہاڑ ریتلا اور پتلا سا ہے جس کی تشبیہ کوہان بریدہ اُونٹ سے دی جاتی ہے۔ ملک کی پیداوار کا منبع وہ اراضی ہے جو ایک طرف ساحلِ سمندر سے ہم آغوش اور دوسری طرف اسوان (امان نامہ ۳۶۹) سے بغل گیر ہے۔ اس زمین کے بیچوں بیچ پانی کی ایک دھار ہے سراپا برکت۔ اس دھار کی صبح پُر یمن اور شام سراسر رحمت ہے۔ یہ اٹھکیلیاں کرتی ہوئی ادھر سے اُدھر جا رہی ہے۔ مہر و ماہ کے عروج و زوال کی مانند کبھی فروزاں اور گاہے نظروں سے اُوجھل۔ ایک ایسا وقت بھی آ جاتا ہے جب اطراف کے چشمے اور ندی نالے اس سے ہم کنار ہو کر خود کو گم کر بیٹھتے ہیں۔ ان کی یہی خدمت ہے۔ تب یہ ٹھاٹھیں مارنا شروع کر دیتی ہے اور اس کی نواحی بستیوں تک ڈونگی یا بڑی کشتی کے بغیر پہنچنا محال و ناممکن ہو جاتا ہے۔ پانی پر تیرنے والی یہ کشتیاں ایسی لگتی ہیں جیسے ابابیل کے پر کانوں میں آویزاں ہوں۔ طغیانی ختم ہونے پر اس کا اصلی حالت میں لوٹ آنا طبعی امر ہے اور اپنے اصلی کناروں کے اندر اندر بہنے لگتی ہے۔ لیجیے اب وہ اپنے مخفی خزانے اگلنے لگی۔ ذرا دیر بعد یہ خزانے سطحِ ارضی پر بکھر گئے۔ کسان ویرانی کی ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے باوجود پیداوار کے لیے تگ و دو میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ پہلے انھوں نے پانی کے بہاؤ سے بنی ہوئی نالیوں کو اردگرد کی مٹی سے برابر کیا اور تخم ریزی کے ساتھ خدائے برتر کی رحمت کا آسرا لگا کر بیٹھ گئے۔ کچھ عرصے بعد کھیت لہلانے لگے۔ خوشے پھوٹ نکلے۔ پودوں کی شاخوں کو بارش نے اور جڑوں کو نمی نے شاداب کیا۔ بسا اوقات تو کالی گھٹائیں اُمنڈ کر آ گئیں اور ایک بوند برسائے بغیر جیسے خالی ہاتھ آئی تھیں ویسے ہی واپس لوٹ گئیں۔

اے امیر المؤمنین!

ہمارے آنے کے وقت نیل کا یہ انداز دودھ سے زیادہ نافع ثابت ہوا۔ کل تک نیل کی وادی چٹیل میدان تھی۔ اچانک جوار بھاٹا اٹھا اور نیلے رنگ کی موجیں آسمان سے ٹکرانے لگیں۔ ساحلی زمین مختلف رنگوں کے تختے بن گئی۔ یہاں سفید براق موتی بکھر

رہے ہیں، اُدھر سیاہ چادر بچھی ہوئی ہے اور ایک طرف تاحدِ نظر زمرّدیں فرش اپنی بہار دکھا رہا ہے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

یہاں کے باشندوں کے لیے تین چیزیں یکساں کارآمد ہیں:

۱- وہ اپنے سے بڑے آدمی کی بات قبول کر لینا ضروری نہیں سمجھتے۔

۲- ملک کی آمدنی میں سے پلوں اور ندی نالوں کی درستگی میں خرچ کرنا ان کے نزدیک ضروری ہے۔

۳- ہر ایک جنس کا لگان اس کے کھلیان میں آ جانے پر وصول کیا جاتا ہے۔

والسلام

(۳۶۵)

امان نامۂ عمرو بن العاص بہ اہلِ عین شمس

مؤلف: عمرو بن العاص نے مصر کے مشہور تاریخی شہر عین شمس پر دھاوا بول دیا۔ اُدھر سے مقابلے کے لیے مصر کے قبطی اور نوبہ کے بربری نکل گئے۔ حضرت زبیر بن العوام فصیل شہر پر سے اچانک شہر میں داخل ہوگئے۔ اہلِ شہر نے اپنی ہلاکت قریب دیکھ کر امان کی درخواست پیش کی جو ان شرائط پر منظور ہوئی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عمرو بن عاص نے ان شہریوں کو مندرجہ ذیل شرائط پر امان دی ہے:

۱- ان کی جان، مال، گرجے، صلیب، ہموار اور نشیبی اراضی اور پانی کے ذخائر ان میں سے کسی شے سے تعرض نہ ہوگا۔ لیکن وہ اپنی عبادت گاہوں میں اضافہ نہ کریں اور نہ ہماری طرف سے ان میں کمی ہوگی۔

۲- اہلِ نوبہ کو اپنے ہاں آباد نہ کریں۔

۳- جزیہ اور اطاعت اس حلقے کے تمام باشندوں کے اتفاقِ رائے پر ہے۔

جزیہ نیل کی طغیانی کے سال میں ۵ لاکھ اور اس کے اُتار کے سال پیداوار میں کمی کے مطابق (جزیہ میں بھی) کمی ہوتی رہے گی۔

۴- اگر (یہ) ماتحت جزیہ میں بلاسبب کمی کے مرتکب ہوں تو ہماری طرف سے امان کے شرائط میں بھی کمی لازماً ہوگی۔

۵- اور جزیہ کے مطلق انکار پر امان مطلقاً ساقط ہو جائے گی۔

۶- چوری کی واردات پر اصلی مجرم کے سوا کسی اور سے تعرض نہ ہوگا۔ اگر اس خطے کے قدیم رومی اور اہلِ نوبہ شریکِ معاہدہ رہنا چاہیں تو ہمیں منظور ہے۔ ان کے شرائط مصریوں ہی کے موافق ہوں گے۔

۷- اور ان پر جزیہ وہاں کی پیداوار میں سے نواں حصہ ہے۔

۸- اہلِ نوبہ کو سالانہ اتنے . . . گھوڑے ہمارے حوالے کرنا ہوں گے۔ اس رعایت کے بالعوض کہ ہم نہ تو ان پر حملہ کریں گے اور نہ انھیں داخلی اور خارجی تجارت سے روکا جائے گا۔

۹- اگر ان غیرملکی (رومی اور بربری) باشندوں میں سے کوئی شخص ہماری اطاعت نہ کرنا چاہے اور یہاں سے ترکِ سکونت کرے تو اس کو سرحد تک حفاظت سے پہنچانے کی ذمہ داری ہم پر ہوگی۔

گواہان: ۱- زُبیر ۲- عبداللہ

۳- محمد پسران زبیر ۴- وردان

(۳۶۶-۳۶۷)

فرمانِ امیر المؤمنین عُمر دربارۂ اسیرانِ مصر

بہ روایت زیاد بن جزء الزبیدی

میں فتح مصر کے دوران میں عَمرو بن عاص کے لشکریوں میں تھا۔ جب مصر کا شہر بلہیب فتح ہو جانے کے بعد وہاں کے اسیروں کو مدینہ و مکہ اور یمن میں تقسیم کر دیا گیا تو اسکندریہ کے رئیس نے عَمرو بن العاص سے اپنے اسیروں کی واپسی کی درخواست کی۔ عَمرو نے یہ درخواست امیر المومنین عُمر کی خدمت میں بھجوا دی۔ ہم لوگ حضرت عمر کے فرمان کے منتظر تھے کہ مدینہ سے جواب آ گیا جو عَمرو بن العاص نے ہمیں پڑھ کر سنایا (جواب یہ تھا):

تمھارا یہ خط ملا کہ اسکندریہ کے رئیس اس شرط پر جزیہ ادا کرتے ہیں کہ ان کے اسیر واپس کر دیے جائیں۔ جزیہ ہماری زندگی میں ہمارے لیے اور ہمارے بعد آنے والے مسلمانوں کے لیے ہے۔ یہ آمدنی مجھے اس نفے سے زیادہ پسند ہے جو فوراً تقسیم ہو جانے سے اس طرح ختم ہو جاتی ہے جیسے وہ تھی ہی نہیں۔

اسکندریہ کے رئیس سے اس شرط پر جزیہ قبول کر سکتے ہو کہ جو اسیر امان پر تمھارے قبضے میں ہیں، انھیں اسلام قبول کرنے یا اپنے قدیم مذہب پر رہنے کا اختیار دیا جائے۔ ان میں سے جو شخص مسلمان ہو جائے اس کا معاملہ سابقہ مسلمانوں کی مانند ہے کہ ہماری جانب سے ان پر کوئی شرط نہ ہوگی۔ اور ان اسیروں میں سے جو شخص اپنے قدیم مذہب پر رہنا چاہے اس کی خوشی۔ اسے آزاد کر دیا جائے مگر اسے دوسروں کی مانند جزیہ ادا کرنا ہوگا۔

اور ان میں سے جو اسیر عرب میں لے جا کر مکہ و مدینہ اور یمن میں منقسم ہو چکے ہیں ان کے سمیٹنے کی ہم میں قدرت نہیں اور ہم صلح میں خود پر ایسی شرط عائد نہیں کر سکتے جس کے پورا کرنے کی ہم میں قدرت نہ ہو۔

(٣٦٨)

اہلِ انطابُلس سے معاہدہ

فتح اسکندریہ کے بعد عَمرو بن العاص نے مغرب کی طرف کوچ کیا اور بَرقہ پہنچے جو انطابُلس کا دار السلطنت تھا۔ وہاں کے باشندوں نے تیرہ ہزار دینار سالانہ جزیہ پر صلح کر لی۔ پہلی قسط انھوں نے اپنے بیٹے اور گھر بار کا سامان بیچ کر پوری کی اور انھیں تحریری امان نامہ دے دیا گیا۔

مگر اس امان نامہ کی نقل نہیں ملی۔

بہ عہدِ حضرت عثمانؓ

(٣٦٩)

معاہدہ از سعد بن ابی سرح[1] برائے اہلِ نُوبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ عہد نامہ عبداللہ سعد[1] بن ابی سرح اور نوبہ کے رئیس اور وہاں کے ان تمام باشندوں کے درمیان قرار پایا ہے جو مقام اسوان سے لے کر اس کے دوسری سمت کی پہاڑی سرحد تک پھیلے ہوئے ہیں۔

متن:

عبداللہ سعد ابن ابی سرح نے اہلِ نُوبہ سے ایک لڑائی کے بعد انھیں امان دے

١- مصر کے فاتح عمرو ابن العاص ہیں جو حضرت عمرؓ کی وفات تک مصر پر گورنر بھی رہے۔ اب حضرت عثمانؓ نے عمرو کو معزول کر کے اپنے سوتیلے بھائی سعد ابن ابی سرح کو وہاں کا گورنر مقرر کیا: (م)

دی ہے۔ اس معاہدے میں ہماری طرف سے ''صعید مصر''[1] کے مسلمان، وہاں کے ذِمّی اور مصر کے دوسرے خطّوں میں مقیم مسلمان یا نومسلم اور ذِمّی بھی شریک ہیں۔

اے اہلِ نُوبہ!

اب سے تم اللہ اور اس کے رسول محمد النبی صلعم کی پناہ میں ہو، بایں معنی کہ:

(الف) نہ ہم تمھارے ساتھ لڑائی کریں گے۔

(ب) اور نہ تمھیں مرعوب کرنے کے لیے لشکر لائیں گے۔

اور ہماری طرف سے تم پر مندرجہ ذیل شرائط عائد کی جاتی ہیں:

۱- اگر تم ہماری بستیوں یا علاقے سے گزرو تو اقامت کیے بغیر آگے نکل جاؤ۔

۲- اور اسی طرح اگر ہم تمھاری بستیوں سے گزریں تو اقامت کیے بغیر آگے نکل جائیں۔

۳- لیکن تمھاری بستیوں میں سے گزرنے والے مسلمانوں کی اور ہمارے اس معاہدے کی حفاظت تم پر لازم ہوگی۔

۴- اگر مسلمانوں کا کوئی غلام بھاگ کر تمھارے ہاں آ پہنچے تو اسے ہمراہ لاکر ہمارے سپرد کرنا ہوگا۔ ایسا ہرگز نہ ہو کہ اس غلام پر قبضہ یا اس کے گرفتار کنندہ مسلمان سے تعرض کرو۔

۵- تمھاری سرزمین میں مسلمانوں نے جو مسجدیں تعمیر کی ہوں، ان مسجدوں کی حفاظت، صفائی، ان میں روشنی اور ان کی تعظیم تم پر عائد کی جاتی ہے۔

۶- تم سالانہ ۳۶۰ عدد غلام مسلمانوں کے حضور جزیہ میں پیش کرو، مگر یہ غلام بربری[2] ہوں۔

۱- ''صعید مصر'' وہاں کے ایک خطہ کا نام ہے (م)

۲- بربری نہایت سرکش اور بغاوت پیشہ قوم تھی۔ ان کی سرکشی توڑنے کے لیے یہ جزیہ مقرر کیا گیا (م)

۷- ان غلاموں میں ظاہراً کوئی کجی نہ ہو (مثلاً کانے، بہرے، گونگے، لنگڑے، لولے اور اندھے نہ ہوں۔م)

ان غلاموں میں مرد اور عورتیں دونوں قسمیں ہوں مگر نابالغ بچے، بوڑھی عورتیں اور بوڑھے مرد نہ ہوں۔

۸- یہ غلام اسوان میں ہمارے متعینہ صوبہ دار کے حوالے کیے جائیں۔

۹- اگر تم نے مسلمانوں کے کسی (بھگوڑے) غلام کو پناہ دی،

۱۰- کسی مسلمان یا ہمارے معاہد کو قتل کیا،

۱۱- جو مسجدیں مسلمانوں نے تعمیر کی ہیں انھیں مسمار کر دیا،

۱۲- مقررہ جزیہ (۳۶۰ غلاموں) میں کمی کر دی،

تب امان اور صلح دونوں ختم کر دیے جائیں گے، پھر فریقین میں جو فیصلہ خدا کرے وھو خیر الحاکمین۔

ہم پابند ہیں خدا کے حکم اور اس کے میثاق اور اس کی پناہ کے اور پابند ہیں ہم اس کے رسول محمد صلعم کی پناہ کے۔

اسی طرح تم پابند ہو اپنے دین کے مطابق حضرت مسیح، ان کے حواریوں اور اپنے اکابر اہلِ دین اور ملّت کے احکام کے! واللہ الشاھد بیننا و بینکم علی ذلک (اس معاہدے پر فریقین کے درمیان خدا شاہد ہے)

کاتب: عَمرو بن شرجیل   تاریخ تحریر: ماہ رمضان ۳۱ ھ

(۳۷۰)

فرمان حضرت عثمان (امیر المؤمنین)

بنام وَلید بن عقبہ گورنر کوفہ

مصر سے عَمرو بن العاص کے عزل اور سعد بن ابی سرح کے تقرر نے

روم کے مسیحیوں کو اپنا کھویا ہوا وقار دوبارہ حاصل کرنے پر پھر آمادہ کر دیا۔ اس موقع پر حضرت عثمانؓ نے عمرو بن العاص کو (مکّہ میں) لکھا کہ آپ مصر میں سپہ سالارِ افواج کی حیثیت سے تشریف لے جائیے۔ عمرو نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ "مرکھنی گائے کے سینگ مَیں تھامے رہوں اور سعد اس کا دودھ نکال کر نوش فرمائیں! معاف فرمائیے!" عمرو کے انکار پر عثمانؓ نے گورنر کوفہ کو یہ حکم دیا (م):

"معاویہ بن ابوسفیان نے میری طرف اس مضمون کا خط بھیجا ہے کہ رومی مصر پر لشکر جرار لے کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لیے نکل آئے ہیں۔ میری رائے میں کوفہ کے مسلمانوں کو اپنے مصری مسلمان بھائیوں کی مدد کرنا چاہیے۔

جہاں بھی آپ مقیم ہوں یہ خط پہنچنے کے ساتھ ۸-۱۰ ہزار دلاور مسلمانوں کا لشکر ان کی امداد کے لیے بھجوا دیں۔"

بعہدِ حضرت علیؓ

(۳۷ھ)

قراردادِ معاہدۂ صِفّین مابین حضرت علی و امیر معاویہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱- یہ دستاویز ہے علی ابن ابی طالب اور معاویہ ابن ابوسفیان کے درمیان۔ اس دستاویز کے مضمون میں علی اور معاویہ دونوں کے لشکری بھی شامل ہیں اور فریقین میں سے ہر ایک فرد کتاب اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے مطابق تصفیہ پر رضامند ہے۔

۲- علی ذمہ دار ہیں موجود و غیرموجود دونوں قسم کے اپنے دوست داروں کی طرف سے فیصلے پر رضامندی کے - اور اسی طرح معاویہ ذمہ دار ہیں اپنے شامی

دوست دارانِ حاضر و غیرحاضر دونوں کی طرف سے۔

بایں معنی کہ:

۳- ہم دونوں (علی اور معاویہ) اپنے باہمی اختلاف پر الف سے لے کر یے تک فیصلۂ قرآنی تسلیم کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ قرآن دونوں میں سے جسے زندہ (بحال) رکھے وہ زندہ ہے اور جسے مردہ (معزول) بنا دے وہ مردہ ہے۔

۴- علی اور ان کے دوستداروں نے اپنا وکیل عبداللہ بن قیس[1] اور معاویہ نے اپنے طرفداروں سمیت اپنا وکیل عَمرو بن العاص کو مقرر کیا ہے۔

۵- علی اور معاویہ دونوں نے اپنے اپنے وکلاء (ابوموسیٰ اور عمرو بن عاص) سے خدا اور اس کے رسولؐ کے عہد و میثاق و ذمے کے ساتھ یہ وعدہ لے لیا ہے کہ دونوں وکلاء اولاً کتاب اللہ سے حکم حاصل کریں۔ اگر قرآن سے یہ حکم نہ ملے تو سنّتِ رسول اللہ سے تمسک کریں گے۔ ایسا ہرگز نہ ہو کہ ان وکلاء میں سے کوئی ایک یا دونوں سنّت سے خلاف راستے پر گامزن ہوں۔

۶- دونوں وکلائے مقدمۂ ہٰذا ابوموسیٰ اور عَمرو نے اپنے اپنے مؤکل علی اور معاویہ سے بھی کتاب اللہ اور سنّتِ نبی پر فیصلہ ہونے کی صورت میں تسلیم و رضا کا وعدہ لے لیا ہے۔

۷- علی اور معاویہ دونوں اپنی اپنی زیرِ نگین حکومت میں مامون ہیں، اپنی جان و مال، طریقِ بود و ماند اور اہل و عیال و اولاد اور ماتحتوں کے بارے میں۔ جب تک دونوں وکیل طوعاً یا کرہاً صداقت سے منحرف نہ ہوں، فیصلۂ تحکیمین کے بعد اُمت ان کی مددگار ہے، بشرطیکہ تحکیم کتاب اللہ کے مطابق ہو۔

۸- قبل از فیصلہ ہر دو وکلاء میں سے کسی ایک وکیل کی وفات پر اس کا مؤکل اپنا

۱- ابوموسیٰ اشعری (م)

دوسرا وکیل نامزد کرسکتا ہے جو عدل و صلاحیت میں ممتاز ہو۔ ایسے وکیل کو اپنے پیش رو کے نقشِ قدم پر چلنا ہوگا۔

۹- اگر دونوں مدعیانِ امارت میں سے کوئی امیر تاریخ فیصلہ سے قبل دنیا سے چل بسے تو اس امیر کے پیرو دوسرا پسندیدہ شخص اس منصب پر مقرر کرسکتے ہیں۔

۱۰- فریقین میں تنازعہ اور اسلحہ بندی دونوں ختم کیے جاتے ہیں۔

۱۱- دونوں وکلاء اور ہر دو امرا پر اس دستاویز کی ہر ایک دفعہ کی پابندی لازم ہے ورنہ اُمت ان کی اطاعت اور معیت سے ایک طرف ہو جائے گی۔ واللہ اقرب شھیداً و کفیٰ بہ شیھداً (جس پر خدائے اقرب کی شہادت کافی ہے)۔

۱۲- عوام کی جان و مال اور اہالی وموالی تا فیصلہ مأمون ومحفوظ ہیں۔ اسلحہ بندی ختم کر دی گئی ہے اور راستوں کی حفاظت کا بندوبست کر دیا گیا ہے۔

فریقین میں سے جو لوگ یہاں موجود نہیں انھیں بھی حاضرین میں شمار کیا جاتا ہے۔

۱۳- دونوں وکلاء (ابو موسیٰ و عمرو بن عاص) کو عراق و شام کے وسط[1] میں بیٹھ کر سماعت اور فیصلہ نافذ کرنا ہوگا۔

۱۴- سماعت کے موقع پر وہی فرد عدالت میں آ سکتا ہے جسے دونوں وکیل طلب کریں۔

۱۵- تاریخ فیصلہ اسی سال کے ماہ رمضان کے آخر تک ہے اور اگر وکلاء تعجیل یا تاخیر دونوں میں سے کسی امر کے خواہاں ہوں تو انھیں اس کا اختیار دیا جاتا ہے۔

۱۶- اگر ان کا فیصلہ کتاب وسنّت کے خلاف ہوا تو فریقین کو لڑائی جاری کرنے کا حق حاصل ہے۔

۱- یہ مقام دومۃ الجندل قرار پایا۔ (مترجم)

۱۷- اُمت اس بارے میں خدا کے حکم اور ایفائے عہد کی پابند ہے۔ اگر فریقین میں سے کوئی شخص ظلم و عدوان اور فیصلے کی مخالفت کرے تو اُمت کو اس کے خلاف یک جا ہو کر اس کے ظلم والحاد سے عہدہ برآ ہونے کا حق بھی حاصل ہے۔

گواہان از طرف دارانِ علی:

۱-۲ حسن اور حسین پسرانِ علی
۳- عبداللہ بن عباس
۴- عبداللہ بن جعفر بن ابو طالب
۵- اشعث بن قیس کندی
۶- اُشتر بن حارث
۷- سعید بن قیس ہمدانی
۸-۹- حصین اور طفیل پسرانِ حارث بن عبدالمطلب
۱۰- ابو سعید بن ربیعہ انصاری
۱۱- عبداللہ بن خباب بن ارت
۱۲- سہل بن حنیف
۱۳- ابو بشر بن عمر بن انصاری
۱۴- عوف بن حارث بن عبدالمطلب
۱۵- یزید بن عبداللہ اسلمی
۱۶- عقبہ بن عامر الجہنی
۱۷- رافع بن خدیج انصاری
۱۸- عمرو بن الحمق الخزاعی
۱۹- نعمان بن عجلان انصاری
۲۰- حجر بن عدی کندی
۲۱- یزید ابن حجیہ بکری
۲۲- مالک بن کعب ہمدانی
۲۳- ربیعہ بن شرجیل
۲۴- حارث بن مالک
۲۵- حجر ابن یزید
۲۶- علبہ بن حجیہ

واز شامیان دوستدارانِ معاویہ:

۱- حبیب بن مسلمہ فہری
۲- ابو الاعور سلمی
۳- بشر بن ارطاۃ قرشی
۴- معاویہ ابن خدیج کندی
۵- مخارق بن الحارث (الزبیدی)
۶- مسلم بن عمرو السکسکی

۷- عبداللہ بن خالد بن ولید

۸- حمزہ بن مالک

۹- سمیع بن یزید الحضرمی

۱۰- عبداللہ بن عمرو بن العاص

۱۱- علقمہ بن یزید الحضرمی

۱۲- یزید ابن ابجر عبسی

۱۳- مسروق بن جبلہ العکی

۱۴- بسر بن یزید الحمیری

۱۵- عبداللہ بن عامر القرشی

۱۶- عتبہ بن ابوسفیان

۱۷- محمد بن ابوسفیان

۱۸- محمد ابن عمرو بن العاص

۱۹- عمار بن احوص الکلبی

۲۰- مسعدہ بن عمرو العتقی

۲۱- صباح بن جہلمتہ الحمیر ی

۲۲- عبدالرحمٰن بن ذوالکلاع

۲۳- ثمامہ بن حوشب

۲۴- علقمہ بن حکم

تاریخ تحریر: چہار شنبہ ۱۷صفر ۳۷ھ

ضمیمہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب فرامین
جو
یہود و نصاری اور مجوس کے لیے ہیں
بشمول
تعزیت نامہ بنام معاذ بن جبل بر وفاتِ پسرِ معاذ

(الف)

فرمانِ نبوی برائے اقاربِ سلمان فارسی (المجوسی)

مؤلفِ علام[۱] نے یہ فرمان حاصل کیا سر جمشید جیجی بھائی نیت رئیسِ اعظم از مجوسِ ہند بمبئی سے جو کہ ۱۲۲۱ یزدجردی مطابق ۱۸۵۱ء میں چھپا۔

(یہ فرمان امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قلم سے سرخ رنگ کے چمڑے پر لکھا ہوا ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وثیقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے مہدی فروح ابن شخسان برادر سلمان رضی اللہ عنہ، ان کے اہلِ بیت اور جملہ پس ماندگانِ سلمان مہدی فروح کے لیے۔ ان میں سے جو لوگ اسلام قبول کر لیں اور وہ لوگ بھی، جو اپنے قدیم دین پر قائم رہیں، یہ وثیقہ دونوں طبقوں کے لیے ہے۔

سلام ہو تم پر!

اللہ تعالیٰ نے مجھے اور تمام بنی نوع بشر کو **لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ** کہنے کا حکم دیا ہے۔

خدا ہی مخلوق کا پیدا کنندہ اور تمام امور کا سبب ہے۔ اس کے خالق ہونے کے ساتھ تمام مخلوق کی حیات و ممات اس کے ہاتھ میں ہے اور حشر کے بعد سب کو اُسی کے سامنے پیش ہونا ہے۔

۱- مؤلفِ علام نے ضمیمہ سے پھر عدد اول شروع کر دیا ہے اور اس میں ہندسوں کی بجائے حروف تہجی استعمال کیے ہیں۔ (مترجم)

بالآخر ہر ایک کے لیے زوال و فنا ہے، کل نفس ذائقۃ الموت۔[1] اللہ کے امر (حکم) کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا، نہ اس کی سلطانی کو زوال کا خطرہ ہے۔ اس کے جلال کی کوئی حد و نہایت نہیں۔

نہ کوئی اس کی بادشاہت میں شریک ہے

سبحان مالک السموات والارض الذی یقلب الامور کما یرید

(وہ ہر خامی سے منزہ، مالک ہے زمین اور آسمان کا اور خود مختار ہے اپنے کاموں کے نفاذ میں)۔

وہ مخلوق کے اقسام میں سدا تنوع اور اضافہ فرماتا رہا ہے اور منزہ ہے قیل و قال سے۔ تعریف اس کے اوصاف کا احاطہ کب کر سکتی ہے۔ ذہن اس کی کنہ کے لیے لاکھ سعی کرے مگر بے سود ہے۔ اس نے اپنی کتاب (قرآن) کو اپنی تعریف سے شروع فرمایا اور ہمارے لیے اس تعریف کو عبادت قرار دیا۔ بندوں کی طرف سے اپنی حمد و شکر پر خوش ہوتا ہے۔ بنی آدم کی طرف سے اس کی حمد و ثناء اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اس کی حمد کرنے والوں میں سے بھی کوئی اس کا شمار نہیں کر سکتا۔ میں اس ذات وحدہ لاشریک کا اقرار کرتا ہوں جو ہر غیب و سرِ پر خوبی کے ساتھ نگران ہے۔[2]

یاایھا النّاسُ اتَّقُوْا وَاذْکُرُوْا اللّٰہَ یَوْمَ ضَغْظَۃِ الارض و نفح نارا الجھنم والفزع الاکبر والندمۃ والخوف بین یدی رب العالمین آذفتکم کم اذن المرسلون لتسلن عن النباء

۱- ہر شے موت سے دوچار ہو کر رہے گی۔ (مترجم)

۲- ض غ ظ ۃ غالباً کوئی لفظ نہیں ---- ط تھا جو ماٰخذ میں طباعت کی غلطی سے ظ ہوگیا۔ یہاں اس کے معنی "فشار" (منتہی الارب) موزوں ہیں۔ (مترجم)

العظیم ولتعلمن نباء بعد حین.

(اے بنی آدم! خدا سے ڈرو اور اُس دن کا تصور کرو جس روز زمین شق ہو جائے گی، جہنم کی آتشیں تپش سے فضا کرۂ نار ہو جائے گی۔ اس خوف ناک دہشت و پشیمانی اور رب العالمین کے حضور جواب طلبی سے میں تمھیں سابقہ رسولوں کی مانند متنبہ کرتا ہوں قیامت کے دن سے جس کا یقین تم بھی ذرا دیر کے بعد کر لو گے)۔

جو شخص میری رسالت پر ایمان لائے اور مجھ پر خدا کی طرف سے نازل شدہ وحی کی تصدیق کرے وہ ہم میں سے ہے۔ دنیا میں اس سے ہمارا کوئی مقابلہ نہ ہوگا اور عقبیٰ میں ملائکۂ مقربین اور انبیاء و مرسلین کے پہلو بہ پہلو جنت میں رہے گا۔ عذاب دوزخ سے اُسے سدا کے لیے امن اور نجات ہے۔ یہ وعدہ اللہ ہی نے مومنین کے لیے فرمایا۔ وَاِنَّ اللّٰہ یَرْحَمُ مَنْ یَّشَاء وَ ھُوَا العَلِیمُ الحَکیم : (اللہ تعالیٰ مختار ہے رحم کرنے میں اور وہ رحم کے لیے حکمت کام میں لاتا ہے) عاصی کے لیے اس کی گرفت سخت ہے اور وہ غفور و رحیم ہے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَاالْقُرآنَ عَلیٰ جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خاشعاً مُتَصَدِّعاًمِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ (۵۹:۲۱)

(یہ قرآن اگر ہم پہاڑوں پر نازل کرتے، تم دیکھتے کہ وہ خشیتِ الٰہی سے کس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر جاتے ہیں۔ خدا کا منکر گمراہ اور اس کی طرف سے نازل کردہ دین اور رسول پر ایمان لانے والا بلند درجات پر فائز ہوگا)۔

میرے اس فرمان کے مطابق (ایمان لانے والے) لوگوں کے لیے خدا کی امان ہے۔ ان کی اولاد اور مال پر بھی امان ہے جب تک وہ زمین پر آباد ہیں۔ اپنی مقبوضہ زمین کے ہموار اور پہاڑی علاقوں، چشموں، چراگاہوں پر ان کا قبضہ اور استحقاق

ہمیشہ کے لیے تسلیم ہے۔ ان مراعات میں وہ افراد بھی شامل ہیں جن کے بالمواجہہ فرمان ہذا پڑھا جائے۔

مہدی فروح اور ان کے پس ماندگان کا فرض ہے کہ وہ اس فرمان میں لکھے ہوئے احکام کی پابندی کا خیال رکھیں۔

مسلمان ان پر ظلم نہ کریں، نہ انھیں کسی قسم کی تکلیف میں مبتلا کریں اور ان کے لیے یہ مراعات بھی ہیں:

۱- وہ غلاموں کی مانند پیشانی کے بال نہ کٹوائیں۔
۲- اپنا زنار زیب گلو رہنے دیں۔
۳- جزیہ انھیں تا قیامت معاف ہے۔
۴- ان کے آتش کدوں کی بحالی اور ان کی آمدنی اور فروغ میں انھیں آزادی ہے۔
۵- لباسِ فاخرہ اور ہر قسم کی سواری کا انھیں اختیار ہے۔
۶- رہائش کے لیے تعمیر مکانات اور اصطبل کی اجازت ہے۔
۷- اپنے طریق پر جنازے لے جانے کے مجاز ہیں۔
۸- اپنے مذہب کے ہر ایک شعار کی پابندی کا انھیں اختیار ہے۔
۹- ہمارے تمام ذمیوں کے مقابلے میں وہ معزز و مؤقر ہیں۔

ان کے لیے یہ مراعات سلمان (رضی اللہ عنہ) کی وجہ سے تمام مومنین پر واجب ہیں۔ ان مراعات پر مجھے وحی الٰہی سے یہ اطلاع ہوئی ہے کہ:

انّ الجنّة لسلمان اشوق من سلمان الی الجنة

(جنت سلمان کے لیے ان کی زیارت کی مشتاق ہے اُس شوق کے مقابلے میں جو سلمان کو جنت کے بارے میں ہے)۔

سلمان معتمد اور امین و خیر اندیش ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جملہ مومنین کے نزدیک اور وہ ہم ہی میں سے تو ہے۔

اس فرمان میں سلمان کے اہل بیت اور پس ماندگان کے لیے جن مراعات اور حسنِ سلوک کا تذکرہ کیا گیا ہے، زنہار کوئی مسلمان ان میں دخل انداز نہ ہو۔ یہ مراعات سلمان کے خاندان میں سے مسلمانوں اور اپنے قدیم دین پر قائم رہنے والے ہر دو صنف کے لیے یکساں ہیں۔

مسلمانوں میں سے جو شخص میرے ان احکام پر عمل پیرا ہو اس کے لیے خدا تعالٰی کی رضامندی یقینی ہے۔

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرے اس پر تا بہ قیامت خدا کی لعنت ہے۔

جس شخص نے پس ماندگانِ سلمان کی تعظیم کی اس نے میری تکریم کی اور وہ عنداللہ بھلائی کا حقدار ہوا اور جس کسی نے ان کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے تکلیف دی۔ میں قیامت کے روز اس سے انتقام لوں گا۔ اس کی جزا جہنم ہے اور میں اس کی شفاعت سے بری ہوں۔

والسلام علیکم و التحیة لکم من ربکم

(تم پر سلامتی اور تمھارے رب کی طرف سے انعام ہو)

کاتب: علی بن ابی طالب

بحکم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بموجودگی: ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، سلمان، ابوذر، عمار، حبیب، بلال، مقداد بن اسود بشمول بے شمار مومنین کے، رضی اللہ عنہم وعلی الصحابۃ اجمعین

(ب)

فرمان نبی صلعم برائے یہود

(فرمان نمبر ۳۴ ملاحظہ ہو)

(ج)

فرمانِ نبی صلعم برائے نصرانیاں

(بعد از وثیقہ ۹۶، ۹۷)

از مؤلفِ علام:

راقم الحروف مندرجہ ذیل ملکوں اور شہروں میں بارہا گیا۔ شام میں، مصر میں، ماوراء النہر، عراق اور ہندوستان میں، جہاں اپنے مقالے کے متعلقات کی تلاش اور مآخذ کے مطالعے سے مستفیض ہوا۔ یورپ کے ان کتب خانوں میں مشرق کے متعلق وہاں کا لٹریچر پڑھا:

(الف) پیرس میں۔

(ب) لندن میں۔

(ج) روما میں۔

(د) لیدن میں۔

جن میں وثائقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ عام ہے، بعنوان ''نبی الاسلام بنام فرق النصاریٰ'' اور اسی طرح خلفائے راشدین خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن الخطاب کے فرامین بھی عام ہیں۔ ان وثائق و فرامین کی نقل و حصول میں ہم نے اپنی پوری قوت صرف کر دی، کیونکہ ان میں اسلام اور اس کے مخاطب فرقوں کے درمیان باوجود اختلافِ عقائد کے الفت اور اتحاد کا پیغام ہے۔ ان

جگہوں سے راقم مؤلف کو اس قسم کے فرامین ۱۵-۱۶ کے قریب دستیاب ہوئے۔

مگر جب ہم نے ان تحریروں کا جائزہ لیا اور ان مقامات سے حاصل شدہ وثائق کا مشہور و متداول کتبِ اسلام سے مقابلہ کیا تو نہ صرف انھیں سیاق وسباقِ عبارت بلکہ نفسِ مضمون میں بھی کتبِ متداولہ کے فرامین سے مختلف پایا۔ کہیں بے جا کمی ہے اور کہیں بے محل اضافہ، حالانکہ ان کے اور اُن (ہماری کتبِ متداولہ) دونوں کے فرامین کے منابع ایک ہی ہیں۔ اس سے ہم ایک گونہ مشکل میں اُلجھ گئے کہ دونوں (مآخذ) میں سے کس کی تصدیق کریں اور کس سے انکار۔ اسی اثناء میں معلوم ہوا کہ آرمینیا کے ایک کیتھولک پادری نے اپنے آخری عہدِ زندگی میں آستانہ میں ایک خط بھجوایا جسے دارالاسلام کے موقت رسالوں نے شائع کیا اور ان سے رسالۂ ''احوال'' نے اسی سال میں (اپنے) عدد ۴۸۹۳ بابت ۲۶ شباط[1] ۱۹۰۹ء میں نقل کیا۔ اب ''احوال'' کے حوالے سے یہی خط کچھ عرصہ بعد رسالہ (موقت) ''روضۃ المعارف'' نے اپنے پہلے سال کی جلد اول کے ۱۳ویں نمبر میں صفحہ ۲۸۹ تا ۲۹۵ پر نقل کیا جس کا عنوان ہے ''عھدۃ محمدیۃ اخریٰ للملۃ النصرانیۃ'' (جسے ہم اس خط کی تنقید سے پہلے ذیل میں نقل کرتے ہیں)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مندرجہ ذیل وثیقہ اور اس کے شروط محمد رسول اللہ صلی اللہ

۱۔ رومی مہینہ، مطابق ماہ فروری۔ لغات جدیدہ۔ (مترجم)

علیہ وسلم کی طرف ملّتِ نصرانیہ کے لیے ہیں، جن میں ان کے تارکِ دنیا درویش اور پادری بھی شامل ہیں۔

یہ وثیقہ مدینہ میں اُس (وثیقہ) کے آخر میں لکھی ہوئی تاریخ کے روز لکھا گیا ہے۔ کاتب معاویہ بن ابوسفیان ہیں اور جس مجلس میں لکھا گیا اس میں کئی صحابی بطور گواہ کے بھی موجود ہیں جن کے نام آخر میں لکھ دیے گئے ہیں۔

یہ وثیقہ محمدؐ رسول اللہ نے لکھوایا جو تمام بنی آدم کے لیے خدا تعالیٰ کی عطا کردہ امانت کی بدولت بشیر و نذیر ہیں۔

اس وثیقہ سے مقصد یہ ہے کہ خداوند عالم کی طرف سے ایک ایسی دستاویز وجود میں آ سکے جو اطرافِ عالم میں مشرق و مغرب کے نصاریٰ کے لیے کارآمد ہو، عام اس سے کہ وہ نصرانی عرب نژاد ہوں، عجمی ہوں، عرب کے قرب و جوار کے باشندے ہوں یا دور دراز کے رہنے والے۔ تاریخ عالم میں ان کا وجود معروف ہو یا غیر معروف، کسے باشد، وہ خدا کی امانت ہیں۔

یہ وثیقہ ان کے لیے محمد رسول اللہ کی طرف سے بے شمار مراعات کی سند ہے جس میں ان (نصرانیوں) کے لیے عدل اور امان کی ذمہ داری ہے۔

مسلمانوں میں سے جس کسی نے اس وثیقہ کے شرائط کی پابندی کی وہ اسلام کا پابند اور اس کی تعلیم کا حامل ہوا ارو جس مسلمان نے یہ شرائط نظر انداز کر دیے یا ان کی مخالفت کی اور غیر مومن کے ساتھ ہو کر ان (نصاریٰ) کے خلاف ہم نوا ہوا، ایسا شخص کسی درجے کا مسلمان یا مومن ہو مگر وہ خدا کے عہد و میثاق سے پھرنے والا ہے۔

از مؤلف: ان لفظوں کے بعد وہی مضمون ہے جو وثیقہ نمبر ۹۷ میں ہے، ۳ گواہوں کے ناموں کے سوا (۱- حمزہ ۲- عبداللہ بن عباس ۳- معاویہ) اور اس (میثاق) کے آخری الفاظ یہ ہیں:

کاتب: معاویہ بن ابوسفیان بالفاظِ رسول اللہ

بروز دوشنبہ ۴ھ

مدینه علی صاحبها افضل السلام و کفی بالله شهیدا علی ما فی هذا الکتاب والحمدلله رب العالمین (اور اس کا نام شہادت میں اس تحریر پر کافی ہے والحمد---)

از مؤلف:

۱- اس وثیقہ میں حمزہ کی گواہی مسطور ہے حالانکہ وہ سنہِ تحریر یعنی ۴ ہجری سے ایک سال پہلے (۳ ہجری میں) اُحد میں شہید ہو گئے تھے۔

۲- اور معاویہ ۴ھ کی بجائے ۸ھ میں فتحِ مکہ کے روز اسلام لائے۔

۳- تیسرے گواہ عبداللہ بن عباس ہیں جو اس تحریر کے سال سنہ ۴ھ میں عمر کے ساتویں سال میں تھے۔

(اس وثیقہ کے ناقل شیخو نامی مستشرق کا بقیہ نقل کردہ میثاق آگے آئے گا)۔

جو وثیقے ہم نے بعض مخطوطات (قلمی) میں دیکھے ان میں سے کچھ وثیقے ہمارے کتب خانے میں بھی ہیں۔ اُن کے آخر میں مرقوم ہے کہ یہ (سب) اس ایک خطی نسخے سے نقل کیے گئے ہیں جو محمد رسول اللہ صلعم نے ۲ ہجری میں علی بن ابی طالب کو اپنے لفظوں میں املا کرایا اور اس وقت ان خطی نسخوں کی نقول مندرجہ ذیل کتب خانوں میں موجود ہیں:

۱- خزینۃ السلطان میں۔

۲- طورِ سینا کے معبد یہود میں۔

۳- جبلِ زیتون کے ایک رھبان کی ملکیت میں۔

ان کا حرفِ اول یہ ہے:

یہ امان نامہ اور میثاق نصاریٰ اور ان کی بستیوں کے لیے ہے جس کے مطابق ہماری طرف سے ان کی حفاظت اور نگہداشت کی ضمانت ہے اس لیے کہ وہ (عیسیٰ علیہ السلام) کے بعد بنی آدم میں خدا کی امانت اور ان لوگوں پر حجت ہیں جو حضرت عیسیٰ کی بعثت کے منکر ہوں۔ رسولؐ اللہ نے اس وثیقہ کو خدائے عزیز وحکیم کے حکم سے ان کی حفاظت کے لیے نافذ فرمایا اور اپنے نائبین کو اس فرمان کی تعمیل کا پابند فرما دیا۔ یہ کہ ہر نصرانی کے ساتھ اس وثیقہ کے مطابق اچھا برتاؤ کیا جائے۔ وہ دنیا کے کسی کونے ----عرب، عجم، مشہور و گمنام جگہ اور بحر و بر---- میں کیوں نہ ہوں، میرے ہر ایک نائب اور والی پر اس وثیقہ سے تمسک لازم ہے اور ان میں سے جو شخص اس وثیقہ کی خلاف ورزی، اس میں کمی یا زیادتی کرے، بہرصورت وہ عہدِ خداوندی کا ناقض اور اس کی امانت میں دخل انداز ہے اور ایسا مسلمان خدا کی لعنت کا مستوجب ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ امان نامہ قومِ نصاریٰ اور اس کی بستیوں کے لیے ہے۔

ا- میری طرف سے ان کی امان اور عدم تعرض کی ضمانت ہے، اس لیے کہ وہ حضرت عیسیٰ کے بعد بنی آدم میں حضرت عیسیٰ کی یادگار اور خدا کی امانت ہیں تا کہ غیروں کے لیے حضرت عیسیٰ کی بعثت کے خلاف عذر نہ رہے۔

محمد رسول اللہ نے یہ امان نامہ خدائے برتر و بالا کے فرمان کے مطابق اپنی بریت کے طور پر انھیں سپرد کیا اور اپنے بعد اپنے تمام نائبین کو مکلف فرمایا کہ وہ ہر ایک نصرانی کے ساتھ اس تحریر کے مطابق بہتر برتاؤ کریں اور دنیا کے کونے کونے میں عرب و

عجم، مشہور و گمنام، بحر و بر ہر جگہ اور ہر طبقے کے سامنے جو میری نبوت کا قائل ہے اس عہد نامے کی تعمیل کا اعلان کر دیں۔

اس عہد نامے کا مخالف اور اس کی کسی دفعہ کا ناقض اور وہ شخص جو اس کے کسی جزو کو عملاً نظر انداز کر دے اس نے خدا کے عہد و میثاق کی خلاف ورزی کی اور اس کی امان میں دخل انداز ہوا۔ ایسا مسلمان خدا کی لعنت کا مستوجب ہے۔

از مؤلف: باقی الفاظ حذف کرنے کے بعد جو اسی انداز میں ہیں، ان میں سے بہت سے الفاظ و مطالب مکتوب نبوی نمبر ۹۷ کے مطابق ہیں مگر یہ کہ اس فرمان (ج) کے گواہوں میں ان گواہوں کے نام ہیں:

(۱) حمزہ (۲) عبداللہ بن عباس (۳) معاویہ۔

محرر: معاویہ بن ابوسفیان بہ الفاظِ فرمودۂ رسول اللہ

تاریخ: بروز دوشنبہ در خاتمۂ ماہ چہارم از ۴ ہجری

بہ مقام مدینہ علی صاحبہا افضل السلام و کفی باسمہ شہیدا۔

یہ ہیں اس وثیقہ کے بقیہ الفاظ مع اضافات از کتاب روضۃ المعارف باختلاف و ترتیبِ مضمون----

مگر ہمارے نزدیک متذکرۃ الصدر تین نسخوں کے سوا چوتھی شکل وہ ہے جو نصاریٰ ہی کا فرقہ یعقوبیہ بیان کرتا ہے؛ یہ کہ حضرت محمد (صلعم (م) نے (مسیحی) جبیرل مطران سریانی کو بشمول قبطی نصرانیوں کے ایک امان نامہ عطا فرمایا جس (امان نامہ) کے الفاظ اُس کوفی نسخے کے مطابق ہیں جو معاویہ کی طرف منسوب ہے اور اس فرقہ (سریانی) کی خانقاہ دیر الزعفران متصل ماردین (مقام) میں محفوظ ہے، بالفاظِ ذیل:

یہ امان نامہ ہے من جانب نبی اللہ محمد (صلعم۔م) برائے فرقہ ہائے نصرانیانِ ذیل

۱- قبطی۔

۲- سریانی یعقوبیہ آبادکارانِ مصر۔

۳- و برائے ہمہ نصرانیانِ روئے زمین۔

یہ امان نامہ میری طرف سے ہے تمام گرد و نواح کے سریانی اور قبط کی امان کے لیے، خداوند عالم کی طرف سے ان کے ساتھ باندھے ہوئے میثاق اور رعایۃ کی صورت میں۔ وہ روئے زمین میں خدا کی امانت اور انجیل و زبور و تورات کے محافظ ہیں تاکہ اس کی وجہ سے ان پر خدا کی گرفت نہ ہو۔ یہ وثیقہ خدا ہی کے حکم کے مطابق ان (نصاریٰ) کے حق میں وصیت اور حفاظت کی غرض سے اس طرح لکھا گیا کہ رسولؐ اللہ نے معاویہ سے فرمایا کہ ان کے لیے میری طرف سے امان نامہ تحریر کردو تاکہ مسلمان ان کے بارے میں مطلع ہو جائیں (علی ھذا القیاس) اور میرے نائبین و عمال و وزراء اور مسلمان بادشاہ و علماء اور فقہاء میں سے جو شخص میری ہدایت پر عمل کرنا اپنا فرض سمجھے اُسے میرے منشا کا علم ہو جائے . . .

از مؤلف:

. . . متذکرۃ الصدر الفاظ کے بعد یہ مضمون اپنے سے اُوپر والے عہد ناموں کے مطابق ہے، سوا بعض اضافات و زیادات کے . . .

رہا وہ امان نامہ جو حضرت محمد (صلعم : م:) نے ارمن کے ساتھ کیا تو اس کے الفاظ و مطالب فرقۂ یعقوبیہ کے اُس معاہدے کے مطابق ہیں جس کا تذکرہ اُوپر ہو چکا ہے (قدرے اختلاف کے ساتھ) اس لیے اس معاہدے کی نقل ضروری نہیں۔

(د)

مکتوبِ نبوی بصورتِ تعزیت

(برائے فرزندِ معاذ بن جبل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از طرف محمد رسول اللہ بنام معاذ بن جبل

السلام علیکم! خدائے برتر وحدہ لاشریک کی حمد و ثنا کے بعد دعا کرتا ہوں کہ خدا اس مصیبت میں تمھیں زیادہ سے زیادہ اجر عنایت فرمائے اور نعمتِ صبر سے مستمند کرے۔ ہم دونوں کو شکر کی توفیق عنایت ہو۔ بات صاف ہے کہ ہمارے اموال، جانیں، اہل و عیال اور اولاد سب اللہ کی دین اور مستعار ہیں، وہ بھی ایک وقت تک کے لیے جو خدا کے علم میں ہے اور جنھیں وہ وقت پر واپس لے لیتا ہے۔ اس نے ان نعمتوں کی عطا پر شکر اور ان کی واپسی پر صبر واجب کر دیا ہے۔ تمھارا فرزند بھی خدا کی عنایت کردہ مستعار نعمتوں میں سے تھا۔ جب تک اس نے چاہا تمھیں اس کے وجود سے مسرور رکھا۔ بعد میں اس کے واپس لینے سے اُسے تمھارے لیے اجر بے حساب کا ذریعہ بنا دیا۔ اگر تم نے صبر کیا اور خدا سے اجر و ثواب کی اُمید رکھی تو اس کی طرف سے رحمت و برکت اور ہدایت مزید لازم ہے۔

اے معاذ! ایسا نہ ہو کہ تم جزع و فزع سے اپنا اجر تلف کر دو اور بعد میں ندامت اُٹھاؤ۔ اگر اپنی مصیبت کو ثواب کے لیے ختم کر سکو تو تمھیں علم ہی ہے کہ مصیبت اور اجر دونوں پہلو بہ پہلو ہیں۔ ایسا ہونے کی صورت میں خداوند عالم تمھارے لیے اجر کا وعدہ پورا کرے گا اور اس سے تمھارا غم ہلکا ہو جائے گا۔ غم کے اندمال کا یہی طریقہ ہے۔